عمران سیریز

جی پی نائن

ارشاد العصر جعفری

ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا لہٰذا وہ سب اپنے اپنے مشاغل میں مصروف تھے لیکن ڈنر وہ باقاعدگی سے ایک ساتھ کر رہے تھے۔ ہوٹل ڈریم لینڈ کی سروس، کھانوں کا معیار اور ذائقہ ان سب کو بے حد پسند تھا اس لئے وہ روزانہ ہی ہوٹل ڈریم لینڈ کا رخ کرتے تھے۔ ہوٹل ڈریم لینڈ کی ایک میز رات نو بجے سے بارہ بجے تک ان کے لئے ریزرو رہتی تھی۔ کھانے کا بل روزانہ ایک ممبر ادا کرتا تھا اور آج تنویر کی باری تھی اس لئے وہ سب تنویر کے فلیٹ پر جمع تھے اور یہاں سے انہوں نے ہوٹل ڈریم لینڈ روانہ ہونا تھا۔

''عمران صاحب سے معلوم کریں کہ انہوں نے یہاں آنا ہے یا وہ ہوٹل پہنچیں گے''...... خاور نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آج کھانے کا بل تنویر نے ادا کرنا ہے لہٰذا آج عمران کو

رہنے دو''...... جولیا نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ آج تنویر میزبان تھا اس لئے کھانے پر بدمزگی کا احتمال تھا اس لئے جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی عمران کو بلانے پر اعتراض کر رہی تھی۔

''بل تو میں نے ادا کرنا ہے لیکن عمران صاحب کو کیوں رہنے دیں''...... تنویر نے جولیا کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران کوئی نہ کوئی بدمزگی پیدا کر دے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ اسے آج نہ بلایا جائے''...... جولیا نے مجبوراً دل کی بات کہہ دی۔

''نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کھانے پر پوری ٹیم ہو اور عمران نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے''...... تنویر نے کھلے دل سے کہا۔

''تنویر۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ اگر عمران کو نہ بلایا جائے تو بہتر ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہی ٹھیک ہے اور ویسے بھی عمران صاحب کون سا ٹیم کے باقاعدہ ممبر ہیں۔ انہیں اگر بلا لیا جائے تو ٹھیک ہے اور اگر نہ بلایا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ چیف بھی کبھی کبھار عمران صاحب کو نظرانداز کر دیتا ہے''...... نعمانی نے بھی جولیا اور صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اس نے آج کے کھانے میں لازمی طور پر شرکت کرنی ہے اور چونکہ کل مس جولیا کی باری ہے اس لئے کل بے شک عمران کو نہ بلایا جائے۔ صفدر تم عمران کو کال کرو''...... تنویر نے کہا تو صفدر

مسکراتے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو۔ عمران صاحب ہیں''...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا تو صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ تمام ساتھی گفتگو سن سکیں۔

''جبران۔ نہیں جی یہاں خلیل جبران صاحب نہیں رہتے۔ اگر آپ کو خلیل جبران سے بات کرنی ہے تو ان کی لحد کا نمبر ملائیں کیونکہ انہیں فوت ہوئے طویل عرصہ ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

''ایک تو کریلا اور دوسرا نیم چڑھا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ صفدر نے ری ڈائل کا نمبر پریس کر دیا۔

''واقعی۔ عمران نے اپنے باورچی کو بہت زیادہ سر چڑھا رکھا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ ازلی کنوارہ، قسمت کا مارا سلیمان بے چارہ سپیکنگ''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی حسرت بھری آواز سنائی دی۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن آن تھا اس لئے سلیمان کی بات سب نے سن لی تھی۔ اس کی بات سن کر سبھی کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''سلیمان۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب سے بات کراؤ''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ صفدر صاحب آپ۔ کیسے ہیں آپ۔ آپ کے بال بچے کیسے ہیں۔ سوری۔ اوہ سوری۔ آپ بھی تو میری طرح ازلی کنوارے ہیں۔ صفدر صاحب میں ایک بات نہایت ہی سنجیدگی سے آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا''...... دوسری طرف سے سلیمان نے پہلے انتہائی شوخ اور پھر یکدم سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''جی۔ آپ فرمائیے۔ کیا بات ہے''...... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''صفدر صاحب۔ آپ تمام لوگ صاحب کے سائے سے بھی دور بھاگ جائیں''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ کس لئے۔ کیا عمران صاحب نے لوگوں کو پتھر مارنے شروع کر دیئے ہیں''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جب تک آپ صاحب کے ساتھ رہیں گے صاحب کی طرح آپ بھی کنوارے رہیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ کنوارے انسان کا جنازہ بھی جائز نہیں ہے۔ لہٰذا آپ اپنا جنازہ جائز کرا لیں اور جنازہ جائز کرانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ صاحب سے دور بھاگ جائیں ورنہ آپ کا جنازہ جائز ہونا ممکن نہیں ہے''۔ دوسری طرف سے سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تو تم خود عمران صاحب سے دور کیوں نہیں بھاگ جاتے''۔

صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آہ۔ کچھ نہ پوچھیں صفدر صاحب۔ صاحب نے تنخواہوں کی مد میں میرا لاکھوں کا قرض دینا ہے۔ اب صاحب لاکھوں روپیہ ادا کریں تو میں بھی کہیں جاؤں اور جا کر اپنا جنازہ جائز کراؤں''۔ سلیمان کی حسرت بھری آواز سنائی دی تو صفدر کی مسکراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''اس سے کہو کہ عمران سے بات کرانی ہے تو کرائے ورنہ سر مت کھائے''...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سلیمان۔ اگر عمران صاحب فلیٹ پر موجود ہیں تو رسیور انہیں دو''...... صفدر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''صاحب فلیٹ پر موجود تو ہیں لیکن اس وقت انہیں دورہ پڑا ہوا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''دورہ۔ کیسا دورہ۔ اوہ۔ انہیں کب سے دورے پڑنے شروع ہو گئے ہیں''...... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''آپ مت گھبرائیں۔ انہیں کوئی خطرناک دورہ نہیں پڑا۔ انہیں کبھی کبھار دورہ پڑ جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں اس دورے کی حالت میں وہ سر نیچے کر لیتے ہیں اور ٹانگیں اوپر اور پھر وہ اس حالت میں کافی دیر تک کھڑے رہتے ہیں۔ شاید یہ کوئی دماغی خلل کا دورہ ہے۔ ویسے میرا مشورہ ہے کہ آپ انہیں کسی ماہر نفسیات یا کسی دماغی خلل کے ڈاکٹر کو دکھائیں۔ یعنی پاگل خانے کے ڈاکٹر کو

اور، کون ہے سلیمان''...... ابھی سلیمان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ عمران کی آواز سنائی دی۔

''صاحب۔ صفدر صاحب ہیں لائن پر۔ میں ان کے سامنے آپ کی بہت تعریفیں کر رہا تھا''...... دوسری طرف سے سلیمان کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ عمران سپیکنگ''...... کچھ دیر بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب۔ آپ اور آپ کا باورچی دونوں نہلے پہ دہلا ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ دفتر پیارے۔ تم سناؤ کیا حال ہے''...... عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم لوگ ڈنر کے لئے نکل رہے ہیں۔ لہذا آپ اب ہوٹل ڈریم لینڈ پہنچ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''سوری صفدر۔ میں تو آج نہیں آ سکوں گا''...... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

''کیوں عمران صاحب۔ کیا کوئی ضروری کام ہے''...... عمران کے انکار پر صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ کام تو کوئی نہیں ہے۔ آج کا بل تنویر نے ادا کرنا ہے اور تنویر میری باتوں سے چڑ جاتا ہے۔ اگر آج بھی وہ میری کسی بات پر چڑ گیا تو اس نے مجھے بے عزت کر کے ڈنر سے اٹھا دینا ہے''۔

عمران کی آواز سنائی دی تو صفدر نے سوالیہ نظروں سے تنویر کی طرف دیکھا۔

''تم ڈنر پر آ جاؤ۔ آج نہیں چڑوں گا۔ وعدہ رہا''...... تنویر نے آگے بڑھ کر صفدر کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

''مجھے اپنی عزت بہت پیاری ہے۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم مجھے ڈنر سے نہیں اٹھاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''میں تم سے وعدہ جو کر رہا ہوں۔ کیا تمہیں میرے وعدے پر اعتبار نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔

''غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا''...... عمران نے شعر کا ایک مصرعہ سناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کس قسم کی ضمانت چاہئے۔ میں ہر قسم کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''کیا جولیا تمہاری ضمانت دے سکتی ہے کہ تم مجھے ڈنر سے نہیں اٹھاؤ گے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ بالکل۔ مس جولیا میری ضمانت دے سکتی ہے۔ لو جولیا سے بات کرو''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ جولیا، تنویر کے غصے سے واقف تھی اور وہ عمران کی عادت بھی سمجھتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران نے ایک لمحے میں تنویر کو غصہ دلا دینا ہے اس لئے وہ تنویر کی ضمانت نہیں دینا چاہتی تھی لیکن اب تنویر نے رسیور اسے تھما دیا تھا تو وہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔

''ہیلو عمران۔ یہ آج تم کس قسم کے نخرے کر رہے ہو''...... جولیا نے برہم لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایک بہن اپنے بھائی کی حمایت کس حد تک کر سکتی ہے اور وہ میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم تو تنویر کی حمایت میں لڑنے پر اتر آئی ہو''...... دوسری طرف سے عمران کی شوخ آواز سنائی دی۔

''زیادہ باتیں مت بناؤ اور فوراً ہوٹل ڈریم لینڈ پہنچ جاؤ''۔ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ کو یقین ہے کہ عمران ہوٹل پہنچ جائے گا''...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اگر نہیں پہنچے گا تو اگلے ایک ہفتے تک ڈنر کا بل عمران ہی ادا کرتا رہے گا۔ لیکن ایک بات کا تم نے بھی خیال رکھنا ہے۔ عمران جو کچھ بھی کہتا رہے تم نے معمولی سا غصہ بھی نہیں دکھانا۔ اگر تمہارے ماتھے پر ایک بل بھی آیا تو یہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا''...... جولیا نے تنویر کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ آپ دیکھیں گی کہ آج میرے منہ سے عمران کے لئے پھول ہی پھول جھڑیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر عمران ہم سے پہلے ہوٹل پہنچ گیا تو اس نے ہم پر جرمانہ کر دینا ہے''...... صدیقی نے ان سے کہا تو وہ سب تنویر کے فلیٹ سے باہر نکل گئے۔ تنویر نے فلیٹ لاک کیا

اور پھر کچھ دیر بعد ان کی کاریں ہوٹل ڈریم لینڈ کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ وہ دو کاروں میں تھے۔ ایک کار میں صفدر، جولیا اور نعمانی تھے جبکہ دوسری کار میں تنویر، خاور اور صدیقی سوار تھے۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ان کی کاریں ہوٹل ڈریم لینڈ کی پارکنگ میں داخل ہو گئیں۔ انہوں نے پارکنگ میں نظر دوڑائی لیکن انہیں عمران کی سپورٹس کار نظر نہ آئی جس کا مطلب تھا کہ عمران ابھی تک نہیں پہنچا۔ انہوں نے اپنی کاریں پارک کیں اور ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا لیکن ان کی میز خالی تھی۔ وہ اپنی ریزرو میز پر جا کر بیٹھ گئے اور ہال میں موجود لوگوں کا جائزہ لینے لگے۔ ہال میں موجود تمام افراد اپنے آپ میں مگن تھے۔ وہ آپس میں باتیں بھی انتہائی دھیمی آواز میں کر رہے تھے۔

ریزرو میز کے قریب پہنچ کر وہ ابھی کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ ایک ویٹر منرل واٹر کی بوتلیں ان کی میز پر رکھ گیا۔ صفدر نے ایک بوتل کھول لی تا کہ جسے پیاس محسوس ہو رہی ہو وہ پانی پی سکے۔ وہ چونکہ روزانہ وہاں آ رہے تھے اور ان کی میز بھی ریزرو ہوتی تھی اس لئے کوئی ویٹر بھی ازخود ان سے آرڈر لینے کے لئے نہیں آتا تھا۔ سب ویٹر جانتے تھے کہ جب انہیں آرڈر دینا ہو گا تو وہ انہیں بلا لیں گے۔ انہیں بھوک تو لگ رہی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ فوراً ہی کھانا آ جائے لیکن انہیں عمران کا انتظار کرنا تھا۔ ان کا یہ انتظار طویل ثابت نہ ہوا اور عمران کو دیکھ کر صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ

پھیل گئی جبکہ جولیا کا منہ بن گیا۔

آج عمران بہت عرصے بعد اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں تھا۔ ٹیکنی کلر لباس کے ساتھ ساتھ اس نے سر پر جوکروں والی ٹوپی بھی پہن رکھی تھی اور اس کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار بہہ رہی تھی۔ وہ دروازے میں کھڑا چندھیائی ہوئی آنکھوں سے پورے ہال کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظر تنویر پر پڑی تو وہ زیر لب مسکرا دیا۔

''اوہ تنویر۔ مائی ڈیئر فرینڈ''...... عمران نے بلند آواز میں کہا اور پھر وہ یکدم آگے بڑھا لیکن ایک کرسی سے ٹکرا کر منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔ اس کی جوکروں والی ٹوپی بھی اس کے سر سے گر گئی تھی۔ اس کی بلند آواز پر کئی لوگوں نے ناگوار انداز میں اس کی طرف دیکھا لیکن اب اس کے اس طرح گرنے پر اکثر لوگوں کے قہقہے بلند ہو گئے اور ٹوپی فرش پر گرنے کے بعد یہ قہقہے طویل اور مزید بلند ہو گئے کیونکہ عمران کا سر آئینے کی مانند چمک رہا تھا۔ اس نے اپنے سر پر ایسا میک اپ کیا ہوا تھا کہ وہ سو فیصد گنجا نظر آ رہا تھا۔

فرش پر گرتے ہی اس نے اس انداز میں ہاتھ پاؤں مارے جیسے پانی میں گرا ہو اور پھر وہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنی ٹوپی اٹھائی اور اسے اپنے سر پر رکھا لیکن ٹوپی اس کے سر سے پھسل گئی اور ایک بار پھر فرش پر گر گئی۔ وہ اپنی ٹوپی کو اٹھانے کے لئے جھکا تو اس کا توازن بگڑ گیا اور وہ ایک

بار پھر فرش پر گر گیا۔ قہقہے ایک بار پھر بلند ہوئے اور لوگ کرسیوں سے اٹھ اٹھ کر اسے دیکھنے لگے۔

''مس جولیا۔ آپ دیکھ رہی ہیں۔ یہ ہمیں تماشہ بنانے کے لئے ایسی حرکتیں کر رہا ہے''...... تنویر نے دھیمے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم نے نہ کوئی اعتراض کرنا ہے اور نہ ہی غصہ دکھانا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ میں تو کچھ نہیں کہتا لیکن آپ تو عمران صاحب کو سمجھا سکتی ہیں نا''...... تنویر نے دھیمی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران کو سمجھانا کسی کے بس میں ہے کیا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی عمران ان کے قریب پہنچ گیا۔

''السلام علیکم''...... عمران نے بلند آواز میں انہیں سلام کیا اور پھر باقاعدہ ان سے مصافحہ کرنے لگا۔ جب جولیا کی باری آئی تو اس نے جولیا کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن پھر فوراً ہی ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

''سوری مس۔ اگر میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو ڈیڈی تھپڑ مار مار کر میرے گال لال کر دیں گے''...... عمران نے حماقت آمیز لہجے میں کہا اور پھر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران۔ یہ کیا تماشہ ہے۔ تم انسانوں کی طرح نہیں رہ سکتے"۔ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ میں انسان نہیں ہوں"...... عمران نے بوکھلا کر کہا اور فوراً ہی اٹھ کر اپنی پشت کی طرف دیکھا اور پھر ٹوپی اتار کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"میری دم بھی نہیں نکلی اور میرے سینگ بھی نہیں ہیں۔ میں انسان ہی ہوں۔ تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"...... عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا میں آپ کے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں"...... اسی وقت ایک خوبصورت لڑکی نے ان کے قریب آ کر کہا۔

"لیکن یہاں تو کوئی کرسی خالی نہیں ہے"...... جولیا نے اس لڑکی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کرسی منگوا لیتی ہوں۔ میں آپ کے صرف چند منٹ لوں گی"...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو بلا کر کرسی لانے کے لئے کہا۔ چند لمحوں بعد ویٹر نے کرسی لا کر رکھ دی تو وہ لڑکی کرسی پر بیٹھ گئی۔ لڑکی کے آنے کی وجہ سے ان کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی تھی۔

"میرا نام شائلہ ہے۔ مس شائلہ اور میں ڈرامہ ڈائریکٹر ہوں۔ میں ان صاحب کو اپنے ڈرامے میں کاسٹ کرنا چاہتی ہوں"۔ لڑکی نے اپنا تعارف کرانے کے بعد انہیں اپنا مقصد بتاتے ہوئے کہا۔

"دیکھا تم نے۔ تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے لوگ تمہیں کیا سمجھنے لگے ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کک۔ کون۔ کون سی حرکتیں۔ مس خولیا"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ ایسا مت کہیں مس خولیا۔ یہ صاحب"...... مس شائلہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ جولیا نے اسے روک دیا۔

"میرا نام خولیا نہیں جولیا ہے"...... جولیا نے خشک لہجے میں مس شائلہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری مس جولیا۔ ہاں۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ یہ صاحب بہت بڑے ایکٹر بن سکتے ہیں۔ انہیں صرف موقع ملنے کی دیر ہے۔ پھر یہ ہر ڈرامے کی ڈیمانڈ ہوں گے"...... مس شائلہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اسے نہیں جانتیں۔ یہ بہت بڑے اور سخت گیر جاگیردار کے بیٹے ہیں جن کی رگوں میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے۔ اگر ان کے والد کو معلوم ہو گیا کہ ان کا بیٹا ایسی حرکتیں کرتا پھر رہا ہے اور اسے آپ نے ایکٹر بننے کی آفر کی ہے تو وہ نہ صرف اسے بلکہ آپ کو بھی گولی مار دیں گے اور آپ جانتی ہیں کہ بڑے جاگیرداروں کے لئے کسی پر گولی چلانا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ اب اگر آپ کہیں تو میں اس کے والد صاحب کو فون کر کے یہاں

بلا لوں''...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے موبائل فون بھی نکال لیا۔ جولیا کی بات سن کر مس شمائلہ فوراً ہی گھبرا گئی اور وہ جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''سوری۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔ میں اب چلتی ہوں''۔ مس شمائلہ نے کہا اور جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھا جس کا منہ بن گیا تھا۔

''اب تمہیں کیا ہو گیا ہے''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم نے میری ساری محنت پر پانی پھیر دیا ہے''...... عمران نے انتہائی مایوس لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسی محنت''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھو۔ تم تو ہو سرکاری ملازم۔ کام کرو یا نہ کرو تمہیں تو ہر مہینے بھاری تنخواہ اور الاؤنس مل جاتے ہیں جبکہ میں ٹھہرا بے روزگار انسان۔ مجھے تو کسی نہ کسی کام کی تلاش رہتی ہے۔ اب کتنا عرصہ ہو گیا ہے کوئی کیس نہیں آیا۔ کیس نہیں آیا تو وہ معمولی سا چیک بھی نہیں ملا۔ اب میں اپنا پاپی پیٹ کیسے پالوں۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ آج ایک ڈرامہ ڈائریکٹر ڈریم لینڈ ہوٹل میں موجود ہے اور میں نے اسے متاثر کرنے کے لئے یہ سب ڈرامہ کیا تھا۔ وہ بے چاری متاثر

بھی ہو گئی لیکن تم نے ڈیڈی کا حوالہ دے کر اسے ڈرا دیا اور میری روزی پر لات مار دی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب یہ ڈرامہ ختم کرو اور اپنی گاڑی میں جاؤ اور اپنا حلیہ درست کر کے آؤ''...... جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو عمران خاموشی سے اٹھا اور ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ارادہ تو اس حد تک تنگ کرنے کا تھا کہ تنویر رو پڑے لیکن اچانک ہی اس کا موڈ بدل گیا اور اس نے تنویر کو تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ لہٰذا جیسے ہی جولیا نے اسے حلیہ درست کرنے کے لئے کہا تو وہ اٹھ کر چلا گیا تا کہ اپنی کار میں جا کر وہ اپنا حلیہ درست کر سکے۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب تو آپ کے فرمانبردار ہوتے جا رہے ہیں''...... عمران کے جانے کے بعد خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے رخسار تمتما اٹھے۔ تنویر نے جولیا کے چہرے کے تاثرات دیکھے تو اس نے منہ بنا لیا اور پھر ویٹر کو بلا کر اسے کھانے کا آرڈر دے دیا۔ ویٹر کھانا لینے چلا گیا جبکہ عمران واپس آ گیا۔ اب اس کی شخصیت خوب نکھری ہوئی تھی اور اسے دیکھ کر کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ یہ وہی نوجوان ہے جو چند لمحے پہلے جوکر کے روپ میں تھا۔

''عمران صاحب۔ خاور کا خیال ہے کہ آپ مس جولیا کے فرمانبردار ہوتے جا رہے ہیں''...... صدیقی نے عمران سے مخاطب

ہو کر کہا۔

''مجھے جولیا کا فرمانبردار ہونا بھی چاہئے کیونکہ جولیا میری ڈپٹی چیف ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے ویٹر آ گیا اور اس نے کھانا سرو کر دیا تو وہ سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔ ابھی وہ کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ایک لڑکی تیزی سے ان کی میز کی طرف بڑھی۔ ان کی میز کے قریب پہنچتے ہی اس نے عمران کا گریبان پکڑ لیا۔

''دھوکے باز، فریبی، سنگدل، فراڈیئے۔ مجھے برباد کر کے تو یہاں عیش کر رہا ہے''...... لڑکی نے چیختے ہوئے کہا تو سارا ہال ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔عمران بھی اس اچانک افتاد پر بوکھلا سا گیا تھا اور اسی لمحے ایک بزرگ بھی ان کے قریب پہنچ گیا۔

''عمران بیٹے۔تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ ہم نے تمہیں بہت تلاش کیا ہے''...... بزرگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اے لڑکی۔ عمران کو چھوڑ دو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیوں چھوڑ دوں اپنے اس مجرم کو۔ اتنے دنوں بعد تو یہ ہمیں نظر آیا ہے''...... لڑکی نے جولیا کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا جبکہ عمران نے اس دوران اپنا گریبان اس لڑکی کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا۔

''عمران صاحب آپ کے مجرم ہیں۔ کیا جرم کیا ہے انہوں نے''۔ صفدر نے اس لڑکی سے پوچھا۔

''آپ کے اس عمران صاحب نے مجھے مس کرن سے مسز کرن عمران بنایا اور پھر غائب ہو گئے۔ سمجھے آپ''...... لڑکی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے اور اسی لمحے ہوٹل کا مینجر بھی وہاں آ گیا۔

''پلیز۔ آپ لوگ ہوٹل میں جھگڑا مت کریں۔ آپ کو ایک دوسرے سے جو کچھ بھی کہنا ہے آپ ہوٹل کے لان میں جا کر کہہ لیں۔ پلیز سر۔ یہاں کا ماحول خراب مت کریں''...... مینجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ دونوں ہمارے ساتھ آئیں''۔ جولیا نے پہلے مینجر اور پھر لڑکی اور اس بزرگ سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ سب ہوٹل کے لان میں آ گئے۔ لان میں بھی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''ہاں کرن۔ اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے''...... جولیا نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا تو کرن نے جواب دینے کی بجائے رونا شروع کر دیا۔ روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی۔ جولیا نے چند لمحے تو انتظار کیا کہ اس کا رونا کچھ کم ہو تو وہ بات کرے لیکن کرن کا رونا کم نہ ہوا۔

''اب یہ رونا دھونا بند کرو اور سیدھی طرح ہم سے بات کرو''۔ جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔لڑکی ایک لمحے کے لئے تو خاموش ہوئی لیکن پھر اس کا رونا مزید تیز ہو گیا۔

''پاپا۔ آپ نے دیکھا یہ لوگ ظلم بھی کرتے ہیں اور رونے بھی نہیں دیتے''...... کرن نے بزرگ کو دُہائی دیتے ہوئے کہا تو بزرگ نے جولیا کی طرف دیکھا۔

''بیٹی۔ تم کون ہو۔ لگتی تو غیر ملکی ہو۔ اس عمران سے تمہارا کیا رشتہ ہے''...... بزرگ نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میں کسی زمانے میں پاکیشیا کے لئے غیر تھی لیکن اب میں پاکیشیائی شہری ہوں اور عمران سے میرا دوستی کا رشتہ ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاپا۔ آپ نے دیکھا کہ اس عمران کی لڑکیوں سے دوستی ہے جبکہ شادی کے وقت اس نے کہا تھا کہ اس کا کسی بھی لڑکی سے کوئی واسطہ نہیں رہا''...... کرن نے کہا اور پھر وہ مزید زور سے رونے لگی۔

''اب اگر تمہارا رونا بند نہ ہوا تو میں تمہیں دو چار تھپڑ جڑ دوں گی۔ بند کرو یہ رونا دھونا''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو کرن یکدم خاموش ہو گئی اور جولیا کو گھورنے لگی۔

''عمران صاحب آپ ہی بتائیں یہ سب کیا ہے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''میں تو تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ مجھے کیا معلوم کہ یہ سب کیا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں مس کرن۔ آپ بتائیں کہ کیا معاملہ ہے''...... صفدر نے کرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''معاملہ میں نے بتایا تو ہے کہ عمران نے میرے ساتھ شادی کی اور پھر یہ غائب ہو گیا''...... کرن نے کہا تو اس کی بات سن کر سب کے چہروں پر بے یقینی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ سب عمران کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے وہ کرن کی بات پر یقین نہیں کر سکتے تھے۔

''آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے''...... تنویر نے اس سے پوچھا۔

''ثبوت۔ کیسا ثبوت''...... کرن نے کہا۔

''شادی کے بے شمار ثبوت ہوتے ہیں۔ مثلاً نکاح نامہ، ویڈیو، تصویریں اور بے شمار چیزیں''...... تنویر نے کہا۔

''نکاح نامہ تو عمران اپنے ساتھ لے گیا تھا یہ کہہ کر یہ میرا شناختی کارڈ بنوا رہا ہے اور اس کے لئے نکاح نامے کی ضرورت ہے۔ ویڈیو بنی ہی نہیں تھی۔ تصویریں بنی تھیں لیکن رول کے ڈویلپ ہونے سے پہلے ہی رول گم ہو گئے اور ان کے گم ہونے کی اطلاع بھی عمران نے ہی دی تھی۔ لہٰذا یہ ثبوت بھی میرے پاس نہیں ہیں۔ البتہ شادی کے گواہان موجود ہیں۔ ایک گواہ تو سب کے سامنے موجود ہیں یعنی میرے پاپا نورالدین، دیگر گواہان کو بھی میں پیش کر سکتی ہوں اور ایک ایسا ثبوت بھی میرے پاس موجود ہے جسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا''...... کرن نے کہا اور اس کی آخری بات پر تو وہ سب ہی چونک گئے۔

"ایسا کیا ثبوت ہے آپ کے پاس کہ اسے چیلنج ہی نہیں کیا جا سکتا"...... تنویر نے کرن کے پراعتماد انداز پر حیران ہوتے ہوئے پوچھا اور ساتھ ہی شک بھری نظروں سے عمران کی طرف بھی دیکھا۔ کرن کے پراعتماد لہجے نے ان سب کو شک میں مبتلا کر دیا تھا۔

"میرے وجود میں پرورش پانے والا بچہ۔ بچے کی پیدائش کے بعد اگر ڈی این اے کرا لیا جائے تو میری بات کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکے گا"...... کرن نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"عمران صاحب۔ اب آپ کیا کہتے ہیں"...... صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تنویر۔ کیا یہ تمہاری شرارت ہے"...... عمران نے صفدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شرارت۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا تم اپنا گناہ میرے سر تھوپنا چاہ رہے ہو"...... تنویر نے غصے سے کہا۔

"یہ گناہ نہیں ہے۔ خبردار۔ اگر کسی نے میرے بچے کو گناہ کی پیداوار کہا تو۔ یہ حلالی بچہ ہے۔ نکاح کے بعد وجود میں آیا ہے"۔ کرن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ آپ ہم پر احسان کریں۔ اگر آپ کے پاس عمران کے والدین کا ایڈریس ہو یا ٹیلی فون نمبر ہو تو وہ ہمیں بتا دیں۔ ہم عمران کے والدین سے بات کر لیں گے"...... کرن کے والد نے

منت بھرے لہجے میں کہا تو انہوں نے ایک بار پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"جی نورالدین صاحب۔ آپ عمران کے والد صاحب سر عبدالرحمٰن کا موبائل نمبر نوٹ کر لیں"...... تنویر نے کہا تو کرن کے والد نے اپنی جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تنویر۔ تم ان سے ان کا اصل مقصد تو پوچھو اور انہیں رخصت کرو"...... عمران نے پہلی مرتبہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کا یہ لہجہ انہیں شک سے یقین کی طرف لے گیا اور پھر اس نے نورالدین کو سر عبدالرحمٰن کے نمبر بتا دیئے جو نورالدین نے موبائل فون پر ہی پریس کئے۔

"اس فون کو چھوڑو مسٹر نورالدین۔ تم اپنا اصل مقصد بتاؤ۔ تم یہ سب کیوں کر رہے ہو"...... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا اور نورالدین کے موبائل فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن نورالدین نے فوراً ہی ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ کلیئر ہیں تو آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ انہیں اپنی تسلی کر لینے دیں"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صفدر۔ تم تو ڈیڈی کو جانتے ہو۔ ڈیڈی نے تو میری ایک بات بھی نہیں سنی"...... عمران نے کہا۔ سر عبدالرحمٰن کے مزاج سے تو سبھی واقف تھے اور انہیں یقین تھا کہ سر عبدالرحمٰن نے واقعی عمران

کی کوئی بات نہیں سنی اور اسے قصوروار ٹھہرا دینا تھا۔

''ہیلو۔ السلام علیکم۔ کیا سر عبدالرحمٰن صاحب بات کر رہے ہیں''۔ نورالدین نے کہا۔

جی ہاں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ میں نورالدین بول رہا ہوں۔ آج سے تین ماہ پہلے آپ کے بیٹے عمران نے میری بیٹی کرن سے شادی کی۔ یہ شادی کئی گواہوں کی موجودگی میں ہوئی۔ شادی کے دو تین دن بعد عمران غائب ہوگیا اور ہم اسے تلاش کرتے رہے۔ ہماری محنت رنگ لائی اور آج ہم نے عمران کو تلاش کر لیا ہے لیکن عمران ہمیں پہچاننے سے انکار کر رہا ہے۔ سر۔ میں لڑکی کا باپ ہوں۔ میں کہاں فریاد لے کر جاؤں''...... نورالدین نے کہا اور پھر آخر میں اس کا لہجہ بھی جذباتی ہوگیا تھا اور اس کی آنکھوں میں نمی نمودار ہوگئی تھی۔ اس نے اپنی انگلی کی پور سے آنکھیں صاف کر لیں۔

''جی سر۔ ہم آپ کی کوٹھی پر حاضر ہو جاتے ہیں۔ آپ ہمیں اپنی کوٹھی کا ایڈریس بتائیں''...... دوسری طرف سے بات سن کر نورالدین نے کہا۔

''آپ اپنے والد صاحب سے بات کریں بیٹا''...... نورالدین نے موبائل فون عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''السلام علیکم ڈیڈی۔ جی۔ جی۔ بہت بہتر۔ میں انہیں لے کر آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں اٹھے اور وہاں سے

چلے گئے۔ جولیا نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ ان کے علاوہ لان میں اور کوئی بھی نہیں تھا۔ اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایکسٹو کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے واچ ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر لیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ جولیا کالنگ چیف۔ اوور''...... جولیا نے بار بار کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چیف۔ ہم اس وقت ہوٹل ڈریم لینڈ میں موجود ہیں اور یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آ گیا ہے۔ اوور''...... جولیا نے ایکسٹو سے کہا اور پھر مختصر طور پر تفصیل بتا دی۔

''یہ کسی ڈائجسٹ کے لئے دلچسپ کہانی ہو سکتی ہے اور اگر اس کہانی میں کوئی حقیقت ہے بھی تو یہ عمران کا ذاتی فعل ہے اور ہمیں اس کے ذاتی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہئے۔ اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہوگیا۔

''اب ہمیں بھی اپنے اپنے فلیٹس پر چلنا چاہئے۔ صحیح صورت حال شاید کل تک ہی واضح ہوگی''...... جولیا نے باقی ممبران سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے بھی بیک وقت اپنے کندھے اچکائے اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہاں مس کرن۔ اب بتاؤ کہ تم یہ ڈرامہ کیوں کر رہی ہو"۔ عمران نے اپنی کار کوٹھی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کار میں عمران، کرن اور نورالدین موجود تھے۔ عمران نے یہ سوال کرن سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کیا تھا۔

"پہلے تم محبت کی سچائی پر یقین رکھتے تھے۔ عشق کے دعوے کرتے تھے اور اب تم میری شادی کو اور میرے ہونے والے بچے کو ڈرامہ کہہ رہے ہو"...... کرن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر نورالدین۔ تم تو بزرگ آدمی ہو۔ تم کیوں اس ڈرامے کا حصہ بن کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو"...... عمران نے نورالدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیٹے۔ تم اس شادی سے انکار کر کے ہماری دنیا خراب کر رہے ہو"...... نورالدین نے کہا۔

"کیا تم حقیقی باپ بیٹی ہو"...... عمران نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم تو ایسے پوچھ رہے ہو جیسے تم ہمیں جانتے تک نہیں"۔ نورالدین نے کہا۔

"اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ یہ ڈرامہ کر کے تم مجھ سے یا ڈیڈی سے کچھ رقم بٹور لو گے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ تمہیں فراڈ کیس میں جیل ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"تم ایک اعلیٰ افسر باپ کے بیٹے ہو اس لئے ہمیں دھمکا رہے ہو"...... نورالدین نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔ عمران ذہنی طور پر بہت ہی الجھ گیا تھا۔ ایسی سچویشن اسے پہلے کبھی بھی پیش نہیں آئی تھی۔ دونوں یہ ڈرامہ کیوں کر رہے تھے عمران کو ابھی تک ان کا مقصد سمجھ نہیں آیا تھا۔ کرن شکل وصورت سے انتہائی شریف اور گھریلو نظر آ رہی تھی۔ عمران نے نورالدین کی شخصیت کا بھی جائزہ لیا تھا۔ وہ بھی سیدھا سادا ہی دکھائی دے رہا تھا۔ پھر یہ دونوں ایسا کیوں کر رہے تھے عمران سوچنے لگا لیکن اس سوال کا جواب اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا کیونکہ سر عبدالرحمٰن نے اسے فوری طور پر کوٹھی پہنچنے کا حکم دیا تھا اور حکم بھی اس انداز میں دیا تھا کہ عمران انکار نہیں کر سکتا تھا لہٰذا عمران فوری طور پر کرن اور نورالدین کو لے کر کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔

ان کا بقیہ سفر خاموشی میں کٹ گیا۔ عمران نے کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر ہارن بجایا تو چوکیدار نے پہلے ذیلی دروازہ کھولا اور پھر عمران کو دیکھ کر پورا گیٹ کھول دیا۔ عمران نے کار آگے بڑھائی اور کمپاؤنڈ میں پہنچ کر کار روکی اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔ کرن اور نورالدین بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے اماں بی اور سر عبدالرحمٰن بھی وہاں آ گئے۔ انہیں دیکھتے ہی کرن روتے ہوئے ان کی طرف بڑھی۔ وہ روتے ہوئے اماں بی کے قدموں کو چھونا چاہتی تھی لیکن اماں بی دو قدم پیچھے ہٹ گئیں۔

"ٹھہرو لڑکی۔ یہ سب بعد میں کرنا پہلے الزام کو ثابت کرو"۔ اماں بی نے سخت لہجے میں کہا۔ کرن جو کہ قدموں کو چھونے کے لئے جھک گئی تھی سیدھی ہوئی اور اس کے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔

"آپ دونوں ہمارے ساتھ آئیں۔ تم بھی آؤ"...... سر عبدالرحمٰن نے پہلے کرن، نورالدین اور پھر سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

"سر۔ میں ایک سفید پوش آدمی ہوں۔ محکمہ انہار میں ہیڈ کلرک تھا۔ چند ماہ پہلے ریٹائرڈ ہوا ہوں۔ میری ریٹائرمنٹ سے چند ہفتے قبل عمران صاحب میرے دفتر کسی کام کے سلسلے میں تشریف لائے تھے۔ ان کے ایک دوست کے رقبے کے پانی کا مسئلہ تھا جو میں نے حل کر دیا۔ میں ان دنوں ایک دفتری پریشانی میں بھی مبتلا تھا۔

انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے لائق کوئی کام ہو تو میں انہیں بتاؤں۔ میں نے انہیں اپنی پریشانی سے آگاہ کیا تو انہوں نے میرے افسر سے کہہ کر میری وہ پریشانی دور کرا دی۔ بات میری ریٹائرمنٹ سے متعلق تھی۔ اگر میرا وہ مسئلہ حل نہ ہوتا تو مجھے ڈیڑھ دو لاکھ کا نقصان ہو جاتا۔ ان کی وجہ سے میں اس نقصان سے بچ گیا اور میں نے مروت میں انہیں اپنے گھر دعوت پر بلا لیا۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا لیکن پھر یہ میرے اصرار پر گھر آ گئے جہاں ان کی نظر میری بیٹی کرن پر پڑی اور پھر یہ اکثر میرے گھر آنے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں بعد انہوں نے ہم سے کرن کا رشتہ مانگ لیا۔ ہم اس رشتے سے بہت خوش ہوئے کیونکہ عمران صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ہم نے ان سے گزارش کی کہ یہ اپنے والدین کو لے کر آئیں لیکن انہوں نے کہا کہ میرے والدین انتہائی سخت طبیعت کے مالک ہیں۔ وہ اس شادی پر کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر ان کی شادی کرن سے ہو جائے تو یہ بعد میں اپنی والدہ کو منا لیں گے اور والدہ ان کے والد صاحب کو منا لیں گی لیکن اگر انہیں شادی سے پہلے بتا دیا گیا تو پھر والد اور والدہ دونوں ہی شادی نہیں ہونے دیں گے۔ سر۔ بیٹی کے اچھے مستقبل کی آس میں ہم نے کرن کی شادی عمران صاحب سے کر دی لیکن عمران صاحب تو چند دنوں بعد ہی ایسے غائب ہوئے کہ پھر ہمیں ان کی صورت ہی نظر نہیں آئی۔ ہم دونوں

باپ بیٹی ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور آخرکار آج ہم نے انہیں ہوٹل ڈریم لینڈ میں ڈھونڈ لیا لیکن یہ اس شادی سے انکاری ہیں۔ نہ صرف انکاری ہیں بلکہ انہوں نے ہمیں پہچاننے سے بھی انکار کر دیا ہے''...... نورالدین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر آخر میں وہ بھی آبدیدہ ہو گیا تھا۔

''کیوں عمران۔ کیا ان کی بات سچ ہے''...... اماں بی نے عمران سے پوچھا۔

''اماں بی۔ یہ سب غلط ہے۔ میں نے تو انہیں آج سے پہلے دیکھا ہی نہیں''...... عمران نے کہا۔ کرن کا رونا بند ہو چکا تھا لیکن عمران کی بات سن کر اس نے ایک مرتبہ پھر رونا شروع کر دیا۔

''ٹسوے بہانا بند کرو لڑکی''...... اماں بی نے سخت لہجے میں کرن سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کی ہچکی بندھ گئی۔

''بیگم۔ ایک تو یہ مظلوم لوگ ہیں اور تمہارے بیٹے نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور تم ان کی دلجوئی کرنے کی بجائے الٹا انہیں ہی ڈانٹ رہی ہو''...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ میرا بیٹا مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا''...... اماں بی نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''واہ بیگم صاحبہ واہ۔ آپ نے خوب انصاف کی بات کی ہے۔ مظلوموں کو جھوٹا اور ظالم کو سچا بنا دیا ہے۔ یہی ہے آپ کا انصاف۔ آپ کو قیامت کے دن اس انصاف کا حساب دینا ہو گا''۔ نورالدین

نے طنزیہ لہجے میں اماں بی سے کہا تو اماں بی لرز کر رہ گئیں۔

''بیگم۔ تم عمران کی ماں بن کر سوچ رہی ہو جبکہ تمہیں اس مظلوم لڑکی کی ماں بن کر سوچنا چاہئے''...... سر عبدالرحمٰن نے اماں بی سے کہا۔

''میں یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں کہ عمران جھوٹ نہیں بولتا۔ تم لوگ عمران پر الزام یوں لگا رہے ہو''...... اماں بی نے نورالدین اور کرن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس مرتبہ ان کا لہجہ بہت ہی نرم تھا۔

''بیگم صاحبہ۔ ہم اس شادی کے گواہ بھی پیش کر سکتے ہیں''۔ نورالدین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ گواہ پیش کرو۔ گواہوں کے علاوہ بھی کوئی ثبوت ہو تو وہ بھی پیش کرو''...... اماں بی نے نورالدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بیگم صاحبہ۔ اگر آپ کچھ عرصہ انتظار کر لیں تو میں ایسا ثبوت پیش کر سکتی ہوں جسے دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی''...... کرن نے کہا۔

''کون سا ایسا ثبوت ہے تمہارے پاس''...... اماں بی نے چونک کر کرن سے پوچھا۔

''میرا ہونے والا بچہ میرا سب سے بڑا ثبوت ہے''...... کرن نے کہا۔

''یہ ضروری تو نہیں ہے کہ وہ بچہ عمران کا ہی ہو''...... اماں بی

نے کہا۔

''ڈی این اے رپورٹ ثابت کر دے گی کہ یہ بچہ عمران کا ہی ہے''...... کرن نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو کرن کے بااعتماد لہجے نے اماں بی کو متزلزل کر دیا اور وہ سوچنے لگیں کہ عمران انسان ہی ہے اور انسان سے خطا تو ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے عمران سے خطا ہو گئی ہو۔

''عمران۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں تم پر اعتماد کروں یا ان باپ بیٹی کی بات کو سچ مان لوں''...... اماں بی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کرن نے ڈی این اے ٹیسٹ کی بات کی ہے۔ تمہیں اب بھی ان کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔ جانتی ہو بیگم ڈی این اے ٹیسٹ کیا ہوتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے اماں بی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ جانتی ہوں میں۔ یہ ٹیسٹ وراثت کا تعین کرتا ہے۔ لیکن یہ ہے تو موئے انگریزوں کی ایجاد۔ ضروری تو نہیں کہ یہ سو فیصد درست ہو''...... اماں بی نے کہا۔

''ایک ماں کبھی اپنی اولاد کو غلط کہہ ہی نہیں سکتی''...... سر عبدالرحمٰن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''بچہ پیدا ہونے میں تو ابھی دیر ہے۔ تم لوگ شادی کے گواہان تو پیش کرو''...... اماں بی نے سر عبدالرحمٰن کے طنز کو نظرانداز کرتے

ہوئے نورالدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی بیگم صاحبہ۔ صرف دو دن انتظار کریں۔ میرے دو بھائی جو کہ گاؤں میں رہتے ہیں اس نکاح کے گواہ ہیں۔ نکاح نامہ پر ان کے بھی دستخط ہوئے تھے۔ میں انہیں لینے کے لئے گاؤں جاتا ہوں۔ وہاں سے میری واپسی دو دن بعد ہو سکتی ہے''...... نورالدین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم دو دن تک انتظار کر لیتے ہیں''...... اماں بی نے سر عبدالرحمٰن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم لوگ گواہ لے آؤ پھر تمہیں مکمل انصاف ملے گا''۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''سر۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ پورا انصاف کریں گے۔ ہم نے آپ کی اصول پرستی کی بہت تعریف سنی ہے لیکن مجھے ایک خطرہ بھی ہے''...... نورالدین نے کہا۔

''خطرہ۔ کیسا خطرہ''...... سر عبدالرحمٰن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''سر۔ اس دوران عمران صاحب کہیں بھاگ نہ جائیں''۔ نورالدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم نے پہلے بھی انہیں بہت مشکل سے تلاش کیا ہے''۔ کرن نے اپنے والد کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اب جب تک تم لوگ واپس نہیں آ جاتے یہ کوٹھی سے باہر قدم نہیں رکھے گا۔ عمران تم نے آئندہ دو دن تک کوٹھی سے باہر

قدم نہیں رکھنا۔ اٹ از مائی آرڈر۔ سمجھے تم''...... سر عبدالرحمٰن نے پہلے نورالدین اور پھر سخت لہجے میں عمران کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی۔ مجھے کوئی ضروری کام بھی پڑ سکتا ہے''...... عمران نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی ہو جائے۔ میں نے جو کہہ دیا ہے سو کہہ دیا ہے۔ اب تم اپنے بیڈ روم میں چلے جاؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو عمران شش و پنج میں مبتلا ہو گیا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ دو دن تک کوٹھی میں نظر بند رہنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا جبکہ سر عبدالرحمٰن نے قطعی لہجے میں اپنا حکم سنا دیا تھا۔

''عمران۔ تم نے اپنے ڈیڈی کا حکم سن لیا۔ اب تم نے دو دن تک اس کوٹھی سے باہر قدم نہیں رکھنا''...... اماں بی نے بھی فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''جی بہتر اماں بی۔ میں دو دن تک کوٹھی سے باہر نہیں جاؤں گا لیکن مجھے تھوڑی دیر کے لئے باہر جانے دیجئے۔ میں مطالعے کے لئے چند کتابیں تو بازار سے لے آؤں''...... عمران نے کہا۔

''تم کتابوں کے نام لکھ دو ملازم بازار سے خرید لائے گا''۔ سر عبدالرحمٰن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اپنے ڈیڈی اور خاص طور پر اماں بی کا حکم ٹالنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ اسرائیل کے صدر اس وقت کسی گہری سوچ میں گم دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں سوچ میں ڈوبے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی مترنم بیل بجنے لگی۔ بیل کی آواز سن کر وہ چونکے۔ پہلے تو چند لمحوں تک وہ انٹرکام کی طرف دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''سر۔ میٹنگ کے تمام شرکاء میٹنگ ہال میں پہنچ چکے ہیں''۔ دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''اوکے''...... اسرائیلی صدر نے مختصر طور پر کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھنے کے بعد بھی وہ اپنی کرسی پر بیٹھے رہے۔ ان کی کرسی دھیمے انداز میں آگے پیچھے حرکت کرتی رہی اور ان کی

آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں موجود رہیں۔ تقریباً تین چار منٹ گزرنے کے بعد وہ اپنی کرسی سے اٹھے اور اپنے آفس سے نکل کر میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گئے جو ان کے آفس سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔

اسرائیلی صدر پروقار انداز میں چلتے ہوئے میٹنگ ہال میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر ہال میں موجود تمام افراد احتراماً کھڑے ہو گئے۔ وہ اسی طرح پروقار انداز میں چلتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد دیگر افراد بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسرائیلی صدر نے ایک نظر تمام شرکاء پر ڈالی۔ زیادہ افراد نہیں تھے۔ سیکرٹری خارجہ، سیکرٹری دفاع، سیکرٹری سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ، جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ، سپیشل ایجنسی کے چیف میجر ہاک اور نئی سیکرٹ ایجنسی جی پی نائن کے چیف میجر شمعون میٹنگ ہال میں موجود تھے۔

"ہماری آج کی میٹنگ بہت اہمیت کی حامل ہے"...... تمام شرکاء کا جائزہ لینے کے بعد اسرائیلی صدر نے پروقار لہجے میں کہا تو ان کی آواز سن کر میٹنگ ہال میں موجود تمام افراد چوکس ہو گئے۔

"سٹونز کے بارے میں آپ اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ مختلف سٹونز مختلف اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ انہی سٹونز میں ایک قسم ہے ریڈ سٹون اور یہ قسم دنیا میں بہت نایاب ہے۔ ریڈ سٹونز کو ہم ڈیتھ سٹونز بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اگر ریڈ سٹونز مل

جائے تو اس کا پوؤڈر بنا کر کیمیکل زیڈ زیڈ پی میں شامل کر دیا جائے اور پھر اس کیمیکل کو بادلوں پر سپرے کر دیا جائے تو یہ بادل جہاں جہاں برسیں گے وہاں ایک گھنٹے تک آکسیجن کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے آپ اس کا اندازہ بخوبی کر سکتے ہیں یعنی وہاں موجود تمام جانداروں کا مکمل خاتمہ"۔

اسرائیلی صدر نے کہا اور میٹنگ ہال میں موجود شرکاء کے چہروں کی طرف دیکھا۔ ان سب کے چہروں پر تجسس کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی تھے۔ انہوں نے اس ریڈ سٹون سے ہونے والی تباہی کا اندازہ کر لیا تھا کہ یہ تو ایٹم بم سے بھی زیادہ مہلک تھے۔

"اور سب سے اہم بات یہ کہ جب ایک گھنٹے کے بعد اس علاقے میں آکسیجن بحال ہو گی تو کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس علاقے کی آکسیجن کیسے ختم ہو گئی تھی اور ماہرین سر توڑ کوششوں کرنے کے باوجود یہ نہیں جان سکیں گے کہ اس علاقے کے جاندار کیونکر دم گھٹنے سے ہلاک ہوئے۔ اگر اسرائیل یہ ہتھیار بنا لیتا ہے تو پھر دنیا کے تمام ممالک پر اسرائیل کی اجارہ داری قائم ہو سکتی ہے۔ زیڈ زیڈ پی کیمیکل اسرائیل کے سائنس دانوں کی ایجاد ہے اور اسرائیل کے پاس وافر مقدار میں موجود ہے۔ ضرورت ہے تو صرف ریڈ سٹونز کی"...... اسرائیلی صدر نے ان سب کے چہروں کا جائزہ لینے کے بعد دوبارہ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ریڈ سٹونز نایاب ہیں۔ پھر اسرائیل

یہ ہتھیار کیسے تیار کر سکتا ہے''...... سیکرٹری داخلہ نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دنیا کا ایک ملک ایسا ہے جہاں یہ ریڈ سٹونز وافر مقدار میں موجود ہیں''...... اسرائیلی صدر نے کہا تو میٹنگ ہال میں موجود شرکاء کے چہرے کھل اٹھے۔ اس کا مطلب تھا کہ اسرائیل یہ ہتھیار بنا سکتا تھا۔ ریڈ سٹونز دنیا کے کسی بھی ملک میں ہوں انہیں حاصل کیا جا سکتا تھا۔

''سر۔ پھر تو دنیا کی کوئی طاقت اسرائیل کو ہتھیار بنانے سے نہیں روک سکتی''...... سیکرٹری دفاع نے اپنی کرسی سے اٹھ کر نہایت ہی جوشیلے لہجے میں کہا۔

''جس ملک میں ریڈ سٹونز موجود ہیں وہاں سے انہیں حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے''...... اسرائیلی صدر نے مایوس لہجے میں کہا تو صدر کی مایوسی میٹنگ کے شرکاء کے لئے حیران کن تھی کیونکہ انہوں نے پہلے کبھی بھی صدر کو مایوس نہیں دیکھا تھا اور مایوسی صدر کے منصب کے لئے مناسب بھی نہیں تھی۔

''سر۔ ہماری سیکرٹ ایجنسیاں دنیا کی بہترین سیکرٹ ایجنسیاں ہیں۔ ان میں اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل افراد شامل ہیں جن کے لئے کسی بھی ملک سے ریڈ سٹونز حاصل کرنا مشکل نہیں ہے''۔ سیکرٹری داخلہ نے کرسی سے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ریڈ سٹونز پاکیشیا میں موجود ہیں''...... صدر نے طنزیہ لہجے میں

کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''سر۔ ریڈ سٹونز چاہے پاتال میں ہی کیوں نہ ہوں جی پی فائیو انہیں حاصل کر کے رہے گی''...... جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ نے اپنی کرسی سے اٹھ کر پرعزم لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں آپ کی جو کارکردگی ہے وہ مجھ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے لہٰذا آپ تشریف رکھیں''...... صدر نے نہایت ہی طنزیہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ صدر کی بات سن کر فوراً ہی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن تذلیل کے احساس سے اس کا چہرہ ٹماٹر کی مانند سرخ ہو گیا تھا اور چونکہ اس کی بے عزتی اسرائیلی صدر نے کی تھی اس لئے وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر کسی اور شخص نے اس پر معمولی سا طنز بھی کیا ہوتا تو وہ شخص دوسرا سانس بھی نہ لے سکتا تھا۔

''سر۔ ہمارے ساتھی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اگر خوش قسمتی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے چند معمولی کامیابیاں حاصل کر لیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہم سے بڑھ کر ہو گئے اور وہ ہمیشہ ہی کامیاب رہیں گے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک نہ ایک دن تو انہیں ناکامی ہونی ہی ہے اور یہ ناکامی انہیں اسرائیل کے ہاتھوں ہی ہو گی اس لئے سر میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے افراد پر بھروسہ رکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ اس مرتبہ ضرور کامیاب ہوں گے''...... سیکرٹری داخلہ نے ایک بار پھر اپنی کرسی

سے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھا جو اپنی کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ سیکرٹری داخلہ کی بات سن کر کرنل ڈیوڈ نے سر اٹھا کر اس کی طرف شکر گزار نظروں سے دیکھا۔

''میں کرنل ڈیوڈ کو جانتا ہوں۔ اسرائیل کے لئے انہوں نے کئی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ ان کی قیادت میں جی پی فائیو کی کارکردگی بھی بہت شاندار ہے لیکن جب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں آتے ہیں تو انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے''۔ اسرائیلی صدر نے نرم لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا ستا ہوا چہرہ کچھ نارمل ہو گیا۔

''سر۔ ایسا اتفاقاً ہی ہوا ہے۔ آپ مجھے ایک موقع اور دیں۔ میں گزشتہ تمام شکوے دور کر دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے دوبارہ اپنی کرسی سے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سوری۔ آپ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کئی بار شکست کھا چکے ہیں اس لئے نفسیاتی طور پر آپ ان کے دباؤ میں رہیں گے لہٰذا میں یہ مشن آپ کی بجائے اسرائیل کی نئی سیکرٹ ایجنسی جی پی نائن کے حوالے کر رہا ہوں۔ جی پی نائن کے چیف میجر شمعون سمیت اس ایجنسی میں تمام لوگ نئے ہیں جنہیں علی عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی فرد نہیں جانتا اور میجر شمعون نوجوان ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین انسان ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ضرور کامیاب ہوں گے''۔ اسرائیلی صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا سرخ چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔ اس نے قہر آلود نظروں سے میجر شمعون کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''شکریہ سر۔ آپ نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کے اس اعتماد پر ضرور پورا اتروں گا''...... میجر شمعون نے اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس میٹنگ کے بعد آپ کو اس کیس کی فائل مل جائے گی۔ ریڈ سٹونز کے ذخائر پاکیشیا کے ایک ریگستان جولستان میں موجود ہیں۔ اس کیس کی فائل کے ساتھ ساتھ آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل بھی مل جائے گی''...... صدر نے میجر شمعون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر''...... میجر شمعون نے مؤدبانہ انداز میں سر کو جھکاتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ ہی اسرائیلی صدر اپنی کرسی سے کھڑے ہو گئے جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

میجر شمعون اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور کچھ دیر پہلے ہی اسے پریذیڈنٹ آفس سے دو فائلیں بھیجی گئی تھیں۔ ایک فائل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق معلومات تھیں لیکن یہ معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ صرف علی عمران کے متعلق تفصیل درج تھی اور عمران کے متعلق میجر شمعون پہلے ہی بہت کچھ جانتا تھا۔

دوسری فائل میں مشن سے متعلق تفصیل درج تھی۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے تقریباً سات سو کلومیٹر دور ایک طویل ریگستان تھا جس کا نام جولستان تھا۔ اس ریگستان میں ایک پرانا قلعہ تھا۔ اس قلعے کے مشرق میں سو قدم کے فاصلے پر سو فٹ کی گہرائی میں ریت کی پہلی تہہ کے نیچے جہاں باریک ریت ختم ہوتی ہے اور موٹی ریت کی تہہ شروع ہو جاتی ہے، ریڈ سٹونز موجود تھے۔

ان سٹونز تک پہنچنا اور انہیں حاصل کرنا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

مسئلہ تھا صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا۔ اسرائیلی صدر کی خواہش تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس مشن کی بھنک بھی نہ پڑے اور یہ مشن مکمل ہو جائے اور اسی لئے انہوں نے یہ مشن میجر شمعون کے حوالے کیا تھا۔ انہیں میجر شمعون کی ذہانت پر بھروسہ تھا۔ میجر شمعون نے کچھ ہی دیر میں دونوں فائلیں پڑھ لی تھیں۔

دونوں فائلیں پڑھنے کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی سیکرٹری کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... تھوڑی دیر بعد اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیپٹن راشیل کو میرے پاس بھیجو''...... میجر شمعون نے کہا اور پھر اس نے ہمبوز رکھ دیا۔ تقریباً تین منٹ بعد کیپٹن راشیل اس کے آفس میں داخل ہوا اور اس نے میجر شمعون کو سیلوٹ کیا تو اس نے سر ہلا کر اس کے سیلوٹ کا جواب دیا۔

''بیٹھو''...... میجر شمعون نے کیپٹن راشیل سے کہا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم نے پاکیشیا کا نام سنا ہے''...... میجر شمعون نے کیپٹن راشیل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ اسرائیل کا بچہ بچہ پاکیشیا کے نام سے واقف ہے اور خواہش رکھتا ہے کہ یہ ملک تباہ و برباد ہو جائے''...... کیپٹن راشیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں اس ملک کے خلاف کام کرنے کا موقع ملے تو پھر"۔ میجر شمعون نے اس سے پوچھا۔

"سر۔ میری تو زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہی یہی ہے کہ میں پاکیشیا کے خلاف کام کروں"...... کیپٹن راشیل نے جوشیلے انداز میں کہا تو میجر شمعون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو یا نہیں"...... میجر شمعون نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سنا ہوا ہے"...... کیپٹن راشیل نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو میجر شمعون نے ایک فائل اس کی طرف بڑھا دی۔ یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران سے متعلق تھی۔

"تم اس فائل کو پڑھ لو۔ اس کے بعد ہم اپنی گفتگو کو آگے بڑھائیں گے"...... میجر شمعون نے کیپٹن راشیل سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ فائل کا مطالعہ کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے فائل بند کی اور اسے میز پر رکھ دیا۔

"فائل تم نے پڑھ لی ہے"...... جیسے ہی کیپٹن راشیل نے فائل میز پر رکھی تو میجر شمعون نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر۔ اس فائل میں علی عمران کے متعلق مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"یہ فائل اسرائیل کے ذمہ دار افسران نے تیار کی ہے اور تمہاری

بات کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اسرائیل کے اعلیٰ افسران مبالغہ آرائی کرتے ہیں"...... میجر شمعون نے یکدم غراتے ہوئے کہا تو کیپٹن راشیل کانپ کر رہ گیا۔

"نن۔ نن۔ نو سر۔ سس۔ سوری سر"...... کیپٹن راشیل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران یہاں اسرائیل میں آ کر تباہی اور بربادی پھیلاتے ہیں لیکن ہماری باوسائل ایجنسیاں ان کا بال تک بیکا نہیں کر سکتیں"...... میجر شمعون نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تو معمولی سا کارندہ ہوں سر۔ آپ بڑے افسر ہیں۔ جس قدر آپ جانتے ہیں اتنا میں تو نہیں جانتا"...... کیپٹن راشیل نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا تو میجر شمعون اس کی بات سن کر کچھ نرم ہو گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران بہت ہی خطرناک ہیں"...... میجر شمعون نے کہا۔

"یس سر۔ یہ لوگ جتنے بھی خطرناک ہوں، جس قدر بھی ہوشیار ہوں مگر آپ کے مقابل ٹھہر نہیں سکیں گے"...... کیپٹن راشیل نے بدستور خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ جتنی مرتبہ بھی اسرائیل آئے مجھ سے ان کا سامنا نہیں ہوا۔ جب یہ میرے سامنے آئیں گے تو پھر انہیں پتہ چلے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہیں"...... میجر شمعون نے اکڑ

کر کہا۔

"سر۔ ایک بات پوچھوں"...... کیپٹن راشیل نے سہمے ہوئے لہجے میں میجر شمعون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ پوچھو"...... میجر شمعون نے کہا۔

"سر۔ آپ بتا رہے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں آ کر تباہی پھیلا دیتی ہے لیکن ہم نے کبھی اخبارات میں یہ بات نہیں پڑھی"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"احمق آدمی۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارنامے اخبارات میں شائع کئے جائیں تاکہ اسرائیل کی عوام حکومت اور اپنی ایجنسیوں کے خلاف ہو جائے"...... میجر شمعون نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا تو کیپٹن راشیل کو ایک بار پھر پسینہ آ گیا۔

"سر۔ میں تو اس فیلڈ میں نیا ہوں جبکہ آپ اس فیلڈ کے کنگ ہیں۔ آپ اس فیلڈ کی تمام باریکیوں کو جانتے ہیں۔ میں آپ سے اس لئے سوال کرتا ہوں کہ آپ سے کچھ نہ کچھ سیکھتا رہوں"۔ کیپٹن راشیل نے فوراً ہی خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اپنے ساتھ پاکیشیا لے جانا چاہتا ہوں لیکن تمہارے احمقانہ سوالوں نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر وہاں بھی تم نے کوئی احمقانہ حرکت کر دی تو کہیں مشن ڈسٹرب نہ ہو جائے"...... میجر شمعون نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں عملی طور پر کبھی احمقانہ حرکت

نہیں کرتا۔ بس آپ کے سامنے کبھی کبھار کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہوں"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"ہاں۔ تم بہترین فائٹر ہو۔ اپنی فائٹنگ صلاحیتوں کی بناء پر ہی تم جی پی نائن میں شامل ہوئے ہو اور تم کام بھی صرف وہی کرتے ہو جس کا تمہیں حکم دیا جائے"...... میجر شمعون نے کہا۔

"سر۔ میں نے تو اپنی زندگی کا اصول یہی بنایا ہوا ہے کہ صرف اور صرف اپنے باس کا حکم ماننا ہے"...... کیپٹن راشیل نے اس مرتبہ بھی خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"اور اسی وجہ سے تم کامیاب زندگی گزار رہے ہو"...... میجر شمعون نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن راشیل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کیپٹن میلکم کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے متعلق مزید بریف کر دے گا۔ کیپٹن میلکم آج کل اسرائیل میں ایک انتہائی اہم پراجیکٹ میں مصروف ہے ورنہ میں اسے ساتھ لے جاتا۔ اب تمہیں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں تو تم نے میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانی"...... میجر شمعون نے کہا۔

"سر۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ مشن سے واپس آ کر آپ سب کے سامنے میری تعریف کریں گے"...... کیپٹن راشیل نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ہم نے پرسوں شام مشن پر روانہ ہونا ہے۔ تم اس دوران کیپٹن میلکم سے مل کر زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر لو''...... میجر شمعون نے کہا تو کیپٹن راشیل کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے سر''...... کیپٹن راشیل نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ آفس سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن راشیل کے باہر جانے کے بعد میجر شمعون سوچوں میں گم ہو گیا۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر اس نے سرخ رنگ کے ٹیلی فون سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ یہ فون سیٹ اسے آج ہی ملا تھا۔ اس سیٹ سے وہ پریذیڈنٹ آفس بات کر سکتا تھا اور اگر پریذیڈنٹ آفس سے کوئی کال کی جاتی تو وہ بھی اسی سیٹ پر آتی تھی۔ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر پریذیڈنٹ آفس کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ پریذیڈنٹ آفس''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''میجر شمعون بول رہا ہوں۔ مجھے صدر صاحب سے بات کرنی ہے پاکیشیا مشن کے بارے میں''...... میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پلیز ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے اسرائیلی صدر کے ملٹری سیکرٹری نے کہا تو میجر شمعون انتظار کرنے لگا۔

''ہیلو''...... کچھ دیر بعد اسرائیلی صدر کی بھاری اور رعب دار آواز سنائی دی۔

''سر۔ میں میجر شمعون عرض کر رہا ہوں''...... میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے صدر نے خشک لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ مجھے مشن کے لئے ایم ون انجکشن چاہئیں''...... میجر شمعون نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایم ون انجکشن تو ابھی لیبارٹری میں نہیں ہیں''...... دوسری طرف سے صدر نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''سر۔ مجھے پاکیشیا مشن کے لئے ایم ون انجکشنوں کی ضرورت پڑے گی''...... میجر شمعون نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے میں آرڈر کر دیتا ہوں۔ چند انجکشن آپ کو مل جائیں گے''...... دوسری طرف سے صدر نے کہا۔

''تھینک یو سر''...... میجر شمعون نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... صدر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو میجر شمعون نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک بار پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق فائل اٹھا کر اسے پڑھنے لگا۔

میجر شمعون، کیپٹن راشیل اور اپنے دیگر تین ساتھیوں سمیت پاکیشیا پہنچ چکا تھا۔ وہ سب اس وقت گلزار کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کوٹھی انہیں جیمسن نے مہیا کی تھی۔ جیمسن پچھلے دس سال سے پاکیشیا میں رہ رہا تھا۔ یہاں اس کا نام امداد علی خان تھا اور وہ دو پٹرول پمپس کا مالک تھا۔ وہ بظاہر مسلمان تھا لیکن اندرونی طور پر وہ کٹڑ یہودی تھا اور مسلمانوں کے خلاف دل میں شدید نفرت رکھتا تھا۔ پاکیشیا دارالحکومت کے اعلیٰ طبقے میں اس کا اثر و رسوخ تھا اور وہ اسرائیل کے لئے جاسوسی کرتا تھا۔ اس وقت وہ بھی میجر شمعون کے ساتھ موجود تھا اور میجر شمعون کے سامنے مؤدب دکھائی دے رہا تھا۔

''مجھے ایک انتہائی سادہ سی فیملی چاہئے''...... میجر شمعون نے جیمسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''او کے سر۔ ایک سادہ فیملی کا انتظام ہو جائے گا۔ لیکن سر''۔ جیمسن نے کہا۔

''لیکن کیا۔ پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... میجر شمعون نے کہا۔

''سر۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں''۔ جیمسن نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''میں اتنی آسانی سے ناراض ہونے والا نہیں ہوں۔ تم بات کرو''...... میجر شمعون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ یہاں کسی اہم مشن پر تشریف لائے ہیں۔ ایک سادہ سی فیملی کی آپ کو کیا ضرورت ہے''...... جیمسن نے میجر شمعون سے کہا تو میجر شمعون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک شخص کام کرتا ہے جس کا نام علی عمران ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو''...... میجر شمعون نے پوچھا۔

''سر۔ نام سنا ہوا ہے لیکن کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا''۔ جیمسن نے کہا۔

''علی عمران ایک سیدھا سادا سا نوجوان دکھائی دیتا ہے لیکن وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ہمیں اپنے مشن کی کامیابی کے امکان کم دکھائی دیتے ہیں''...... میجر شمعون نے کہا۔

''تو سر اس کا خاتمہ کرا دیتے ہیں''...... جیمسن نے کہا۔

"اگر یہ اتنا آسان کام ہوتا تو مجھے لمبی چوڑی پلاننگ کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... میجر شمعون نے کہا۔

"کیا مطلب سر۔ کیا اس ایک آدمی کو مارنا بہت مشکل کام ہے"...... جیمسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم پاکیشیا کے صرف اعلیٰ طبقے میں رہتے ہو اور ان سے معلومات حاصل کر کے اسرائیل بھیجتے رہتے ہو اس لئے تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں تفصیل سے نہیں جانتے"...... میجر شمعون نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں ان کے بارے میں نہیں جانتا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے بتا دیں اور اگر بتانے میں کوئی قباحت ہو تو نہ بتائیں"...... جیمسن نے کہا۔

"تمہیں بتانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... میجر شمعون نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... جیمسن نے میجر شمعون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے ایک سادہ سی فیملی چاہئے۔ اس فیملی میں ایک معصوم اور بھولی بھالی لڑکی ہو۔ لڑکی کا باپ ہو، ماں ہو اور چند دوسرے رشتہ دار بھی ہوں"...... میجر شمعون نے اتنا کہا اور جیمسن کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

"یس سر۔ ایسی فیملی کا انتظام ہو جائے گا۔ یہ کوئی مشکل کام

نہیں ہے"...... جیمسن نے کہا۔

"میں اس فیملی کو ایم ون انجکشن لگاؤں گا"...... میجر شمعون نے کہا۔

"ایم ون انجکشن"...... جیمسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایم ون انجکشن اسرائیل کے سائنس دانوں کی ایجاد ہے۔ یہ ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کا کام کرتے ہیں۔ یہ انسان کے شعور اور لاشعور کو قابو کرنے کا جدید ترین طریقہ ہے"...... میجر شمعون نے کہا۔

"سر۔ کسی کے ذہن کو قابو کرنے کے پہلے بھی کئی طریقے رائج ہیں"...... جیمسن نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان طریقوں میں ایک خامی ہے۔ ہماری فیلڈ کے ماہر ترین انسان دوسرے کی آنکھیں دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سامنے والا انسان ٹرانس میں ہے لیکن جس شخص کو ایم ون انجکشن لگا کر ٹرانس میں لیا جائے تو اس کے بارے میں کوئی نہیں جان سکتا کہ یہ انسان ٹرانس میں ہے"...... میجر شمعون نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کو فیملی کی ضرورت کیوں ہے۔ آپ اس فیملی کو ایم ون انجکشن لگا کر کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... جیمسن نے پوچھا۔

"میں نے عمران اور اس کی فیملی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی ہیں۔ عمران کی والدہ بااصول اور انصاف پسند خاتون ہیں۔

عمران ان سے الگ رہتا ہے۔ میں نے ایک ایسا منصوبہ بنایا ہے جس سے عمران دو تین دن کے لئے اپنے والدین کی کوٹھی میں نظر بند ہو کر رہ جائے گا اور ہم انہی دنوں میں اپنا مشن مکمل کر کے پاکیشیا سے نکل جائیں گے اور عمران کو معلوم بھی نہیں ہو سکے گا کہ ہم نے کون سا مشن مکمل کیا''...... میجر شمعون نے کہا۔

''سر۔ میں ابھی تک آپ کا مشن نہیں سمجھ سکا''...... جیمسن نے کہا۔

''سنو۔ عمران مضبوط کردار کا مالک ہے۔ عورت اس کے کردار کو کمزور نہیں کر سکتی۔ میں تمہاری مہیا کی گئی فیملی کی لڑکی اور اس کے والد کو ایم ون انجکشن لگاؤں گا تو ان کے دماغ مکمل طور پر میرے کنٹرول میں آ جائیں گے لیکن عمران کو محسوس تک نہیں ہو گا کہ وہ لڑکی اور اس کا والد ٹرانس میں ہیں۔ لڑکی دعویٰ کرے گی کہ وہ عمران کی بیوی ہے۔ لڑکی اور لڑکی کا والد عمران کے والدین سے انصاف طلب کریں گے اور ساتھ ہی وہ عمران کے والدین کو مجبور کریں گے کہ وہ عمران کو دو دن کے لئے کوٹھی سے باہر نہ نکلنے دیں۔ اگر سر عبدالرحمٰن نے وعدہ کر لیا کہ عمران دو دن تک کوٹھی سے باہر نہیں نکلے گا تو پھر یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ اگر عمران دو دن تک کوٹھی میں نظر بند ہو گیا تو ہم اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے''۔ میجر شمعون نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اب میں سمجھ گیا سر۔ آپ عمران کو چھیڑنا نہیں چاہتے

بلکہ اسے صرف دو دن کے لئے نظر بند کرنا چاہتے ہیں''۔ جیمسن نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے۔ اتنی دیر بعد میری بات تمہاری سمجھ میں آ تو گئی''۔ میجر شمعون نے مسکرا کر کہا۔

''سر۔ میرے سامنے تو کوئی بات واضح نہیں تھی۔ اب آپ نے بتایا تو مجھے پتہ چلا''...... جیمسن نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو میجر شمعون کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

''اچھا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ میرے لئے مطلوبہ فیملی کا انتظام کب تک ہو جائے گا''...... میجر شمعون نے جیمسن سے پوچھا۔

''سر۔ یہ انتظام آج رات تک ہو جائے گا۔ صرف ایک سوال کا اور جواب دے دیں''...... جیمسن نے کہا۔

''تمہیں تو کسی جماعت کا طالب علم ہونا چاہئے تھا۔ خیر پوچھو۔ اب کیا بات رہ گئی ہے''...... میجر شمعون نے کہا۔

''سر۔ لڑکی اور لڑکی کے والد کو ایم ون انجکشن لگ جائیں گے اور ان کا ذہن آپ کے کنٹرول میں آ جائے گا لیکن آپ ہر وقت ان کے ساتھ تو نہیں ہوں گے۔ پھر حالات کے مطابق انہیں کنٹرول کیسے کریں گے''...... جیمسن نے میجر شمعون سے پوچھا۔

''ان دونوں کے کپڑوں کے بٹنوں میں سے ایک ایک بٹن دراصل کیمرہ ہو گا۔ میں ان سے ہزاروں کلومیٹر دور بیٹھ کر بھی نہ صرف انہیں دیکھ سکوں گا بلکہ ان کی باتیں بھی سن سکوں گا۔ ان کا ماحول

بھی مجھے دکھائی دے گا اور میں اپنی مرضی سے ان کے دماغ کو ہدایات بھی دے سکوں گا“...... میجر شمعون نے کہا۔

”تھینک یو سر۔ اب مزید کوئی سوال میرے ذہن میں نہیں ہے۔ میں اب جاتا ہوں تاکہ آپ کے لئے آپ کی مطلوبہ فیملی کا بندوبست کرسکوں“...... جیمسن نے میجر شمعون سے کہا اور پھر وہ اٹھا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران کو اپنے کمرے سے بہت محبت تھی کیونکہ اس کا بچپن، لڑکپن اور جوانی کے چند ابتدائی سال اسی کمرے میں گزرے تھے۔ اسٹڈی کے دوران وہ چند سال اس کمرے سے دور رہا تھا جب وہ ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے آکسفورڈ یونیورسٹی گیا تھا۔ اس کے بعد اپنے حساس کام کی وجہ سے اسے کوٹھی چھوڑ کر فلیٹ میں جانا پڑا تھا اور اپنے کمرے سے دور ہونا پڑا تھا۔

اب سر عبدالرحمٰن نے اسے دو دن کے لئے کوٹھی پر پابند کر دیا تھا۔ دو دن کے لئے کوٹھی پر نظر بند رہنا عجیب سا لگ تو رہا تھا لیکن اپنے کمرے میں بیٹھ کر مطالعہ کرنا بھی اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ بہت عرصے بعد اس طرح بیٹھ کر اپنے کمرے میں مطالعہ کر رہا تھا۔ اسے اپنے سکول اور کالج کا زمانہ یاد آ رہا تھا۔

”عمران۔ میں تمہارے لئے کھانا لے آؤں“...... عمران مطالعے

میں اس قدر محو تھا کہ اسے اماں بی کی کمرے میں آمد کا پتہ ہی نہ چلا۔ وہ اماں بی کی آواز سن کر چونکا اور پھر اماں بی کو اپنے سامنے دیکھ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔

''اوہ۔ اماں بی آپ''...... عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو بیٹا۔ بیٹھو۔ جیتے رہو''...... اماں بی نے اسے دعائیں دیتے ہوئے کہا۔

''اماں بی۔ آپ خود کیوں تکلیف کرتی ہیں۔ ملازم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں''...... عمران نے کہا۔

''اولاد کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا کر ماں کو تکلیف نہیں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ سمجھے''...... اماں بی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اماں بی اس کے لئے کھانا لینے چلی گئیں۔ جیسے ہی اماں بی کمرے سے باہر گئیں عمران کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے موبائل فون نکال کر سکرین پر نمبر دیکھے تو دانش منزل کے نمبر فلیش کر رہے تھے۔

''ہیلو۔ ایکسٹو سپیکنگ''...... جیسے ہی عمران نے موبائل آن کیا تو دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس طاہر۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ بہت ہی خاص بات ہے لیکن وہ خاص بات آپ کی طرف سے ہے جو آپ نے ہمیں بتائی ہی نہیں''۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اچھا۔ تو تم تک اطلاع اب پہنچی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اطلاع تو کچھ دیر پہلے مجھے مل گئی تھی لیکن میں نے سوچا کہ آپ دانش منزل آئیں گے تو آپ سے دعوت ولیمہ کی فرمائش کی جائے گی لیکن لگتا ہے آپ دعوت ولیمہ کھلانا نہیں چاہتے''۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے شوخ لہجے میں کہا۔

''دعوت ولیمہ بھی کھلا دوں گا پہلے مجھے یقین تو آئے کہ میری شادی ہو چکی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ممبران نے جو اطلاع دی ہے اس کے مطابق تو آپ باپ بھی بننے والے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایسی ہی اطلاعات مجھ تک بھی پہنچی ہیں بلکہ اس دعوے کے ساتھ کہ اگر مجھے یقین نہ ہو تو میں ڈی این اے ٹیسٹ کرا لوں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ چکر کیا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''چکر تو مجھے بھی ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو بدنام کرنے کی یہ سازش کہیں ملک دشمن عناصر کی نہ ہو''...... بلیک زیرو نے ایک خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہوسکتا ہے"...... عمران نے اس کے خدشے کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ جس لڑکی نے یہ دعویٰ کیا ہے وہ کس قسم کی لڑکی دکھائی دیتی ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"عام سی گھریلو لڑکی دکھائی دیتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو بدنام کر کے یہ لوگ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ لوگ کون ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہ ساری سازش تنویر کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تنویر کی۔ مگر کیوں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تاکہ جولیا کو مجھ سے بدظن کر کے اپنا راستہ صاف کر سکے"۔ عمران نے کہا۔

"لگتا ہے کہ اب آپ مذاق کے موڈ میں ہیں"...... بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ایسے کام ہمیشہ مخالف کرتے ہیں اور مجھے اپنا کوئی بھی مخالف ایسا نظر نہیں آتا جو مجھے اس طرح سے بدنام کرے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا آپ تنویر کو اپنا مخالف سمجھتے ہیں"...... بلیک زیرو نے

شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں اسے اپنا مخالف نہیں سمجھتا بلکہ وہ مجھے اپنا رقیب سمجھتا ہے"...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ بلیک زیرو عمران کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ رہا تھا کہ عمران اس سے مذاق کر رہا ہے۔

"عمران صاحب۔ مجھے اس سازش کے پیچھے کسی بہت بڑے خطرے کی بو محسوس ہو رہی ہے۔ میں تمام ممبران کو الرٹ کر دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم مرضی کے مالک ہو جو چاہو کرو۔ اوکے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو کر دیا کیونکہ اماں بی کھانے کے برتن لے کر کمرے میں آ گئی تھیں۔ عمران جانتا تھا کہ اماں بی نے اپنے ہاتھ سے اس کے لئے کھانا بنایا ہو گا اور بہت مدت سے اس نے اماں بی کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا نہیں کھایا تھا اس لئے جیسے ہی اماں بی نے کھانے کے برتن اس کے سامنے میز پر رکھے تو عمران بھوکوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا کیونکہ اس کھانے میں لذت کے ساتھ ساتھ ماں کی محبت بھی شامل تھی۔

جولیا نے اپنی کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ اس نے نشاط کالونی کی ایک شاندار کوٹھی سے کرن اور نورالدین کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ دونوں پیدل تھے۔ وہ چندلمحوں تک فٹ پاتھ پر چلتے رہے پھر نورالدین نے پاس سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو روکا اور وہ دونوں اس ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ٹیکسی ایک طرف روانہ ہوگئی۔ جولیا ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد ٹیکسی ایک متوسط علاقے میں پہنچ کر رک گئی اور وہ دونوں ٹیکسی سے نیچے اترے۔ نورالدین نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی اور وہ دونوں ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ جولیا نے اپنی کار فٹ پاتھ کے قریب روکی اور وہ بھی تیزی سے گلی میں داخل ہوگئی۔ جیسے ہی وہ گلی میں داخل ہوئی اس نے کرن اور نورالدین کو ایک مکان میں داخل ہوتے دیکھا۔ جولیا آہستہ سے

چلتی ہوئی اس مکان کے دروازے تک پہنچ گئی اور پھر اس نے دروازے پر دستک دی تو چندلمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر عورت دروازے پر آ گئی۔

''جی''...... ادھیڑ عمر عورت نے جولیا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا حیران ہونا اپنی جگہ بالکل درست تھا کیونکہ اس کے لئے تو جولیا ایک غیر ملکی لڑکی تھی۔

''میں کرن سے ملنا چاہتی ہوں''...... جولیا نے نہایت ہی نرم لہجے میں کہا۔

''ارے۔ تم تو ہماری زبان بول رہی ہو۔ اچھا۔ آؤ۔ آؤ''۔ جولیا کو مقامی زبان میں بات کرتے دیکھ کر ادھیڑ عمر عورت نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جولیا کے لئے راستہ چھوڑ دیا اور جولیا اندر داخل ہوگئی۔

''تم کرن کو کیسے جانتی ہو۔ کرن اور اس کا باپ تو گھر سے تین دن تک غائب رہے ہیں۔ ابھی ابھی واپس آئے ہیں۔ میری تو ابھی ان سے بات بھی نہیں ہوئی''...... ادھیڑ عمر عورت نے تیز لہجے میں کہا۔ جولیا نے مکان کا جائزہ لیا تو یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں صرف دو کمرے تھے اور یہ مکان کافی خستہ حال بھی ہو چکا تھا۔

''میں بس اتفاقاً ہی کرن کو جانتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''اچھا۔ تم چارپائی پر بیٹھو میں کرن کو بلاتی ہوں''...... ادھیڑ عمر

عورت نے کہا تو جولیا صحن میں رکھی ہوئی دو چارپائیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

"کرن۔ او کرن۔ باہر آ۔ دیکھ تجھ سے کوئی ملنے آیا ہے"۔ ادھیڑ عمر عورت نے بلند آواز سے کہا تو اگلے لمحے کرن ایک کمرے سے باہر نکل آئی۔

"کون آیا ہے امی"...... کرن نے کہا اور پھر اس کی نظر جولیا پر پڑی۔ جولیا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس حیرت میں شناسائی موجود نہیں تھی بلکہ ایک غیر ملکی لڑکی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔

"یہ کون ہے امی"...... کرن نے حیرت بھرے لہجے میں اپنی ماں سے پوچھا۔

"یہ تمہارا پوچھ رہی تھی"...... کرن کی ماں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کرن سے پوچھا نہیں کہ یہ اور اس کے والد تین دن کہاں رہے ہیں"...... اس سے پہلے کہ کرن، جولیا سے کوئی بات کرتی جولیا نے اس کی ماں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے پوچھنے کا موقع ہی کہاں ملا ہے اور پھر ان باپ بیٹی نے کہاں جانا ہے۔ گاؤں چلے گئے ہوں گے۔ گاؤں میں کرن کا چچا اور پھوپھی رہتی ہے اور یہ دونوں باپ بیٹی کبھی کبھار بتائے بغیر گاؤں چلے جاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ میں انہیں گاؤں جانے

سے روکتی ہوں"...... کرن کی ماں نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"امی۔ یہ لڑکی اور آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم تین دن گھر سے باہر رہے ہیں۔ میں اور ابو تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر سے باہر گئے تھے"...... کرن نے حیرت بھرے لہجے میں اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لو۔ دیکھ لو۔ یہ ہے آج کی اولاد۔ مجھے جھوٹا کہہ رہی ہے"۔ کرن کی ماں نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابو۔ ابو۔ باہر آئیں۔ دیکھیں امی کیا کہہ رہی ہیں"...... کرن نے بلند آواز سے اپنے والد کو آواز دیتے ہوئے کہا اور اگلے ہی لمحے دوسرے کمرے سے نورالدین باہر نکل آیا لیکن پھر جولیا کو دیکھ کر جھجک گیا اور یہ جھجکنا ایسے تھا جیسے پاکیشیائی مرد غیر عورتوں کو دیکھ کر جھجکتے ہیں۔ نورالدین کی آنکھوں میں بھی جولیا کے لئے شناسائی کے تاثرات پیدا نہیں ہوئے تھے۔

"ابو۔ آ جائیں یہ غیر ملکی لڑکی ہے۔ یہ پردہ نہیں کرتی"۔ کرن نے اپنے والد سے کہا تو وہ ان کے قریب آ گیا۔

"کیا بات ہے بیٹی۔ تم اتنا زور سے کیوں بول رہی ہو اور یہ انگریز لڑکی کون ہے"...... نورالدین نے کرن سے پوچھا۔

"ابو۔ اس انگریز لڑکی سے تعارف بعد میں ہو گا پہلے آپ امی کی بات سن لیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم تین دن گاؤں میں چچا اور پھوپھی کے پاس رہ کر آئے ہیں جبکہ ہم تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی

باہر گئے تھے''...... کرن نے اپنے والد سے کہا۔ کرن نے جس لہجے میں بات کی تھی جولیا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ کرن اور نورالدین کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ تین دن گھر سے باہر گزار کر آئے ہیں۔

''یقیناً یہ تین دن انہوں نے ٹرانس میں گزارے ہوں گے''۔ جولیا نے دل میں سوچا۔

''تم اپنی ماں کو جانتی تو ہو۔ یہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتی رہتی ہے۔ اب یہ کہے گی کہ ہم گاؤں کیوں گئے تھے''...... نورالدین نے کرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا نے ایک لمحے میں ہی اس کا جائزہ بھی لے لیا اور پھر وہ اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

''ارے۔ تم کہاں چل دی۔ کرن سے ملنے آئی تھی۔ کرن سے مل تو لو''...... کرن کی ماں نے جولیا کو بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

''میں ابھی پانچ منٹ میں آتی ہوں۔ پھر کرن سے بات کروں گی''...... جولیا نے رک کر کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ گھر سے باہر تھی۔ گلی سے نکل کر وہ فٹ پاتھ کے قریب اپنی کار کے قریب پہنچ گئی۔ کار میں بیٹھ کر اس نے اپنا موبائل فون نکالا اور دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ ایکسٹو سپیکنگ''...... چندلمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز

سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے اس لڑکی کرن کو تلاش کر لیا ہے جس نے عمران کے ساتھ شادی کرنے کا دعویٰ کیا تھا''...... جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''تفصیل بتاؤ''...... ایکسٹو نے کہا تو جولیا نے تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں اور ساتھ ہی اپنا تجزیہ بھی پیش کر دیا۔

''ہونہہ۔ تم نورالدین کو دانش منزل پہنچا دو۔ باقی میں خود ہی معلوم کر لوں گا''...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو جولیا نے موبائل آف کر کے دوبارہ آن کیا اور پھر صفدر کے نمبر پریس کر دیئے۔ چندلمحوں بعد صفدر کے موبائل فون پر بیل جانے لگی۔

''یس۔ صفدر سپیکنگ''...... کچھ دیر بعد دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ میں نے آپ کا نمبر دیکھ لیا ہے۔ حکم فرمائیں''۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

"تم فوراً پبلک ٹاؤن آ جاؤ۔ میں پبلک ٹاؤن کی پہلی گلی کے قریب ہی اپنی کار میں موجود ہوں"...... جولیا نے کہا۔

'اوکے۔ میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا اور موبائل فون ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور پھر صفدر کا انتظار کرنے لگی۔ ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے کہ گلی سے یکے بعد دیگرے دو فائروں کی آوازیں سنائی دیں۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر جولیا بری طرح چونک پڑی۔ اس نے ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل فون اٹھایا اور کار سے اتر کر تیزی سے کرن کے گھر کی طرف بڑھی۔ کرن کے گھر تک پہنچنے میں اسے ایک منٹ سے بھی کم وقت لگا۔ جیسے ہی وہ کرن کے گھر میں داخل ہوئی تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اس کا خدشہ صحیح نکلا تھا۔ فائرنگ کرن کے گھر میں ہی ہوئی تھی۔ اب گھر کے صحن میں کرن اور نورالدین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان دونوں کے جسموں سے خون بہہ رہا تھا۔ کرن کی والدہ چیخ و پکار کر رہی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں لوگ جمع ہونے لگے تو جولیا چپکے سے گھر سے باہر آ گئی۔

بلیک زیرو نے عمران کو کنٹرول روم میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"جلدی سے چائے پلا دو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چائے بنانے کے لئے چلا گیا۔

"لگتا ہے اماں بی نے آپ کو چائے نہیں پینے دی"...... کچھ دیر بعد بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا تو اس نے ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"دن میں صرف دو بار۔ اب تمہی بتاؤ دو کپ سے بھلا کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی نظر بندی کس طرح ختم ہو گئی"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"نورالدین دو دن کا کہہ کر گیا تھا مگر آج تیسرے دن بھی نہیں

پہنچا تو خودبخود میری نظر بندی ختم ہو گئی۔ البتہ شہر چھوڑنے سے پہلے مجھے کوتوالی اطلاع دینا پڑے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوتوالی''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ڈیڈی کا آفس میرے لئے کوتوالی کا درجہ رکھتا ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی مسکراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ آخر یہ چکر کیا ہے''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''محو حیرت ہوں کیا عجب تماشہ ہو گیا''...... عمران نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے خالی کپ میز پر رکھا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی بجنے لگی تو عمران نے سی ایل آئی پر نمبر دیکھے تو جولیا کے نمبر فلیش کر رہے تھے۔

''یس۔ ایکسٹو سپیکنگ''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے اس لڑکی کرن کو تلاش کر لیا ہے جس نے

عمران کے ساتھ شادی کرنے کا دعویٰ کیا تھا''...... جولیا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن آن تھا اس لئے بلیک زیرو بھی جولیا کی آواز سن رہا تھا۔

''تفصیل بتاؤ''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا تو اس نے تفصیل بتا دی۔

''ہونہہ۔ تم نورالدین کو دانش منزل پہنچا دو۔ باقی میں خود ہی معلوم کر لوں گا''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ جولیا نے تو بہت تیزی دکھائی ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم جولیا کو داد دے رہے ہو یا میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو''...... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''میں تو جولیا کو داد دے رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ جولیا نے بتایا ہے اس کے مطابق تو ہمیں نورالدین اور کرن سے کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر نورالدین اور کرن ٹرانس میں ہوتے تو آپ کو اندازہ ہو جاتا''...... عمران کو سنجیدہ دیکھ کر بلیک زیرو نے بھی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ بات بھی الجھن پیدا کر رہی ہے۔ خیر۔ نورالدین آ رہا ہے تو کچھ نہ کچھ معلوم ہو ہی جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ کافی دیر بعد دانش منزل کے مین گیٹ کی بیل بجنے لگی تو بلیک زیرو نے کمپیوٹر کے کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کر دیا تو دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی منظر نظر آنے لگا۔ گیٹ کے قریب ہی جولیا کی کار کھڑی تھی جبکہ جولیا کی کار کے پیچھے صفدر کی کار موجود تھی۔ بلیک زیرو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو مین گیٹ کھل گیا۔ مین گیٹ کھلتے ہی دونوں کاریں دانش منزل میں داخل ہو گئیں اور مین گیٹ بند ہو گیا۔ دونوں کاریں سپیشل روم کے قریب رکیں اور پھر صفدر اور جولیا اپنی اپنی کار سے نیچے اتر آئے۔ صفدر نے اپنی کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ایک بے ہوش آدمی کو کار سے نکال کر سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔

"جولیا۔ تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی"...... عمران نے میز پر رکھا ہوا مائیک اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص اور سرد لہجے میں کہا۔

"چیف۔ جب میں نے آپ کو فون کیا تو ٹھیک دو منٹ بعد کسی نے نورالدین اور کرن کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اسے اٹھا کر لے آئی ہو جس کی کوٹھی سے تم نے نورالدین

اور کرن کو نکلتے دیکھا تھا"...... عمران نے جولیا سے پوچھا۔ موجودہ حالات میں اس کے علاوہ اور کوئی ٹارگٹ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"یس چیف۔ یہ امداد علی خان ہے۔ یہ دو پٹرول پمپوں کا مالک ہے اور دارالحکومت کے اعلیٰ طبقے میں اس کا بہت اثر و رسوخ ہے"۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے صفدر بھی سپیشل روم سے باہر آ گیا۔ اس نے جولیا کو ایکسٹو سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو وہ مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"یہ تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ تم آئندہ بھی اسی طرح بروقت اور درست فیصلے کرو گی"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو جولیا خوش ہو گئی۔

"تھینک یو سر۔ آپ کی تعریف ہم میں جوش بڑھا دیتی ہے"۔ جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک"...... عمران نے کہا اور مائیک کا بٹن آف کر کے مائیک میز پر رکھ دیا جبکہ دوسری طرف صفدر اور جولیا اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ کر دانش منزل سے باہر نکل گئے۔

"آؤ۔ ذرا امداد علی خان سے دو دو باتیں کر لیں"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں سپیشل روم میں آ گئے۔ امداد علی خان کو صفدر نے کرسی سے جکڑ دیا تھا۔ وہ اس وقت بے ہوش تھا۔ عمران نے اس کا جائزہ لیا۔ صفدر نے اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ وہ ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔

''عمران صاحب۔ یہ تو غیر ملکی ہے۔ غالباً اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ ایکریمی ہے۔ بہرحال اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے الماری سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور شیشی کا ڈھکن کھول کر شیشی امداد علی خان کی ناک سے لگا دی۔ چند ہی لمحوں بعد امداد علی خان کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی سے جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ پھر اس نے گہری نظروں سے عمران اور بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔

''کون ہو تم لوگ اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... امداد علی نے عمران اور بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارا نام امداد علی خان ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن تم کون ہو۔ کیا تم لوگوں نے تاوان کے لئے مجھے اغوا کیا ہے''...... امداد علی نے کہا۔

''تمہارا اصل نام کیا ہے''...... عمران نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

''میرا اصل نام تو یہی ہے۔ ہاں جب میں ایکریمین تھا تو اس وقت میرا نام جیمسن تھا''...... امداد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایکریمین تھا سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا اب تم ایکریمین نہیں ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اب میں طویل عرصے سے پاکیشیا میں رہ رہا ہوں اور مسلمان ہوں''...... جیمسن نے جواب دیا۔

''تم مسلمان بنے کیسے۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔ کیا تم کسی ایجنسی کے آدمی ہو''۔ جیمسن نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا تعلق ایک خفیہ ایجنسی سے ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کافی عرصہ پہلے ایک بزرگ شرافت علی خان تبلیغ کے سلسلے میں ایکریمیا آئے تھے۔ میں ان کی تبلیغ اور شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا اور ان کے ساتھ پاکیشیا چلا آیا۔ انہوں نے میری دینی تربیت کی اور میرا نام امداد علی رکھا۔ پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ وہ مجھے اپنا بیٹا اور میں انہیں اپنا باپ سمجھتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد میں نے خان کا لقب اپنے نام کے ساتھ لگا لیا''...... جیمسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے کس کے کہنے پر نورالدین اور کرن کو اغوا کیا اور پھر انہیں ہلاک بھی کرا دیا''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر امداد علی بری طرح چونک پڑا۔ اگر وہ کرسی سے بندھا ہوا نہ ہوتا تو

یقیناً کئی فٹ اچھل پڑتا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن پھر جلد ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ اب وہ بالکل نارمل ہو گیا تھا۔

''نورالدین اور کرن۔ کون لوگ ہیں یہ۔ بلکہ کون تھے یہ لوگ''۔ جیمسن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سنا ہے ایکریمیا میں مجرموں کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز سلوک ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ایسا شرمناک سلوک تو نہیں ہوتا لیکن ہماری ایک خوبی ہے کہ ہم بے جان پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... جیمسن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے نہ بتاؤ۔ طاہر اسے سلو ڈیتھ انجکشن لگا دو''۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک ڈبہ نکالا اور پھر ڈبے سے ایک انجکشن اور سرنج نکال کر اس نے انجکشن تیار کیا اور پھر ڈبے کو واپس الماری میں رکھ کر الماری بند کی اور انجکشن جیمسن کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد جیمسن کو یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں چیونٹیاں اس کے جسم پر رینگ رہی ہوں۔ پھر اسے ایسے محسوس ہوا جیسے یہ چیونٹیاں اسے کاٹ رہی ہوں۔ اگلے چند لمحوں بعد اسے محسوس ہوا جیسے چیونٹیوں کی بجائے اسے بچھو ڈنگ

مار رہے ہوں۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں اور اس کی تکلیف لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی۔

''بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ یہ عذاب ختم کرو''...... جیمسن نے چیختے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو میز کی طرف بڑھا جہاں پانی کی ایک بوتل رکھی ہوئی تھی۔ اس نے وہ بوتل اٹھائی اور بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل جیمسن کے منہ سے لگا دی۔ جیسے ہی پانی جیمسن کے جسم میں گیا اسے سکون محسوس ہونے لگا۔

''اب بتاؤ کہ تم نے نورالدین اور کرن کو اغوا کیوں کیا تھا''۔ جیمسن کو پرسکون دیکھ کر عمران نے اس سے پوچھا۔

''میجر شمعون کے کہنے پر۔ میجر شمعون نے ایم ون انجکشن لگا کر انہیں ٹرانس میں لیا اور پھر انہیں کسی علی عمران نامی آدمی کے خلاف استعمال کیا''...... جیمسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میجر شعون کون ہے''...... عمران نے جیمسن کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میجر شمعون اسرائیل کی نئی ایجنسی جی پی نائن کا چیف ہے''۔ جیمسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی چونک پڑے۔

''ابھی تو تم نے بتایا تھا کہ تمہارا تعلق ایکریمیا سے تھا اور تم عیسائی تھے۔ اب تمہارے تعلقات یہودیوں سے مل رہے ہیں''۔ عمران

نے غراتے ہوئے کہا تو جیمسن نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اس نے اپنی نظریں جھکا لیں۔

''میجر شمعون نے علی عمران کو اس کی کوٹھی پر نظر بند کرا کے پاکیشیا میں کیا جرم کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میجر شمعون نے علی عمران کو اس کی اپنی کوٹھی میں نظربند کرانے کی پلاننگ کی تھی اور اس کی یہ پلاننگ کامیاب بھی رہی''...... جیمسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس ملک پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ جیسے ہی تم یہودی اس ملک کے خلاف سازش کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس ملک کے باسیوں کو پتہ لگ جاتا ہے اور وہ اس سازش کو ناکام بنا دیتے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس مرتبہ تو میجر شمعون کامیاب ہوا ہے۔ وہ اپنا مشن کامیابی سے مکمل کر کے اسرائیل واپس بھی پہنچ چکا ہے''...... جیمسن نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہاں پاکیشیا میں ان کا کیا مشن تھا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں ایک ریگستان ہے جس کا نام جولستان ہے۔ اس ریگستان میں ریڈ سٹون تھے۔ میجر شمعون نے وہ ریڈ سٹون حاصل کئے ہیں''...... جیمسن نے اس مرتبہ بھی طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ ریڈ سٹون اس نے اسرائیل کیسے بھجوائے ہیں''۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''ایکریمیا کے سفارتی بیگ میں''...... جیمسن نے بدستور طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''طاہر۔ اسے آف کر کے برقی بھٹی میں ڈال دو''...... عمران نے اچانک انتہائی سرد لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی بہتر''...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران سپیشل روم سے باہر نکل گیا جبکہ بلیک زیرو نے جیب سے ریوالور نکال کر جیمسن پر فائر کر دیا۔ دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی جیمسن کی چیخ بلند ہوئی اور پھر وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

اسرائیل کے صدر نے ہنگامی میٹنگ طلب کی تھی اور اس وقت میٹنگ ہال میں اسرائیل کی اعلیٰ شخصیات موجود تھیں اور ان سب کو صدر صاحب کا انتظار تھا جو میٹنگ ہال میں پہنچنے ہی والے تھے۔ میٹنگ کا ایجنڈا چونکہ پہلے سے نہیں بھجوایا گیا تھا اس لئے کوئی بھی آج کی میٹنگ کے مقصد سے آگاہ نہیں تھا۔

چند لمحوں بعد شرکاء میٹنگ کا انتظار ختم ہوا اور صدر صاحب میٹنگ ہال میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر سبھی احتراماً اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے۔ اسرائیلی صدر کے ساتھ جی پی نائن کا چیف میجر شمعون بھی تھا۔ میجر شمعون کو صدر صاحب کے ساتھ دیکھ کر جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ تو پاکیشیا مشن پر گیا ہوا تھا۔ اتنی جلدی واپس کیسے آ گیا"۔

کرنل ڈیوڈ نے دل میں سوچا۔ اس دوران اسرائیلی صدر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور پھر انہوں نے میٹنگ ہال میں موجود تمام افراد کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

میجر شمعون صدر صاحب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا تھا اور یہ ایک اعزاز کی بات تھی۔ کرنل ڈیوڈ کو یہ بات بھی ناگوار گزری تھی لیکن ظاہر ہے اسرائیلی صدر کے سامنے وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے اپنے تمام تاثرات اپنے دل میں چھپا لئے۔ میٹنگ کے شرکاء نے ایک خاص بات محسوس کی تھی کہ آج صدر صاحب کے چہرے پر ایک خاص چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اپنی نشست پر بیٹھنے کے بعد صدر صاحب نے حسب معمول میٹنگ میں شریک تمام افراد کا بغور جائزہ لیا۔

"پورے اسرائیل کی خواہش تھی کہ وہ پاکیشیا کے خلاف اپنی کسی کامیابی کی خبر سنیں۔ سو میں انتہائی مسرت کے ساتھ یہ خبر آپ کو سنا رہا ہوں کہ میجر شمعون نے پاکیشیا کے خلاف ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے"...... اسرائیلی صدر اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے جبکہ میٹنگ ہال میں موجود تمام افراد نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ کرنل ڈیوڈ کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا۔ اسرائیلی صدر کی بات سن کر اس کا تو خون کھول اٹھا تھا لیکن مجبوراً وہ بھی تالیاں بجانے لگا۔ میٹنگ ہال میں کافی دیر تک تالیاں بجتی رہیں۔

"اسرائیل کے بچے بچے تک یہ خوشخبری پہنچ جانی چاہئے لیکن

میڈیا کے ذریعے نہیں۔ ہر قسم کے میڈیا کو اس خبر سے دور رہنا چاہئے''...... جب تالیوں کی گونج ذرا کم ہوئی تو اسرائیلی صدر کی بارعب آواز ہال میں گونجی۔ صدر صاحب کی آواز سنتے ہی سب نے تالیاں بجانا بند کر دیں۔

میں میجر شمعون کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے کامیابی کے ساتھ اپنا مشن مکمل کیا''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی نشست سے کھڑے ہوتے ہوئے میجر شمعون سے کہا۔

''ہاں۔ میجر شمعون اس مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہمیں فخر ہونا چاہئے کہ اسرائیل کو ایک اور باصلاحیت فرد مل گیا ہے''...... اسرائیلی صدر نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

''ریڈ سٹونز ملنے سے اسرائیل کی طاقت میں اب ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا اور گریٹ اسرائیل کا خواب پایہ تکمیل کو پہنچے گا''۔ سیکرٹری دفاع نے اپنی کرسی سے اٹھ کر کہا۔ ان کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ہاں۔ اب اسرائیل پوری دنیا پر حکومت کرے گا''...... اسرائیلی صدر نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''ضرور۔ ضرور''...... میٹنگ ہال میں موجود کئی افراد نے بے ساختہ کہا۔

''سر۔ میجر شمعون پاکیشیا سے ریڈ سٹونز حاصل کر لائے ہیں کیا اس کی خبر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہیں ہوئی''...... سیکرٹری دفاع نے

صدر صاحب سے پوچھا۔

''میں چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب میجر شمعون خود دیں''۔ اسرائیلی صدر نے میجر شمعون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں نے ایسی پلاننگ کی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کانوں کان خبر ہی نہیں ہوئی اور میں کوئی خون خرابہ کئے بغیر اپنا مشن مکمل کر کے واپس آ گیا''...... میجر شمعون نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''مگر جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گا تو وہ فوراً اسرائیل کا رخ کرے گی''...... اس مرتبہ ہوم سیکرٹری نے اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''سنا ہے جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت آئے گی تو وہ اسرائیل کا رخ کرے گی''...... میجر شمعون نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''جب پاکیشیا سیکرٹ سروس سے سامنا ہو گا تو تبھی پتہ چلے گا کہ موت کس کی آئی ہے''...... میجر شمعون کی بات سننے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ریڈ سٹونز اور زیڈ زیڈ پی کے ملنے سے جو ہتھیار تیار ہو گا اسے ہم نے رین ڈیتھ کا نام دیا ہے''...... اسرائیلی صدر نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ کیمیکل کب تک تیار ہو گا''...... سیکرٹری دفاع نے

مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''اس سلسلے میں سائنس دانوں سے میری میٹنگ ہوئی ہے۔ اب اس کیمیکل کی تیاری میں پندرہ سے بیس دن لگیں گے''۔ اسرائیلی صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اس کا تجربہ کس ملک پر کیا جائے گا''...... سیکرٹری خارجہ نے پوچھا۔

''رین ڈیتھ کا تجربہ پاکیشیا کے اس شہر پر کیا جائے گا جس کی سرحدیں کافرستان کے ساتھ ملتی ہیں۔ چونکہ مون سون کے بادل کافرستان سے گزر کر پاکیشیا میں داخل ہوتے ہیں اس لئے ہم کافرستان کی فضائی حدود استعمال کریں گے''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''سر۔ پھر تو کافرستان کو اس راز میں شامل کرنا پڑے گا''۔ ہوم سیکرٹری نے چونکتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ انہیں کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی''۔ اسرائیلی صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ فلسطینیوں نے بھی تو ہمارا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ پہلے ان کا انتظام ہونا چاہئے''...... اس مرتبہ ڈیفنس سیکرٹری نے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا کے شہر پر تو صرف تجربہ ہونا ہے۔ اس کے بعد تمام فلسطینیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور فلسطینیوں کے بعد

پاکیشیا کے بھی تمام شہریوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ پاکیشیا میں برسات کا موسم شروع ہونے والا ہے اور اس مہینے میں تقریباً پورے ملک میں بارشیں ہوتی ہیں''...... اسرائیلی صدر نے سفاک لہجے میں کہا تو ان کی بات سن کر میٹنگ ہال میں موجود تمام افراد خوش ہو گئے اور انہوں نے اپنی خوشی کا اظہار تالیاں بجا کر کیا۔ وہ ایسے خوش ہو رہے تھے جیسے صدر صاحب نے انسانوں کے خاتمے کی بجائے کسی مہلک بیماری کے جراثوموں کے خاتمے کی بات کی ہو۔

''سر۔ اگر اسرائیل پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے تو دوسرے مسلم ممالک کا خاتمہ اسرائیل کے لئے مشکل نہیں ہو گا''۔ سیکرٹری خارجہ نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمارے لئے مسئلہ صرف پاکیشیا ہی ہے''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں''...... سیکرٹری دفاع نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ، جی پی نائن کے میجر شمعون، اسرائیل کی خفیہ ایجنسی زیڈ زیڈ پی کے چیف ہوشیار رہیں گے اور اسرائیل میں آنے والے ہر فرد کی تلاشی لیں گے اور اس پر کڑی نظر رکھیں گے۔ اس مرتبہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران یہاں آ جائے تو انہیں زندہ واپس نہیں جانا چاہئے۔ سمجھے''۔ اسرائیلی صدر نے کرنل ڈیوڈ، میجر شمعون اور زیڈ زیڈ پی کے چیف کرنل

پاک کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ ایسا ہی ہو گا جیسے آپ چاہتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کو الرٹ کر دیں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران اسرائیل کا رخ کرتے ہیں تو وہ ہمیں فوری اطلاع دیں''...... اسرائیلی صدر نے کرنل ڈیوڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی اپنے ایجنٹس کو الرٹ کر دیتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''اوکے۔ آج کی میٹنگ اختتام کو پہنچتی ہے۔ سیکرٹری سائنس میرے آفس میں مجھ سے ملیں''...... اسرائیلی صدر نے کہا اور پھر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد وہ باوقار انداز میں چلتے ہوئے میٹنگ ہال سے باہر چلے گئے۔

''تم مجھ سے شرط لگا لو۔ جیسے ہی تم عمران سے مشن کے بارے میں پوچھو گے وہ پھیل جائے گا اور اس کے نخرے آسمان کو چھونے لگیں گے''......تنویر نے بلند آواز میں کہا۔

ایکسٹو نے جولیا کو ہدایت کی تھی کہ وہ صفدر، تنویر اور خاور کو اپنے فلیٹ پر بلائے کیونکہ انہوں نے عمران کے ساتھ ایک مشن پر جانا ہے۔ ایکسٹو کی ہدایت پر جولیا نے صفدر، تنویر اور خاور کو اپنے فلیٹ پر بلا لیا تھا۔ انہیں جولیا کے فلیٹ پر آئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی جبکہ عمران کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں تھا۔ وہ سب عمران کا انتظار کر رہے تھے اور عمران ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

''کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔ چیف نے عمران کو خواہ مخواہ سر چڑھا رکھا ہے''...... جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا تو تنویر کا چہرہ چمک اٹھا جبکہ صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا،

تنویر کو فول بنا رہی ہے جبکہ تنویر کو جوش میں یہ بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

''میں تو کب سے یہ بات کہہ رہا ہوں لیکن کوئی بھی میری بات کو سنجیدگی سے نہیں لیتا''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''صفدر۔ یہ تو غلط بات ہے تا کہ ایک شخص سیکرٹ سروس کا ممبر نہ ہو اور ہر مشن میں اسے سیکرٹ سروس کا لیڈر بنا کر بھیج دیا جائے''۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہی مس جولیا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں خاور۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا یہ بات غلط نہیں ہے''۔ جولیا نے خاور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب میں لیڈر بننے کی صلاحیت موجود ہے اور اسی لئے تو چیف اُسے لیڈر بناتا ہے''...... خاور چونکہ جولیا کی بات کو پوری سنجیدگی سے لے رہا تھا اس لئے اس نے عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''ہم خود باصلاحیت ہیں۔ ہمیں چیف سے بات کرنی چاہئے کہ ہمیں اب عمران کی لیڈر شپ کی ضرورت نہیں ہے''...... اس سے پہلے کہ تنویر، خاور کی بات کا کوئی جواب دیتا جولیا نے جلدی سے کہا۔

''آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مس جولیا۔ ہمیں چیف سے

بات کرنی چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن چیف سے بات کرے گا کون''...... خاور نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تم کیا سمجھتے ہو۔ ہم میں سے کوئی بھی چیف سے بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ میرا تو یہی خیال ہے''...... خاور نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا خیال غلط ہے۔ ہم میں نڈر اور کلمہ حق کہنے والا تنویر موجود ہے۔ تنویر ابھی چیف کو فون کرے گا''...... جولیا نے خاور سے کہا تو تنویر چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ سچ بات تو کہہ دینی چاہئے''...... تنویر نے ہکلاتے ہوئے کہا تو جولیا صوفے سے اٹھ کر فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فون اٹھایا اور تنویر کے سامنے رکھ دیا۔ اب تنویر بری طرح پھنس گیا تھا۔ وہ ایکسٹو سے بات کرتے ہوئے ڈرتا تھا لیکن اب ساتھیوں سے کہہ بھی چکا تھا اس لئے اب پیچھے ہٹنا اس کی فطرت کے بھی خلاف تھا اس لئے اس نے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

''بیل جا رہی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تا کہ وہ سب گفتگو سن سکیں۔

''ایکسٹو''...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چ۔ چچ۔ چیف۔ تنویر بول رہا ہوں''...... تنویر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کس لئے فون کیا ہے تم نے۔ جولیا کہاں ہے''...... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چ۔ چچ۔ چیف۔ جولیا کچن میں چائے بنا رہی ہے اور میں نے یہ بتانا تھا کہ بہت دیر ہو گئی ہے عمران صاحب ابھی تک نہیں آئے''...... تنویر نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ اگر آئندہ تم نے بلاوجہ دانش منزل فون کیا تو تمہاری لاش کو گدھ نوچ رہے ہوں گے۔ سمجھے تم''...... ایکسٹو کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ٹیلی فون کا رسیور تنویر کے ہاتھ میں کپکپا رہا تھا۔ اس نے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور کچھ دیر کے لئے کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

''مس جولیا۔ آپ نے مجھے فول بنایا ہے''...... تھوڑی دیر بعد تنویر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں کب فول بنایا ہے۔ میں نے تو تمہارے مؤقف کی حمایت کی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں تو جوش میں نجانے کیا کہہ گیا لیکن آپ تو مجھے فون کرنے سے روک سکتی تھیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے بزرگ کہتے ہیں کہ انسان کو جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہئے''...... صفدر نے تنویر کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''مجھے تم سے بھی شکایت ہے۔ جولیا کے ساتھ مل کر تم نے بھی مجھے فول بنایا ہے''...... تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہیں کسی سے شکایت نہیں ہونا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ تم صرف اپنے جذبات پر قابو رکھو''...... صفدر نے بدستور اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ یہ جوش تمہیں کسی دن شدید نقصان پہنچا سکتا ہے''...... خاور نے بھی تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ بلاوجہ جوش میں نہ آیا کروں''...... اس مرتبہ تنویر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اب تم نے عقل کی بات کی ہے''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اللہ کرے تنویر اپنی بات پر قائم رہے۔ اب دوسری بات کی طرف آتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''کون سی دوسری بات''...... جولیا نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''عمران صاحب کے خلاف کرن کا دعویٰ''...... خاور نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"وہ بات تو کلیئر ہو گئی ہے۔ کرن اور نورالدین کو کسی نے عمران کے خلاف استعمال کیا اور پھر انہیں ہلاک کرا دیا گیا۔ ان کی موت کے وقت میں ان کے گھر کے قریب ہی تھی لیکن افسوس کہ میں ان کی کوئی مدد نہ کر سکی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں کسی اور نے نہیں بلکہ عمران نے ہی ہلاک کر دیا ہو گا تاکہ اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی ثبوت ہی نہ رہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا اسے گھورنے لگی۔

"تم نے ابھی تو جوش میں نہ آنے کا وعدہ کیا تھا"...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جوش میں نہیں ہوں بلکہ میں حق بات کر رہا ہوں۔ اگر بچے کی پیدائش کے بعد کرن ڈی این اے کرا لیتی ہے تو عمران کے لئے کتنے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ اخبارات اس کے خلاف اور اس کے والد کے خلاف خبریں لگائیں گے۔ مضامین شائع ہوں گے۔ سو اس نے جاگیردارانہ ذہنیت استعمال کرتے ہوئے دونوں باپ بیٹی کو قتل کر دیا یا کرا دیا کہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے کی بانسری"...... تنویر نے کہا۔

"تنویر۔ اپنے ایک ساتھی کے متعلق اس انداز میں سوچنا بہت بری بات ہے۔ مجھے تمہاری یہ بات سن کر بہت افسوس ہو رہا ہے"۔ صفدر نے کہا تو تنویر شرمندہ سا نظر آنے لگا۔

"میں تو بس ویسے ہی کہہ رہا تھا۔ سوری"...... تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا اور فوراً ہی معذرت بھی کر لی۔

"معذرت کرنے کی عادت تمہاری بہت اچھی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ بولنے سے پہلے تم سوچ لیا کرو کہ تم کیا بولنے جا رہے ہو"...... جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آئندہ میں اس بات کا خیال رکھوں گا"...... تنویر نے کہا اور اسی لمحے ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا نے چونک کر بیرونی دروازے کی طرف دیکھا۔

"دروازہ کھلا ہے۔ اندر آ جاؤ"...... جولیا نے بلند آواز میں کہا کیونکہ جولیا کو معلوم تھا کہ آنے والا عمران ہی ہو گا۔ عمران کے علاوہ اس وقت کسی اور کے آنے کا امکان بھی نہیں تھا۔ پھر دروازہ کھلا اور واقعی عمران فلیٹ میں داخل ہوا۔

"السلام علیکم یا اہل فلیٹ"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ عمران صاحب آج تو آپ نے بہت انتظار کرایا"۔ صفدر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انتظار تو ڈائٹنگ کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم مفت میں ڈائٹنگ کر رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر صفدر کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ ہم مشن کے متعلق فوری جاننا چاہتے ہیں"۔ خاور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مشن۔ کیسا مشن''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کیا مشن کے متعلق چیف نے آپ کو کچھ نہیں بتایا''...... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے تو تمہارے چیف نے کہا ہے کہ جولیا کے فلیٹ پر میلہ لگا ہوا ہے۔ میں تو میلہ دیکھنے آیا ہوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم سیدھی طرح مشن کے متعلق بتاؤ''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تنویر۔ تم نے ابھی تو جوش میں نہ آنے کا وعدہ کیا تھا''۔ جولیا نے کہا۔

''پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ عمران کی بات سن کر میں فوراً ہی غصے میں آ جاتا ہوں۔ تم بھی تو عمران سے کہو کہ یہ فضول باتیں نہ کیا کرے''...... تنویر نے فوراً ہی نرم لہجے میں کہا۔

''عمران۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے کہ تم فضول باتیں کرتے ہو''۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے تو تمہارے چیف نے یہاں پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہاں آنا فضول بات ہے تو یہ فضول بات تمہارے چیف نے کہی ہے میں نے نہیں''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارے یہاں آنے کو ہم فضول نہیں کہہ رہے بلکہ تم جو ادھر ادھر کی بے مقصد باتیں کرتے ہو ہم ان باتوں کو فضول کہہ رہے

ہیں''...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب آپ ان باتوں کو چھوڑیں اور ہمیں مشن کے بارے میں بتائیں''...... خاور نے ان کی باتوں سے بیزار ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے باتوں کو پکڑ رکھا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کچھ نہ بتاؤ اب ہم بھی نہیں پوچھیں گے''۔ جولیا نے ناراض لہجے میں کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''عمران۔ جولیا ہماری ڈپٹی چیف ہے اور جس طرح ہم ایکسٹو کو ناراض نہیں دیکھ سکتے اسی طرح ہم جولیا کو بھی ناراض نہیں دیکھ سکتے''...... تنویر نے ایک مرتبہ پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم جولیا کا ناراض چہرہ مت دیکھو اور آنکھیں بند کر لو''۔ عمران نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا تو تنویر اسے گھور کر رہ گیا مگر زبان سے کچھ نہ بولا۔

''عمران صاحب۔ صدیقی، نعمانی اور چوہان کیا اس مشن میں ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے''...... خاور نے موضوع بدلتے ہوئے ایک بار پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اگر ہم سب ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے تو تمہارا چیف ایکسٹو اکیلا رہ جائے گا اور اگر وہ اکیلا ہو تو اسے ڈر لگتا ہے اور وہ خوفزدہ ہو جاتا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے

کہا۔

''تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ چیف کے متعلق سوچ سمجھ کر بات کیا کرو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اپنی طرف سے یہ بات کہہ دی ہے۔ ایکسٹو کو واقعی اکیلے میں ڈر لگتا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو فون کر کے پوچھ لو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جولیا کچن سے واپس آ گئی۔ وہ سب کے لئے چائے بنا کر لائی تھی۔ اس نے سب کو چائے سرو کی۔ چائے پینے کے دوران ان کے درمیان باتوں کا سلسلہ رک گیا تھا۔

''جولیا نے اتنی اچھی چائے پلا دی ہے اس لئے میں اب مشن کے متعلق بتا دیتا ہوں''...... چائے پینے کے بعد عمران نے کہا تو سب عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

''ہم ہمہ تن گوش ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''کون خرگوش ہیں''...... عمران نے ان چاروں کو ہی گھور کر دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس کی اس بات کا کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ وہ جانتے تھے کہ اب اگر کسی نے کوئی بات کہہ دی تو عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اتر جائے گا اس لئے وہ خاموش ہی رہے۔ عمران نے چند لمحے تو ان میں سے کسی کے بولنے کا انتظار کیا لیکن جب کوئی بھی نہ بولا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔

''اسرائیل ایک مہلک ہتھیار بنا رہا ہے اور اگر وہ یہ ہتھیار بنانے میں کامیاب ہو گیا تو مسلم دنیا میں بہت تباہی پھیلا دے گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ کس قسم کا ہتھیار ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''اسرائیل کے سائنس دانوں نے ایک کیمیکل تیار کیا ہے جس کا نام انہوں نے زیڈ ٹو پی رکھا ہے۔ اگر اس کیمیکل میں ریڈ سٹونز پوؤڈر بنا کر شامل کر دیئے جائے اور پھر اس کیمیکل کو بادلوں پر سپرے کر دیا جائے تو یہ بادل جہاں جہاں برسیں گے وہاں ایک گھنٹے کے لئے آکسیجن کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا اور پھر اس کے نتیجے کے بارے میں تم خود سوچ سکتے ہو''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا تو مطلب ہے کہ اس علاقے سے تمام جانداروں کا خاتمہ ہو جائے گا''...... صفدر نے عمران کی بات سن کر جھرجھری لیتے ہوئے کہا جبکہ خاور، تنویر اور جولیا بھی کانپ کر رہ گئے۔

''ہاں بالکل۔ اس کا لامحالہ یہی نتیجہ نکلنا ہے''...... خاور نے کہا۔

''لیکن ریڈ سٹونز تو دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہماری سرزمین میں یہ نایاب اور قیمتی پتھر موجود تھے۔ دشمن اسے لے اڑا اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی''...... عمران نے کہا۔

"ہمارے ملک میں ریڈ سٹونز موجود تھے اور دشمن لے اڑے۔ کہاں کب۔ کیسے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر، تنویر اور خاور بھی عمران کی بات سن کر حیران رہ گئے۔

"اس مرتبہ دشمن نے انتہائی انوکھی سازش کی ہے۔ انہوں نے ایسی شاندار اور بے داغ پلاننگ کی کہ میں دو دن تک اپنی کوٹھی میں نظر بند ہو گیا جس کی وجہ سے تم لوگ بھی ذہنی طور پر الجھ گئے اور انہی دو دنوں میں دشمن ایجنٹوں نے جولستان سے ہماری یہ قیمتی اور نایاب دولت نکالی اور واپس اپنے ملک لوٹ گئے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ نورالدین اور کرن اسرائیلی ایجنٹ تھے"۔ جولیا نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ دونوں معصوم سے عام پاکیشائی تھے۔ دشمن ایجنٹوں نے انہیں ایک جدید طریقے سے ٹرانس میں لیا ہوا تھا اور میں اس ٹرانس کو محسوس نہ کر سکا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب ہمیں اسرائیل روانہ ہونا ہے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ وہ ریڈ سٹونز واپس لینے کے لئے اور زیڈ ٹو پی کا فارمولا ضائع کرنا ہے اور اپنے دو معصوم شہریوں کی موت کا بدلہ بھی لینا ہے"...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ میں اڑ کر اسرائیل پہنچ جاؤں اور ان

کے تمام منصوبوں کو آگ لگا دوں جو وہ مسلم دنیا کے خلاف بناتے ہیں"...... خاور نے بھی جذباتی لہجے میں کہا۔

"یہ مہلک ہتھیار تیار کر کے وہ اس کا تجربہ بھی پاکیشیا پر کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو ان سب کے چہرے غصے کی وجہ سے سرخ ہو گئے۔

"یہ اپنے ناپاک ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے انشاء اللہ"...... صفدر نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے غصے پر قابو پا لیا تھا اور پھر کچھ ہی دیر میں جولیا، تنویر اور خاور نے بھی اپنے غصے پر قابو پا لیا۔ انہیں غصے سے دور رہنے کی تربیت دی گئی تھی اور سوائے تنویر کے باقی سب اپنے غصے پر قابو پا لیتے تھے لیکن اس قسم کے حالات میں غصے میں آنا ایک فطری بات تھی۔

"اب تم لوگ چلنے کی تیاری کرو۔ ہم نے آج رات ہی مشن پر روانہ ہونا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جولیا کے فلیٹ سے باہر چلا گیا۔

ڈاکٹر ویلز اسرائیل کے بہت بڑے سائنس دان تھے۔ اسرائیل کے لئے ان کی خدمات تین عشروں پر محیط تھیں۔ وہ انتہائی قابل سائنس دان تھے اور انہوں نے کئی ایجادات کی تھیں۔ ان دنوں وہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کے انچارج تھے اور اس لیبارٹری میں زیڈ ٹو پی پر کام ہو رہا تھا اس لئے لیبارٹری پر ایمرجنسی نافذ کر دی گئی تھی۔ لیبارٹری کا کوئی سائنس دان یا ملازم ان دنوں لیبارٹری سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ باہر سے بھی کوئی فرد لیبارٹری میں نہیں آ سکتا تھا۔ سوائے سیکرٹری سائنس کرنل شیفرڈ کے۔

اس وقت ڈاکٹر ویلز لیبارٹری میں موجود اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر ایک کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ کمپیوٹر کی سکرین پر لیبارٹری کے مختلف حصے نظر آ رہے تھے جہاں مختلف افراد مختلف کاموں میں مصروف تھے۔ ڈاکٹر ویلز ان افراد کو کام کرتا ہوا

دیکھ رہے تھے کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی بیل بجنے لگی تو انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر ویلز نے کہا۔

''سر۔ کرنل شیفرڈ آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں''۔ دوسری طرف سے سیکورٹی انچارج کرنل پانڈے کی آواز سنائی دی۔

''بھیج دو انہیں''...... ڈاکٹر ویلز نے مختصراً کہا اور رسیور انٹرکام کے کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ان کے آفس کا دروازہ کھلا اور کرنل شیفرڈ اندر داخل ہوا۔

''سر۔ میں حاضر ہو سکتا ہوں''...... کرنل شیفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں ڈاکٹر ویلز سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ تشریف لائیے''...... ڈاکٹر ویلز نے کہا تو کرنل شیفرڈ اس کے قریب پہنچ گیا۔ ڈاکٹر ویلز نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا اور اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''جی فرمائیے۔ کیسے آنا ہوا''...... جب کرنل شیفرڈ کرسی پر بیٹھ گیا تو ڈاکٹر ویلز نے اس سے پوچھا۔

''سر۔ فارمولا زیڈ آر کتنے دنوں تک مکمل ہو جائے گا''۔ کرنل شیفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''اس فارمولے پر بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ امید ہے آٹھ دس دنوں میں یہ کام مکمل ہو جائے گا''...... ڈاکٹر ویلز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ پھر تو ہمارا خواب پورا ہونے والا ہے''...... کرنل شیفرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کون سا خواب پورا ہونے والا ہے''...... ڈاکٹر ویلز نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''پاکیشیا کی تباہی کا خواب سر۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس فارمولے کا تجربہ پاکیشیا پر کیا جائے گا''...... کرنل شیفرڈ نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارا کام تو ایک چیز تیار کر کے دے دینا ہے۔ اس چیز کو استعمال کس طرح کرنا ہے یہ سوچنا حکومت کا کام ہے۔ ہمارا نہیں''۔ ڈاکٹر ویلز نے لاپرواہی سے کہا۔

''یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ حکومت نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس کا تجربہ پاکیشیا پر کیا جائے کیونکہ پاکیشیا ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے''...... کرنل شیفرڈ نے کہا۔

''آپ نے مزید کوئی بات کہنی ہے''...... ڈاکٹر ویلز نے کرنل شیفرڈ سے پوچھا تو وہ چونک پڑا۔ اسے فوراً ہی احساس ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر ویلز کا ٹائم بہت قیمتی ہے اور وہ بے مقصد باتیں کر رہا ہے۔

''سوری سر۔ میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ حکومت نے لیبارٹری کی سیکورٹی کے مزید اقدامات کئے ہیں۔ اب کمانڈوز کا ایک دستہ بھی یہاں ڈیوٹی دے گا''...... کرنل شیفرڈ نے فوراً ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے''...... ڈاکٹر ویلز نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ ہمارے سب سے بڑے دشمن ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس انتہائی تیز اور خطرناک سمجھی جاتی ہے اور حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ وہ اپنے ریڈ سٹونز حاصل کرنے کے لئے اسرائیل آ رہی ہے''۔ کرنل شیفرڈ نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل آتی ہے تو آتی رہے۔ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری تو انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے۔ وہ اسے تلاش کیسے کریں گے''...... ڈاکٹر ویلز نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اس کے باوجود صدر صاحب کا حکم ہے کہ لیبارٹری کی سیکورٹی مزید بڑھا دی جائے اس لئے ان کے حکم کی تعمیل میں سیکورٹی بڑھائی جا رہی ہے''...... کرنل شیفرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ تو آپ لوگوں کا کام ہے۔ آپ لوگ اپنا کام جاری رکھیں''...... ڈاکٹر ویلز نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ کو بتانا ضروری تھا اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اب ایک گھنٹے میں کمانڈوز کا دستہ یہاں پہنچ جائے گا''...... کرنل شیفرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کرسی سے اٹھ کر اس نے ڈاکٹر ویلز کو کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور پھر وہ مصافحہ کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی میز پر ایک کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ کمپیوٹر پر ایک فائل اوپن تھی اور وہ اس فائل کو دیکھ رہا تھا کہ اس کی میز پر رکھے ہوئے فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ''...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔

''صدر صاحب کا حکم ہے کہ آپ فوراً ان کے آفس پہنچ جائیں''۔ دوسری طرف سے صدر صاحب کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے کمپیوٹر پر اوپن فائل کلوز کی اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ دیر بعد وہ صدر صاحب کے آفس میں تھا۔ اسے کچھ دیر انتظار کے لئے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ ویٹنگ روم میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اسے بیٹھے ابھی پانچ منٹ

ہی گزرے تھے کہ جی پی نائن کا چیف میجر شمعون بھی ویٹنگ روم میں آ گیا۔ میجر شمعون نے اسے دیکھا تو وہ اخلاقاً مسکراتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''ہیلو سر۔ کیسے ہیں آپ''...... میجر شمعون نے مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ جی پی فائیو بہت زیادہ اختیارات کی حامل ایجنسی تھی پھر ڈیوڈ کا عہدہ کرنل تھا جبکہ شمعون میجر تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ اس سے پر رعب لہجے میں مخاطب تھا حالانکہ ایک دوسری ایجنسی کا چیف ہونے کے ناطے میجر شمعون اب اس سے کسی طرح بھی کم نہیں تھا لیکن کرنل ڈیوڈ اسے اپنے سے کم تر ہی سمجھ رہا تھا۔

''میں بھی بالکل ٹھیک ہوں سر''...... میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ میجر شمعون مؤدبانہ لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا اور اسے سر کہہ رہا تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ کا موڈ خوشگوار ہو گیا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں بہت سی صلاحیتیں ہیں۔ تم ملک و قوم کی بہت خدمت کرو گے''...... کرنل ڈیوڈ کا موڈ خوشگوار ہوا تو اس نے میجر شمعون کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں اس وقت تک ملک و قوم کی خدمت نہیں کر سکتا جب تک کہ آپ کا ہاتھ میرے سر پر نہ ہو''...... میجر شمعون نے نہایت ہی عاجزی سے کہا تو کرنل ڈیوڈ مزید خوش ہو گیا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ جب کہیں بھی کسی قسم کی رہنمائی کی ضرورت محسوس کرنا فوراً میرے پاس چلے آنا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیس سر"...... میجر شمعون نے مؤدبانہ انداز میں اپنے سر کو خم دیتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے صدارتی آفس کا ایک اہلکار دروازہ کھول کر وہاں آ گیا۔

"سر۔ صدر صاحب آپ دونوں کے منتظر ہیں"...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل ڈیوڈ اور میجر شمعون نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور ویٹنگ روم سے نکل کر صدارتی آفس کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی صدارتی آفس کے دروازے پر موجود تھے۔ دروازے پر موجود سیکورٹی اہلکار نے انہیں دیکھ کر آفس کا دروازہ کھول دیا۔ ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے سلام بھی کیا۔ کرنل ڈیوڈ نے تو اس کے سلام کا جواب دینا گوارہ نہ کیا البتہ میجر شمعون نے سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ دونوں آفس میں داخل ہو گئے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر صاحب نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"تھینک یو سر"...... کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد دونوں نے بیک وقت ہی صدر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کے لئے روانہ ہو چکی ہے"...... صدر نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس سر۔ مجھے بھی یہ اطلاع مل چکی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر آپ نے اس سلسلے مین کیا اقدامات کئے ہیں"...... صدر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ میں نے ایئر پورٹ، بس اڈوں اور ہوٹلوں میں اپنی ایجنسی کے آدمی پھیلا دیئے ہیں۔ جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کی اطلاع ملی ہم نے ان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس سینوں پر تعارفی بیج سجائے ہوئے تو نہیں آئے گی۔ ان کے اسرائیل میں آنے کی اطلاع آپ کو کیسے ہو گی"...... صدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہم نے انہیں کئی بار ٹریس کیا ہے۔ اب بھی جیسے ہی وہ اسرائیل کی سرزمین پر قدم رکھیں گے ہم انہیں ٹریس کر لیں گے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بے شک آپ نے انہیں کئی بار ٹریس کیا ہے اور گرفتار بھی کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا کر فرار ہونے میں کامیاب رہے ہیں"...... صدر نے طنزیہ لہجے میں کہا

تو کرنل ڈیوڈ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

”سر۔ اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ میرے ہاتھوں ہو گا“...... کرنل ڈیوڈ نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر اس مرتبہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں اسرائیل کو معمولی سا نقصان بھی پہنچا تو آپ کا کورٹ مارشل ہو گا“...... صدر نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ میجر شمعون کے سامنے کرنل ڈیوڈ کی بے عزتی ہو رہی تھی۔ وہ تلملا تو بہت رہا تھا لیکن کچھ بول نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے سامنے اسرائیل کے صدر تھے۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اسے دوسرا سانس لینے کا موقع ہی نہ ملتا۔

”سر۔ اس مرتبہ ایسا نہیں ہو گا۔ سرزمین اسرائیل پر قدم رکھنے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری نظروں سے چھپی نہیں رہ سکتی“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”آپ ایسا کریں کہ دارالحکومت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں۔ ایک حصہ میجر شمعون کے حوالے کر دیں اور دوسرا حصہ خود سنبھال لیں۔ آپ کا آپس میں رابطہ ہونا چاہئے۔ اس طرح آپ زیادہ آسانی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں“۔ اس مرتبہ صدر نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ ایسا ہی ہو گا“...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل پڑھ لی ہو گی اور ہمارے انداز گفتگو سے بھی اندازہ لگا لیا ہو گا کہ یہ معاملہ کتنا اہم ہے“...... اس مرتبہ صدر نے میجر شمعون سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل پڑھی ہے۔ میں نے پہلے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوا تھا سر، اور اسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں، میں پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کر کے واپس آیا ہوں“...... میجر شمعون نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ آپ باصلاحیت انسان ہیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں آپ زیادہ نہیں جانتے اس لئے آپ کرنل ڈیوڈ سے وقتاً فوقتاً مشورہ کرتے رہیں گے“...... صدر نے میجر شمعون کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی“...... میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹارگٹ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری ہے۔ ہمیں اس کی حفاظت کے خصوصی انتظامات بھی کرنے ہوں گے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری حفاظتی انتظامات کے بغیر ہے“...... صدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نو سر۔ میں جانتا ہوں کہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کے فول پروف

حفاظتی انتظامات ہوں گے سر۔ ہم لیبارٹری اور اس کے انتظامات سے واقف ہوں گے تو ہم مؤثر انداز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کور کر سکیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ کرنل صاحب درست فرما رہے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کی طرف موو کرنا ہے۔ جب ہمیں معلوم ہی نہیں ہو گا کہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کہاں ہے تو ہم سے کہیں بھول ہو سکتی ہے۔ ہم کسی اہم پوائنٹ کو نظرانداز کر سکتے ہیں۔ اگر ہمیں ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کے بارے میں معلوم ہو گا تو ہم اس کی طرف جانے والے معمولی سے پوائنٹ کو بھی بہت زیادہ اہمیت دیں گے''...... میجر شمعون نے کرنل ڈیوڈ کی تائید کرتے ہوئے کہا تو صدر صاحب سوچ میں پڑ گئے۔

''ہونہہ۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ دونوں کو بتا دیا جائے گا لیکن مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ لیبارٹری کے محل وقوع کا علم آپ سے آگے نہیں جائے گا''...... چند لمحے سوچنے کے بعد صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ ہم مر تو سکتے ہیں لیکن اپنا قومی راز کو کسی دوسرے کو دے نہیں سکتے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ کیا آپ نے گلیکسی سینما دیکھا ہوا ہے''۔ صدر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ گلیکسی سینما، گلیکسی ہوٹل انٹرنیشنل، گلیکسی نائٹ کلب، گلیکسی کیپٹل فارم وغیرہ آرمی کے پراجیکٹ ہیں۔ ان کا تمام انتظام آرمی کے ذمے ہے''...... میجر شمعون نے کہا۔

''اس سینما کی ایک ایک انچ کی حفاظت سائنسی بنیادوں پر کی جا رہی ہے اور سینکڑوں آرمی جوان بھی سادہ لباس میں پہرہ دیتے ہیں۔ اس سینما کے مینجر کی جو رہائش گاہ ہے اس رہائش گاہ سے ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کو راستہ جاتا ہے۔ لیبارٹری زیر زمین ہے۔ نہ صرف لیبارٹری زیر زمین ہے بلکہ وہاں ایک مکمل کالونی آباد ہے۔ اس کالونی کا سیکورٹی سسٹم بھی مکمل طور پر سائنٹیفک ہے۔ اس کالونی میں آرمی آباد ہے یا لیبارٹری کے ملازم''...... صدر نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صدر کی بات سن کر ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''پھر تو لیبارٹری تک پہنچنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے''۔ میجر شمعون نے مطمئن انداز میں کہا۔

''ہاں۔ لیبارٹری تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ میں نے مزید حفاظت کے لئے کمانڈوز بھی وہاں بھیج دیئے ہیں''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ لیبارٹری کی طرف سے تو میں مطمئن ہو گیا ہوں۔ اب میں پرسکون ذہن کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کارروائی کر سکوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے بھی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کو

معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچا سکے گی اور اس کا خاتمہ آپ دونوں کے ہاتھوں ہو گا''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ جیسا آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہو گا۔ آپ مطمئن رہیں''۔ میجر شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ دونوں میں سے علی عمران کا خاتمہ جس کے ہاتھوں ہو گا اسے ملٹری کا اعلیٰ ترین اعزاز دیا جائے گا اور اسے قومی ہیرو بھی قرار دیا جائے گا''...... اس مرتبہ صدر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اب آپ علی عمران کے خاتمے کی خبر کا انتظار کریں اور یقین رکھیں کہ یہ انتظار طویل ثابت نہیں ہو گا''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''وش یو گڈ لک''...... صدر صاحب نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا جس کا مطلب تھا کہ وہ اب جا سکتے ہیں اس لئے وہ دونوں اٹھے اور انہوں نے صدر صاحب کو سیلوٹ کیا اور پھر آفس سے باہر نکل آئے۔

عمران کے ساتھی ایکریمیا کے شہر نیو ٹی کے ایک ہوٹل میں موجود تھے۔ وہ پاکیشیا سے ایکریمیا پہنچے تھے اور عمران انہیں برائٹ سٹار ہوٹل میں چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا۔ عمران کو گئے ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اب وہ عمران کے انتظار میں کوفت کا شکار ہو رہے تھے۔

''اس شخص کی یہی عادت مجھے بہت بری لگی ہے۔ یہ ہمیں کچھ نہیں سمجھتا اور خود ہی بالا بالا کام کر لیتا ہے''...... تنویر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

''تم عمران صاحب کی ہر بات پر یہی ایک جملہ کہتے ہو کہ اس کی یہی عادت مجھے بہت بری لگتی ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اسے گھورنے لگا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا میں خواہ مخواہ عمران پر غصہ کرتا

ہوں''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم عمران صاحب پر خواہ مخواہ غصہ کرتے ہو جبکہ تم بھی جانتے ہو کہ عمران صاحب کام کے سلسلے میں کہیں جاتے ہیں۔ سیر سپاٹا کرنے نہیں جاتے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو کام سے چلا جاتا ہے مگر ہمیں بے کار سمجھ کر چھوڑ جاتا ہے۔ کیا ہم فارغ ہیں''...... تنویر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''جہاں ہم نے کام کرنا ہوتا ہے ہم کام کرتے ہیں اور جہاں صرف عمران صاحب کا کام ہوتا ہے وہاں عمران صاحب اکیلے جاتے ہیں''...... خاور نے بھی بدستور عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں تمہیں عمران میں کیا نظر آتا ہے جو ہر وقت اس کی حمایت کرتے رہتے ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور تمہیں پتہ نہیں عمران صاحب میں کیا برائی نظر آتی ہے جو تم ہر وقت ان میں کیڑے نکالتے رہتے ہو''...... خاور نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر اور جولیا خاور کے اس انداز پر مسکرانے لگے۔

''لو۔ یہ برائی ہی نہیں ہے کہ ہم یہاں بور ہو رہے ہیں اور وہ سیر سپاٹے کرتا پھر رہا ہے''...... تنویر نے اس مرتبہ صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر نے زیر لب مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''دیکھ لیا تم نے۔ صفدر بھی میری بات کی تائید کر رہا ہے''۔ تنویر نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیوں مس جولیا۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا عمران صاحب فارغ پھر رہے ہوں گے''...... خاور نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ عمران فارغ پھرنے والا نہیں ہے۔ وہ یقیناً مشن کے سلسلے میں کام کر رہا ہو گا''...... جولیا نے خاور کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر عمران مشن کے سلسلے میں کہیں گیا ہوا ہے تو وہ اسی کے سلسلے میں ہمیں بھی تو ساتھ لے جا سکتا ہے''...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا اس سے کچھ کہتی جولیا کے سیٹلائٹ موبائل فون کی بیل بجنے لگی تو جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ سے اپنا موبائل فون نکالا اور نمبر دیکھنے لگی۔ سکرین پر عمران کے خصوصی نمبر فلیش ہو رہے تھے۔

''یس۔ جولیا سپیکنگ''...... جولیا نے اپنا موبائل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''جولیا۔ تم لوگ میک اپ تبدیل کر کے الگ الگ ہوٹل مون لائٹ کے کمرہ نمبر تین سو تیس میں پہنچ جاؤ۔ میک اپ تم نے مقامی کرنا ہے اور اپنے تعاقب کا خیال رکھنا ہے۔ تمہارا تعاقب نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے اتنا کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو

گیا تو جولیا نے موبائل فون آف کر کے ہینڈ بیگ میں رکھ دیا۔

''عمران صاحب کا فون تھا۔ کیا کہہ رہے تھے وہ''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا تو جولیا نے عمران کی بات دوہرا دی تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''مشن ہمارا اسرائیل میں ہے اور محتاط ہم یہاں ایکریمیا میں ہو رہے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل کی ایجنسیاں بہت باوسائل ہیں اور ایکریمیا تو ان کا دوسرا وطن ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ میک اپ باکس اٹھا کر اپنا میک اپ تبدیل کرنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ہوٹل مون لائٹ کے کمرہ نمبر تین سو تین میں پہنچ گئے۔ یہاں تک پہنچنے میں انہوں نے بہت احتیاط کی تھی۔ خاص طور پر انہوں نے اپنے تعاقب کا بہت خیال رکھا تھا اور انہیں یقین تھا کہ ان کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ عمران پہلے ہی ہوٹل کے اس کمرے میں موجود تھا اور ان کا انتظار کر رہا تھا۔

''اس مرتبہ تم بہت ہی محتاط نظر آ رہے ہو''...... تنویر نے عمران پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

''اس مرتبہ ہی کیا میں تو ہر مشن میں محتاط رہتا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس مرتبہ تم مجھے محتاط رہنے کا نہیں کہو گے۔ میں محتاط رہنے کی بجائے اندھا دھند اسرائیلیوں پر قہر بن کر نازل ہونا چاہتا

ہوں''...... تنویر نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''ہمارے شعبے میں معمولی سی بے احتیاطی کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں اور تم یہ بات جانتے ہو''...... صفدر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تم لوگوں کے لئے صحیح ہو گی میرے لئے نہیں۔ میرے لئے تو ڈائریکٹ ایکشن ہی صحیح رہتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر بھی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ڈائریکٹ ایکشن کا اپنا الگ مزہ ہے''...... خاور نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس مشن میں ہم دو گروپ بنا لیتے ہیں۔ ہمارا ٹارگٹ ایک ہی ہے یعنی اپنے ریڈ سٹونز کی واپسی اور اسرائیل کی جس لیبارٹری میں یہ ریڈ سٹونز لے جائے گئے ہیں اس لیبارٹری کی تباہی''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''دو گروپ۔ نہیں۔ یہ مناسب نہیں رہے گا''...... جولیا نے عمران کی بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بالکل مناسب رہے گا۔ اس سے تنویر کو کھل کھیلنے کا موقع ملے گا اور اس کا یہ گلہ دور ہو جائے گا کہ میری موجودگی میں اسے کام کرنے کا موقع نہیں ملتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم انتہائی اہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ ہماری طاقت کو دو حصوں میں تقسیم نہیں ہونا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر ممبر خداداد صلاحیتوں کا مالک ہے اور حق کے لئے لڑنا جانتا ہے اس لئے ہماری طاقت دو حصوں میں تقسیم ہو یا چار حصوں میں اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں۔ تمہارا چیف مجھے اس قابل ہی نہیں سمجھتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم خود آزاد طبیعت کے مالک ہو۔ پابند رہ کر کوئی کام کرنا ہی نہیں چاہتے۔ الزام دے رہے ہو تم چیف کو"...... جولیا نے ایکسٹو کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ اپنے موضوع سے ہٹ چکے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ بات ہو رہی تھی دو گروپس کی۔ ایک گروپ تنویر اور خاور پر مشتمل ہو گا اور دوسرا میں اور صفدر۔ جولیا جس گروپ کا ساتھ دینا چاہے یہ فیصلہ یہ خود کرے گی"...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو یہ تمہارا قطعی فیصلہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اس مشن پر کام دو گروپوں کی صورت میں ہو گا"۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے اپنا مخصوص سیٹلائٹ موبائل فون اپنے ہینڈ بیگ سے نکالا اور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے نمبر پریس کرنے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ عمران اسے منع کرے گا لیکن عمران نے اسے منع نہ کیا۔

"لیں۔ ایکسٹو سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ دوسرے لوگ بھی ایکسٹو کی بات چیت سن سکیں۔

"چیف۔ جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہید مت باندھا کرو۔ میں نے تمہارا نمبر دیکھ لیا تھا۔ یہ بتاؤ کس لئے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف۔ عمران، تنویر کی کسی بات پر ناراض ہو گیا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اب ٹیم دو حصوں میں تقسیم ہو کر کام کرے گی"...... جولیا نے کہا۔

"اس مشن میں عمران تمہارا لیڈر ہے اور تنویر کو اپنے لیڈر سے اختلاف کی بھی اجازت نہیں ہے"...... ایکسٹو نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا تو تنویر کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا جبکہ جولیا کے ماتھے پر بھی پسینہ آ گیا تھا۔

"س۔ سس۔ سوری چیف"...... جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تنویر کو معافی نہیں ملے گی۔ تم سب جب واپس آؤ گے تو تنویر کو سخت سزا ملے گی اور اب عمران جیسے کہتا ہے ویسے ہی کرنا ہے۔ عمران ہر کام سوچ سمجھ کر کرتا ہے جذبات میں آ کر نہیں"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس۔ سر۔ یس چیف"...... جولیا نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا لیکن ایکسٹو نے شاید اس کی یہ بات سنی ہی نہیں تھی کیونکہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔

"ہاں جولیا۔ اب تم فیصلہ کرو کہ تم نے تنویر اور خاور کے ساتھ کام کرنا ہے یا میرے اور صفدر کے ساتھ"...... عمران نے جولیا سے پوچھا۔

"میں تنویر اور خاور کے ساتھ کام کروں گی"...... جولیا نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ یہ رہے تمہارے کاغذات۔ ان کاغذات کے مطابق تم ایکریمیا کی معروف ٹورسٹ کارپوریشن کے ممبر ہو اور دنیا بھر کی سیاحت کے لئے نکلے ہو۔ کاغذات بالکل اوریجنل ہیں اس لئے تمہارا میک اپ بھی اوریجنل ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا اور پھر ایک لفافہ جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"عمران صاحب۔ ہمارا آپس میں رابطہ کیسے ہو گا"...... خاور نے پوچھا۔

"آج کل تو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ تمہارے چیف نے تمہیں خصوصی موبائل فون دیئے ہوئے ہیں جو کہ نہ صرف محفوظ ہیں

بلکہ دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ ان موبائل فون نے کام کرنا ہی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ عمران صاحب نے اگر دو گروپس بنانے کا فیصلہ کیا ہے تو اس میں بھی مصلحت ہو گی"۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیوں پریشان ہونے لگی۔ عمران ہمارا لیڈر ہے جو چاہے فیصلہ کرے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس انداز پر مسکرا دیا جبکہ جولیا اسے غصے سے گھورنے لگی۔

"تمہاری وجہ سے مجھے چیف سے ڈانٹ پڑی ہے اور تم ہنس رہے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈانٹ میری وجہ سے نہیں تنویر کی وجہ سے پڑی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ ڈانٹ کس کی وجہ سے پڑی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"معلوم ہے تو اچھی بات ہے۔ اب تم ساتھ والے کمرے میں چلی جاؤ اور ایسا میک اپ کرو کہ زندگی میں تم نے ایسا میک اپ کبھی نہ کیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"دوسرے گروپ کا لیڈر کون ہو گا"...... خاور نے کہا۔

"مس جولیا ڈپٹی چیف ہیں لہٰذا ہمارے گروپ کی لیڈر بھی وہی ہوں گی"...... تنویر نے کہا اور اس کے بعد وہ تینوں ہی کمرے سے

باہر چلے گئے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے دو چھوٹے گروپ بنا دیئے ہیں اس کی کوئی خاص وجہ ہے''...... ان تینوں کے کمرے سے باہر جانے کے بعد صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اسرائیل ہمیں الگ الگ ہی پہنچنا چاہئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد دیکھیں گے کہ اب کیا کرنا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہاں جی پی فائیو تو ہمارے استقبال کے لئے تیار ہو گی''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ باقاعدہ ڈھول باجوں کے ساتھ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آخر آپ نے کیا لائحہ عمل تیار کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''قبل از وقت کوئی لائحہ عمل تیار نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں پہنچ جائیں تو پھر سوچیں گے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ میرے کاغذات کہاں ہے۔ مجھے دیں تاکہ میں بھی کاغذات کے مطابق اپنا میک اپ کر سکوں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے لفافہ لیا اور پھر اس میں موجود کاغذات نکال کر دیکھے اور پھر ان کاغذات کے مطابق اپنا میک اپ کرنے لگا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی واحد سروس تھی جس نے کئی بار کرنل ڈیوڈ کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ باقی کوئی بھی سیکرٹ سروس اس کے سامنے جمی نہیں تھی۔ اس کی کامیابیوں کی فہرست بہت طویل تھی۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اس نے اور اس کی ایجنسی نے کئی ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ صدر اسرائیل نے اسے کھل کر داد دی تھی اور ایجنسی کے تمام ممبران کے لئے خصوصی تعریفی سرٹیفکیٹ جاری کئے تھے۔

صدر اسرائیل کرنل ڈیوڈ کی صلاحیتوں کے معترف تھے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کرنل ڈیوڈ کی کارکردگی سے اسرائیلی صدر مطمئن نہیں تھے بلکہ انہیں کرنل ڈیوڈ سے شکایت تھی اور اب

کرنل ڈیوڈ یہ شکایت دور کرنا چاہتا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک بار پھر اسرائیل آ رہی تھی اور کرنل ڈیوڈ چاہتا تھا کہ اس مرتبہ اسرائیل پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مدفن بن جائے۔ اس مرتبہ اسے میجر شمعون سے بھی خطرہ تھا۔ اگر وہ اس سے بازی لے جاتا تو صدر صاحب نے حقیقتاً اس کا کورٹ مارشل کرا دینا تھا۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بیل کی آواز سنائی دی۔

’’یس۔ اوکلے سپیکنگ‘‘...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

’’کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ حکم سر‘‘...... دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’اوکلے۔ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے اس مرتبہ نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

’’سر۔ آپ حکم کریں مجھے کہاں حاضر ہونا ہے‘‘...... دوسری طرف سے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری اس ملاقات کا علم اور کسی کو نہیں ہونا چاہئے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر‘‘...... دوسری طرف سے اوکلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ تم برائٹ ہوٹل کے کمرہ نمبر دس میں پہنچ جاؤ‘‘۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’یس سر۔ میں آدھ گھنٹے کے اندر اندر برائٹ ہوٹل پہنچ رہا ہوں‘‘۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے۔ میں وہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھا اور آفس سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہاں سے اپنی پرائیویٹ کار میں بیٹھ کر وہ برائٹ ہوٹل پہنچ گیا۔

اس ہوٹل کا کمرہ نمبر دس مستقل طور پر اس کے لئے بک رہتا تھا۔ یہ کمرہ وہ خفیہ ملاقاتوں کے لئے استعمال کرتا تھا۔ سائنسی سسٹم کی بدولت اس نے اس کمرے کو محفوظ کیا ہوا تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو اوکلے کے بتائے ہوئے آدھ گھنٹہ میں سے پچیس منٹ گزر چکے تھے۔ اوکلے ابھی تک نہیں آیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کرسی پر بیٹھ گیا اور اوکلے کا انتظار کرنے لگا۔ پھر تقریباً تین منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

’’یس کم ان‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اوکلے دروازہ کھول کر اندر آ گیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا تو کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور

پھر اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو اوکلے مؤدبانہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

''تم شراب پیؤ گے یا چائے''...... کرنل ڈیوڈ نے اوکلے سے نرم لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ شراب تو میں پیتا نہیں۔ کولڈ ڈرنک منگوا لیجئے''...... اوکلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے فون پر کولڈ ڈرنک کا آرڈر دیا تو چند منٹوں بعد ویٹر کولڈ ڈرنکس لے آیا۔ اس نے بوتلیں میز پر رکھیں اور واپس چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اوکلے کو بوتل اٹھانے کا اشارہ کیا۔

''کیا تم مارٹینا سے شادی کرنا چاہتے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو اوکلے کے ہاتھ میں بوتل لرزنے لگی۔

''گھبراؤ نہیں۔ میری بات کا سچ سچ جواب دو''...... کرنل ڈیوڈ نے اوکلے کو پریشان دیکھا تو نرم لہجے میں کہا۔

''سر۔ میری خواہش تو تھی لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ آپ کی بھانجی ہے تو میں نے اپنی اس خواہش کا گلا گھونٹ دیا''۔ اوکلے نے کہا۔

''کیوں''...... کرنل ڈیوڈ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو اوکلے ایک بار پھر گھبرا گیا۔

''سر۔ آپ کے خاندان میں اور میرے خاندان میں زمین آسمان کا فرق ہے''...... اوکلے نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن محبت تو خاندانی فرق کو نہیں دیکھتی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو اوکلے نے کرنل ڈیوڈ کی بات کا جواب دینے کی بجائے گردن جھکا لی۔ دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی کرنل ڈیوڈ سے خوفزدہ رہتا تھا حالانکہ وہ جی پی نائن کا ملازم تھا اور میجر شمعون کا کمپیوٹر آپریٹر تھا لیکن جی پی نائن کے بھی بہت سے ملازم کرنل ڈیوڈ کی شخصیت سے خوفزدہ رہتے تھے کیونکہ کرنل ڈیوڈ اسرائیل میں بے پناہ اختیارات کا مالک تھا۔ گو کہ جی پی نائن اس کے ماتحت نہیں تھی لیکن سنیارٹی اور اختیارات کے اعتبار سے اسے فوقیت حاصل تھی اور اسرائیل کے تقریباً پچانوے فیصد لوگ اس سے خوفزدہ ہی رہتے تھے۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ اگر تم مارٹینا سے محبت کرتے ہو تو مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری شادی مارٹینا سے کرا دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے اس مرتبہ اوکلے کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو اس کا چہرہ یکدم کھل اٹھا۔

''رئیلی سر۔ میں مارٹینا سے بہت محبت کرتا ہوں''...... اوکلے نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''اگر تم اس سے محبت کرتے ہو تو بے فکر ہو جاؤ۔ تمہاری شادی اس سے ضرور ہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے اوکلے سے کہا تو وہ خوش ہو گیا۔ اس نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس پر اس طرح مہربان ہو جائے گا بلکہ اس کا تو خیال تھا کہ اگر کرنل

ڈیوڈ کو اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ اسے گولی مار دے گا جبکہ کرنل ڈیوڈ تو اس سے نہایت محبت سے پیش آ رہا تھا۔

''سر۔ میں ہمیشہ آپ کا غلام بن کر رہوں گا''...... اوکلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ہمیں ایک اچھے داماد کی ضرورت ہے۔ غلام کی نہیں''۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کا موڈ دیکھ کر اوکلے کا حوصلہ بہت بڑھ گیا تھا۔

''سر۔ آپ کا خاندان مجھے ہمیشہ تابعدار داماد پائے گا''۔ اوکلے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''مارٹینا سے شادی کرنے کے لئے تمہیں ایک کام کرنا پڑے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں مارٹینا سے شادی کرنے کے لئے آگ کے سمندر میں کودنے کے لئے بھی تیار ہوں''...... اوکلے نے کہا۔

''نہیں۔ آگ کے سمندر میں کودنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں کچھ دنوں کے لئے میجر شمعون کے ایک ایک لمحے کی رپورٹ مجھے دینی ہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو اوکلے بے اختیار چونک پڑا۔

''جج۔ جج۔ جی سر''...... اوکلے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک آدھ دن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچنے والی ہے۔ جی پی فائیو اور جی پی نائن دونوں نے پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے خلاف کام کرنا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ میجر شمعون اس سلسلے میں مجھ سے بازی لے جائے اس لئے میں اس کے ایک ایک لمحے پر نظر رکھنا چاہتا ہوں اور میرا یہ کام تم باآسانی کر سکتے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''سر۔ میں آپ کو رپورٹ کیسے دوں گا۔ اگر میں پکڑا گیا تو''۔ اوکلے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں خصوصی موبائل فون دے دیتا ہوں جس کی کال کہیں بھی چیک نہیں کی جا سکتی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ آپ کو انکار بھی تو نہیں کیا جا سکتا''...... اوکلے نے کہا۔

''گڈ۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اب نہ صرف تمہاری شادی مارٹینا سے ہو گی بلکہ اس شادی کے بعد میں تمہیں جی پی فائیو میں ٹرانسفر کرا لوں گا اور یہاں تم کمپیوٹر آپریٹر کی بجائے آفس سپرنٹنڈنٹ بن جاؤ گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو اوکلے خوش ہو گیا۔

''تھینک یو سر۔ میں ہمیشہ آپ کا غلام رہوں گا''...... اوکلے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے جیب سے ایک چھوٹا سا سیٹلائٹ موبائل فون نکالا اور اسے اوکلے کی طرف بڑھا دیا۔ اوکلے نے وہ سیٹ لے کر جیب میں رکھ لیا۔

''اب تم جا سکتے ہو۔ جب ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر

لیں گے تو پھر تمہاری شادی مارٹینا سے کر دی جائے گی''...... کرنل ڈیوڈ نے اوکلے سے کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ بھی ہوٹل سے نکل کر اپنی رہائش گاہ پر پہنچا اور پھر وہاں سے اپنے آفس آ گیا۔ آفس میں بیٹھے اسے ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی مخصوص بارعب آواز میں کہا۔

''بلیک مین بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس بلیک مین۔ کیا رپورٹ ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے بدستور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ بہت ہی اہم رپورٹ ہے۔ میں دفتر حاضر ہو کر پیش کرتا ہوں''...... بلیک مین نے کہا۔

''اوکے۔ جلدی آؤ''......کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد اس کے آفس کے دروازے پر بلیک مین کی صورت دکھائی دی۔

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں سر''...... بلیک مین نے کرنل ڈیوڈ سے پوچھا۔

''کیا میں تمہیں اسٹام پیپر پر لکھ کر دوں کہ تم اندر آ جاؤ''۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا تو بلیک مین ایک لمحے کے لئے سہم سا گیا اور پھر مؤدبانہ انداز میں چلتا ہوا کرنل ڈیوڈ کے قریب پہنچ گیا۔

''کیا اہم رپورٹ پیش کرنے آئے ہو تم''...... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

''سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا سے روانہ ہو کر ایکریمیا پہنچ چکی ہے''...... بلیک مین نے کہا تو کرنل ڈیوڈ یکدم اچھل پڑا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت اہم خبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکریمیا کے راستے اسرائیل آ رہی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے''...... بلیک مین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم تو انتہائی احمق انسان ہو''...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے بلیک مین پر گرجتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں''...... بلیک مین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے یہ پوچھنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی کہ کرنل ڈیوڈ نے اسے احمق انسان کیوں کہا ہے۔

''یس سر کے بچے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایکریمیا میں کس نے دیکھا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ بلیکی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیا کو

اکریمیا میں دیکھا ہے اور اس نے مجھے رپورٹ دی ہے اور میں فوراً ہی یہ رپورٹ آپ کو پہنچانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا''...... بلیک مین نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس احمق سے کہو کہ وہ فوراً اکریمیا میں ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دے تاکہ انہیں یہاں اسرائیل میں آنا نصیب ہی نہ ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے بلیک مین کو گھورتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں اسے ابھی ہدایت کرتا ہوں''...... بلیک مین نے کہا اور پھر اس نے اپنا موبائل فون نکال لیا لیکن ابھی وہ نمبر ہی پریس کر رہا تھا کہ کرنل ڈیوڈ نے اسے روک دیا۔

''تم رہنے دو۔ میں خود اس سے بات کرتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے بلیک مین کو روکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور بلیکی کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ بلیکی سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد بلیکی کی آواز سنائی دی۔

''ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے بلیکی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تمہیں اکریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نظر آئے ہیں اور وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم زندہ نہیں

رہنا چاہتے''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سر۔ ابھی ان کی صرف ایک رکن جولیا ہی نظر آئی ہے۔ باقی ممبر ٹریس ہوتے ہی میں ان کا خاتمہ کر دوں گا''۔ دوسری طرف سے بلیکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نانسنس۔ اس جولیا نے بھی غائب ہو جانا ہے۔ تم اسے تو ختم کر دیتے''...... کرنل ڈیوڈ نے گرجتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سوری سر۔ میں ابھی جولیا کو گولی مار کر ہلاک کر دیتا ہوں''...... بلیکی نے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسی نہیں ہے کہ تم ان کا تعاقب کرو۔ انہیں موقع دو۔ اگر انہیں معمولی سا موقع ملتا ہے تو یہ غائب ہو جاتے ہیں اس لئے ایک سیکنڈ کی تاخیر کئے بغیر ان کا سر کچل دینا چاہئے، چاہے ان کا ایک ممبر سامنے آئے یا پوری ٹیم''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کے حکم کی ابھی تعمیل ہو جاتی ہے۔ میں اس جولیا کا ابھی خاتمہ کر دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا غصہ قدرے کم ہو گیا۔

''اوکے۔ جولیا کا خاتمہ کر کے مجھے فوراً رپورٹ دو''...... کرنل ڈیوڈ نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور بلیک مین کی طرف دیکھا جو ابھی تک کھڑا تھا۔ چونکہ کرنل ڈیوڈ نے اسے بیٹھنے کے لئے نہیں کہا تھا اس لئے اس

نے بیٹھنے کی جرأت نہیں کی تھی۔

''سر۔ میرا خیال ہے کہ بلیکی اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے گا''...... بلیک مین نے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ مجھے تمہارے خیالات کی ضرورت نہیں ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے جھاڑتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کی ڈانٹ سن کر بلیک مین سہم گیا اور اس نے سہمی ہوئی نظروں سے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھا۔

''اب آنکھیں پھاڑ کر مجھے کیا دیکھ رہے ہو۔ جاؤ دفع ہو جاؤ''۔ کرنل ڈیوڈ نے گرجتے ہوئے کہا تو بلیک مین اس طرح دروازے کی طرف بڑھا جیسے موت اس کے پیچھے لگ گئی ہو اور وہ موت سے بچ کر بھاگنا چاہتا ہو۔

''مس جولیا۔ اب آپ نے کیا لائحہ عمل اپنانا ہے''...... خاور نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ اس وقت یروشلم کے ایک غیر معروف ہوٹل سن ریز کے ایک کمرے میں موجود تھے اور وہ کچھ دیر پہلے ہی یہاں پہنچے تھے اور انہوں نے غیر معروف ہوٹل میں کمرے لینے کا پروگرام بنایا تھا۔ انہیں سن ریز ہوٹل میں دو کمرے ساتھ ساتھ مل گئے تھے۔ ایک کمرے میں جولیا نے اپنا سامان رکھا اور دوسرے کمرے میں خاور اور تنویر نے۔ خاور اور تنویر اپنا سامان کمرے میں رکھنے کے بعد جولیا کے کمرے میں آ گئے تھے۔

''تم بھول رہے ہو۔ میرا نام جولیا نہیں انجلی ہے''...... جولیا نے خاور کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو خاور کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ انہیں ایک دوسرے کو اپنے اصل نام سے مخاطب نہیں کرنا تھا۔ کاغذات کے مطابق جولیا انجلی، خاور راجر اور تنویر پیٹرسن تھا۔ وہ

تینوں ایکریمین انٹرنیشنل ٹورسٹ کارپوریشن کے ممبر تھے۔ یہ کارپوریشن بہت ہی چھان بین اور لمبے پراسس کے بعد کسی کو ممبر شپ فراہم کرتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس کارپوریشن کے ممبران کو کسی بھی ملک کا ویزہ نہایت آسانی سے مل جاتا تھا اور کسی بھی ملک میں اس کارپوریشن کے ممبران کو کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کا نشانہ بھی نہیں بنایا جاتا تھا بلکہ امیگریشن افسران اس کارپوریشن کے ممبران کی عزت کرتے تھے۔

یروشلم کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر ان کے کاغذات کی جانچ پڑتال نہایت ہی باریک بینی سے کی گئی تھی۔ چونکہ ان کے کاغذات اصل تھے اس لئے انہیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ ایئر پورٹ سے کلیئرنس کے بعد وہ سن ریز ہوٹل پہنچے تھے۔

''یس مس انجلی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ہم یروشلم میں اپنی سیاحت کا آغاز کیسے کریں''...... خاور نے اس مرتبہ خالصتاً ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یروشلم کی سیاحت کا تمام شیڈول مسٹر پیٹرسن بتائیں گے''۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اکیلا تو کوئی پروگرام ترتیب نہیں دے سکتا۔ ہم تینوں کو مل کر ہی پروگرام بنانا پڑے گا''...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہماری کارپوریشن کے معروف سیاح پرنس البرٹ ہمیشہ ہمارے

ساتھ ہوتے ہیں۔ انہیں سیاحت کا خاصا تجربہ ہے اور وہی تمام پروگرام طے کرتے ہیں۔ اب تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ نہیں آئے لہٰذا اب تمہیں ہی تمام پروگرام ترتیب دینا چاہئے''...... جولیا نے تنویر سے کہا

''پرنس البرٹ کے بغیر ہم ادھورے نہیں ہیں۔ ہم اپنا پروگرام خود بنا لیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ میں ان سے اچھا پروگرام بناؤں گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تو بناؤ پروگرام''...... جولیا نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ تنویر نے فون کا رسیور اٹھایا اور روم سروس کو کافی کا آرڈر دیا تو کچھ دیر بعد ویٹر ان کے لئے کافی لے آیا۔

''سنو''...... ویٹر کافی کے برتن میز پر رکھ کر جانے لگا تو تنویر نے اسے آواز دی۔

''یس سر''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم پیدائشی اسرائیلی ہو''...... تنویر نے اس سے پوچھا۔

''یس سر''...... ویٹر نے مختصر الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم لوگ یروشلم کی سیاحت کے لئے آئے ہیں۔ کیا اس سلسلے میں تم ہماری کچھ رہنمائی کر سکتے ہو''...... تنویر نے پوچھا۔

''سر۔ سیاحوں کی رہنمائی کے لئے تو پورا محکمہ موجود ہے''۔ ویٹر نے کہا۔

''ہاں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر ملک میں محکمہ سیاحت موجود ہوتا

ہے لیکن ہم محکمے کی رہنمائی نہیں لینا چاہتے کیونکہ محکمہ اپنے انداز میں رہنمائی کرتا ہے جبکہ ہم اپنے انداز میں سیاحت کرتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو جائے گا"۔ ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ہم تمہیں باقاعدہ معاوضہ دیں گے"...... تنویر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ دو گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو رہی ہے۔ پھر میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر پروگرام بنا سکوں گا"...... ویٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اسی کمرے میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں"۔ تنویر نے کہا تو ویٹر واپس چلا گیا۔

"بھلا ایک ویٹر سیاحت میں ہمیں کیا مدد دے سکتا ہے"۔ ویٹر کے جانے بعد خاور نے تنویر سے پوچھا۔

"ویٹر کا سیاحوں سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہماری کچھ نہ کچھ رہنمائی ضرور کرے گا"...... تنویر نے کہا تو خاور خاموش ہو گیا۔ جولیا نے اس دوران کافی بنا دی تھی اس لئے وہ تینوں کافی پینے لگے۔ خاور اور جولیا سوچ رہے تھے کہ انہوں نے عمران سے الگ ہو کر غلطی کی ہے۔ تنویر کو بھی اس بات کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

یہاں اسرائیل میں ان کے پاس کوئی لائن آف ایکشن نہیں تھی۔ پاکیشیا میں وہ عمران سے الگ رہ کر کام کر سکتے تھے لیکن یہاں اسرائیل میں وہ عمران کے بغیر ادھورے تھے۔ عمران کے تو لنکس اتنے تھے کہ ہر مسئلہ کا حل گویا اس کی جیب میں ہوتا تھا جبکہ ان تینوں کا یہاں کسی سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ مشن کے بارے میں انہیں علم تھا کہ انہوں نے اپنے ریڈ سٹونز حاصل کرنے ہیں لیکن ریڈ سٹونز اسرائیل میں ہیں کہاں اس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے تھے جبکہ یہاں قدم قدم پر انہیں جی پی فائیو سے بھی خطرہ تھا۔

وہ تینوں کافی پینے کے ساتھ ساتھ یہی باتیں سوچ رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی تو ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر خاور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ایک پولیس انسپکٹر چار اہلکاروں کے ساتھ اندر آ گیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا"...... خاور نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو کیا مشکوک افراد کو کمروں میں باقاعدہ اطلاع دے کر جایا جائے تاکہ انہیں فرار ہونے کا موقع مل سکے"...... انسپکٹر نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مشکوک افراد۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ جانتے ہو ہم ایکریمین ٹورسٹ کارپوریشن کے ممبر ہیں"...... جولیا نے انسپکٹر کو آنکھیں

دکھاتے ہوئے کہا۔

''آپ کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہو گا''...... انسپکٹر نے کہا۔

''مگر کیوں۔ ہم نے کیا جرم کیا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں یہ ہمارا جرم ہی تو ہے''۔ خاور نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''دیکھئے۔ آپ ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلیں۔ ہم نے معمول کی کارروائی کرنی ہے اور اس کارروائی کے بعد آپ کو چھوڑ دیا جائے گا''...... انسپکٹر نے نرم لہجے میں کہا۔

''یہ معمول کی کارروائی کیا تمام سیاحوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل میں جو بھی سیاح آتا ہے اسے پہلے پولیس اسٹیشن کی سیر کرائی جاتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ سب کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ کسی کسی کے ساتھ ایسا کرنا پڑتا ہے''...... انسپکٹر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ہم اپنی کارپوریشن کے چیف سے بات کرتے ہیں۔ ہمارے چیف ایکریمیا کے صدر سے بات کریں گے کیونکہ ہماری کارپوریشن کے چیف کوئی معمولی حیثیت کے آدمی نہیں ہیں۔ پوری دنیا میں ہماری کارپوریشن کے ممبران کی عزت کی جاتی ہے اور تم ہمیں بے عزت کر رہے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں بات

کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے موبائل فون نکال لیا۔

یہ سیٹلائٹ موبائل فون تھا اور ایک ایکریمی کمپنی کا جاری کردہ تھا۔ یہ مخصوص نمبر تھا اور اس نمبر کا کسی قسم کا ریکارڈ رکھنے کی کمپنی کو اجازت نہیں تھی۔ اس کمپنی کے موبائل فون ایکریمیا میں عمران نے سب کو مہیا کر دیئے تھے اور تمام نمبر ہی مخصوص تھے اور چونکہ یہ سیٹلائٹ تھے اس لئے دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتے تھے۔

جولیا کی بات سن کر اور پھر اسے موبائل فون نکالتے دیکھ کر پولیس انسپکٹر پریشان ہو گیا تھا۔ خاص طور پر جولیا نے جس انداز میں اس سے بات کی تھی وہ انداز ہی انسپکٹر کو متاثر کرنے کے لئے کافی تھا۔

''مس۔ آپ ابھی کہیں بات نہ کریں۔ میں آپ کے بارے میں اپنے اعلیٰ افسران سے بات کرتا ہوں۔ پھر جیسے وہ حکم دیں گے میں ویسے کروں گا''...... انسپکٹر نے کہا۔

''تمہیں ہمارے پاس کس نے بھیجا ہے''...... تنویر نے انسپکٹر سے پوچھا۔

''جناب مجھے جی پی نائن کے کیپٹن روجر نے آپ کے پاس بھیجا ہے''...... انسپکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی پی نائن اور کیپٹن روجر''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''جی جناب۔ جی پی نائن سرکاری ایجنسی ہے۔ میں کیپٹن روجر کو جا کر تسلی دیتا ہوں کہ آپ مشکوک افراد نہیں ہیں''...... انسپکٹر نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہاں سے چلے گئے۔

''ہم تو ایکریمین انٹرنیشنل ٹورسٹ کارپوریشن کے باقاعدہ ممبر ہیں پھر کیپٹن روجر ہماری طرف سے مشکوک کیوں ہوا''...... انسپکٹر کے جانے کے بعد خاور نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ان ایجنسیوں کی نفسیات ہی ایسی ہوتی ہے۔ یہ لوگ ہر انسان کی طرف سے مشکوک ہو جاتے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بھی ایکریمین تھا۔ وہ زبان سے تو یہ بات کر رہے تھے لیکن آئی کوڈ میں انہوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا کہ انہیں فوری طور پر یہ ہوٹل چھوڑ کر کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہو جانا چاہئے۔

''ویٹر نے تو دو گھنٹے بعد ڈیوٹی آف کر کے آنا ہے۔ اب کیا ہم یہ دو گھنٹے اسی کمرے میں بیٹھ کر گزاریں''...... جولیا نے کہا۔

''قریب ہی یروشلم میوزیم ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان دو گھنٹوں میں یہ میوزیم دیکھ لیا جائے''...... تنویر نے کہا۔

''خیال برا نہیں ہے۔ چلو یہ میوزیم ہی دیکھتے ہیں''...... خاور

نے کہا اور پھر انہوں نے اپنا ضروری سامان اٹھایا لیکن ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ دروازہ ایک دھماکے کے ساتھ کھلا اور پانچ مسلح افراد اندر آ گئے۔ ان کے اندر آتے ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کمرے میں ناگوار سے بو پھیل گئی۔ جولیا، تنویر اور خاور نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود اور وہ لہراتے ہوئے قالین پر گرتے چلے گئے۔

کیپٹن روجر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ذمے یروشلم کے غیر معروف ہوٹل تھے اور اس نے تمام غیر معروف ہوٹلوں کی نگرانی کرنی تھی اور مشکوک افراد کی اطلاع ملنے پر ان افراد کو چیک کرنا تھا۔ کیپٹن روجر جی پی نائن میں میجر شمعون کا اسسٹنٹ تھا۔ میجر شمعون کے تین اسسٹنٹ تھے۔ کیپٹن روجر، کیپٹن راشیل اور کیپٹن میلکم اور ان تینوں کے ذمے مختلف کام تھے۔

میجر شمعون کو احساس تھا کہ کرنل ڈیوڈ اسے پسند نہیں کرتا لیکن کرنل ڈیوڈ چونکہ اس سے بڑی شخصیت تھا اس لئے وہ کرنل ڈیوڈ کی عزت کرنے پر مجبور تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ اسے نیچا دکھانے کی کوشش کرے گا اس لئے اس نے کرنل ڈیوڈ سے ہوشیار رہنے کا فیصلہ کیا تھا اور اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اس نے اپنے تین اسسٹنٹ بنا کر کام ان کے سپرد کر دیئے تھے۔

جی پی نائن کے پاس ضرورت کے مطابق افرادی قوت موجود نہیں تھی اس لئے میجر شمعون نے ضرورت پڑنے پر دوسرے اداروں کی مدد لینے کا بھی فیصلہ کیا تھا اور اس سلسلے میں اس نے دوسرے اداروں کے سربراہوں کو سرکاری لیٹر بھی جاری کرا دیا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر اسے کسی قسم کی بھی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کیپٹن روجر نے اپنے دائرہ اختیار میں آنے والے تمام ہوٹلوں کے کمروں میں انتہائی حساس مائیک فٹ کرا دیئے تھے تاکہ وہ مسافروں کی بات چیت سن سکے اور اگر کوئی مشکوک ہو تو وہ کارروائی کر سکے۔ کیپٹن روجر پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ابھی تک ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی تھی اور میجر شمعون اس سے دو بار پوچھ بھی چکا تھا اور اسے ہوشیار رہنے کی تاکید بھی کر چکا تھا۔ آفس میں فارغ بیٹھے بیٹھے کیپٹن روجر اکتا چکا تھا۔ جب اس کی اکتاہٹ بہت بڑھ گئی تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو کیپٹن راشیل۔ کیپٹن روجر بول رہا ہوں“...... رابطہ ملنے پر کیپٹن روجر نے کہا۔ کیپٹن راشیل کے ذمے ایئر پورٹ اور بس ٹرمینل تھے۔ کیپٹن راشیل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں زیادہ تفصیل سے جانتا تھا کیونکہ وہ کچھ دن پہلے میجر شمعون کے ساتھ پاکیشیا جا چکا تھا۔

"یس کیپٹن روجر۔ کیسے یاد کیا آپ نے"...... دوسری طرف سے کیپٹن راشیل نے پوچھا۔

"ابھی تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ میں نے سوچا شاید تمہیں کوئی اطلاع ملی ہو"...... کیپٹن روجر نے کہا۔

"میں خود گھات لگائے بیٹھا ہوں۔ سنا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر ممبر بہترین فائٹر ہے اور میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ میں کسی اچھے فائٹر سے فائٹ کروں"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"تم تو ایک مشن میں باس کے ساتھ پاکیشیا گئے تھے۔ کیا وہاں تمہاری کسی کے ساتھ فائٹ نہیں ہوئی"...... کیپٹن روجر نے کہا۔

"عجیب مشن تھا۔ ہمارا تو کسی سے سامنا ہی نہیں ہوا اور ہمارا مشن مکمل ہو گیا۔ وہاں کسی کے ساتھ فائٹ کی حسرت میرے دل میں ہی دب کر رہ گئی تھی"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل آ رہی ہے۔ تم اب اپنی یہ حسرت پوری کر لینا"...... کیپٹن روجر نے کہا۔

"معلوم نہیں وہ لوگ آتے بھی ہیں یا نہیں"...... دوسری طرف سے کیپٹن راشیل نے کہا۔

"اعلیٰ حکام کا کہنا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً اسرائیل آئے گی۔ ان کے آنے کی اطلاع آپ کو پہلے مل جائے تو مجھے ضرور بتانا اور اگر مجھے یہ اطلاع پہلے مل گی تو میں آپ کو بتا دوں

گا"...... کیپٹن روجر نے کہا۔

"اوکے۔ باس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو بھی اطلاع دے دوں گا۔ اگر مجھے ان کے آنے کی اطلاع پہلے مل گئی تو"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"تھینک یو اینڈ وش یو گڈ لک"...... کیپٹن روجر نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ جیکی آفس میں داخل ہوا۔ جیکی اور اس کے چار ساتھی ہوٹلوں کی طرف سے آنے والی آوازوں کو سننے اور انہیں ریکارڈ کرنے پر مامور تھے۔ جیکی آفس میں داخل ہوا تو کیپٹن روجر نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"سر۔ میں ایک ٹیپ لایا ہوں آپ اسے سن لیں"...... جیکی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن روجر نے اثبات میں سر ہلایا تو جیکی نے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"مس جولیا۔ اب آپ نے کیا لائحہ عمل اپنانا ہے"...... ٹیپ ریکارڈر سے ایک آواز سنائی دی۔

"تم بھول رہے ہو۔ میرا نام جولیا نہیں انجلی ہے"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس مس انجلی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ہم یروشلم میں اپنی سیاحت کا آغاز کیسے کریں"...... پہلی آواز سنائی دی اور پھر ان کے

درمیان مزید باتیں ہونے لگیں۔ جب ریکارڈنگ ختم ہوگئی تو کیپٹن روجر نے سوالیہ انداز میں جیکی کی طرف دیکھا۔

''سر۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ایک سیاح کو اپنی ساتھی سیاح کا نام بھول گیا ہے''...... جیکی نے کہا۔

''نہیں۔ یہ اتنی عجیب بات نہیں ہے۔ بعض اوقات مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے سیاحوں کا ایک گروپ بن جاتا ہے اور ان کے درمیان ایسی مسٹیک ہو جاتی ہے۔ اس ریکارڈنگ سے کہیں بھی یہ بات ظاہر نہیں ہو رہی کہ ان کا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ یہ تو ایکریمین انٹرنیشنل ٹورسٹ کارپوریشن کے ممبر ہیں اور اس کارپوریشن کے ممبران کے بارے میں، میں جانتا ہوں''...... کیپٹن روجر نے کہا۔

''اوکے سر۔ مجھے چونکہ اس ریکارڈنگ پر تھوڑا سا شک ہوا تھا اس لئے میں اسے لے آیا تھا اور میجر صاحب کا حکم بھی یہی تھا کہ معمولی سے معمولی بات کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے''...... جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ریکارڈنگ کس ہوٹل کے کمرہ کی ہے''...... کیپٹن روجر نے پوچھا۔

''سر۔ یہ سن ریز ہوٹل کے کمرہ نمبر چار سو ایکس کی ریکارڈنگ ہے''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں پولیس فورس اس کمرے میں بھیج کر انہیں چیک

کرا لیتا ہوں''...... کیپٹن روجر نے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''تم جاؤ اور اس کمرے میں ہونے والی تمام گفتگو ریکارڈ کرو اور مجھے سناؤ''...... کیپٹن روجر نے نمبر پریس کرتے ہوئے جیکی سے کہا تو وہ باہر چلا گیا جبکہ رابطہ ملنے پر کیپٹن روجر نے پولیس انسپکٹر کو سن ریز ہوٹل کے کمرہ نمبر چار سو ایکس میں ٹھہرے ہوئے سیاحوں کو چیک کرنے کی ہدایت کی۔ اس نے یہ ہدایت نیم دلی سے دی تھی کیونکہ اسے اس ریکارڈنگ میں کوئی خاص بات نظر نہیں آ رہی تھی۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کیپٹن میلکم نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس۔ میلکم سپیکنگ"...... کیپٹن میلکم نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں کیپٹن روجر کے آفس سے جیکی بول رہا ہوں۔ آپ مجھے جانتے ہیں نا"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ کس لئے فون کیا ہے تم نے"۔ کیپٹن میلکم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ میں نے تین مشکوک افراد کو ٹریس کیا ہے لیکن کیپٹن روجر انہیں سنجیدہ نہیں لے رہے"...... دوسری طرف سے جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... کیپٹن میلکم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ میں آپ کو ایک ریکارڈنگ سناتا ہوں۔ آپ اسے سن لیں"...... دوسری طرف سے جیکی نے کہا اور پھر کیپٹن میلکم کو فون پر ریکارڈنگ سنائی دینے لگی۔ گفتگو کے آغاز میں ہی وہ چونک گیا تھا کیونکہ اس میں جولیا کا نام لیا گیا تھا اور اس نے سن رکھا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں جولیا نامی لڑکی بھی شامل ہے جو کہ سوئس نژاد ہے اور پھر جلد ہی یہ ریکارڈنگ ختم ہو گئی۔

"سر۔ کیا آپ کے خیال میں یہ گفتگو مشکوک ہے"۔ ریکارڈنگ ختم ہونے پر جیکی نے پوچھا۔

"فی الحال تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم یہ بتاؤ کہ یہ لوگ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... کیپٹن میلکم نے پوچھا کیونکہ وہ جیکی پر کچھ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"سر۔ یہ لوگ سن ریز ہوٹل کے کمرہ نمبر چار سو اکیس میں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... جیکی نے کہا۔

"اوکے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن میلکم نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم نے فوری طور پر تین افراد کو بے ہوش کر کے اپنے آفس لانا ہے"...... کیپٹن میلکم نے کہا اور پھر

دوسری طرف سے جواب سنے بغیر نے اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو کرنل شیفرڈ۔ تمہارے ہوٹل کے کمرہ نمبر چار سو اکیس میں اس وقت ایک لڑکی اور دو مرد موجود ہیں۔ ہم انہیں اغوا کرنے کے لئے آ رہے ہیں تم ان پر نظر رکھو۔ اگر ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ کہیں جائیں تو ان کا تعاقب کرنا اور موبائل فون پر مجھے ان کی لوکیشن بتانی ہے"...... کیپٹن میلکم نے دوسری طرف سے بات سنے بغیر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو کیپٹن میلکم نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اپنے آفس سے باہر نکلا۔ اس کا آفس ایک چھوٹی سی عمارت میں تھا۔ تین چھوٹی چھوٹی عمارتیں ساتھ ساتھ تھیں جو کیپٹن میلکم، کیپٹن روجر اور کیپٹن راشیل کے آفس کے طور پر استعمال ہوتی تھیں جبکہ ان چھوٹی عمارتوں کے قریب ہی ایک بڑی عمارت تھی جو جی پی نائن کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

کیپٹن میلکم اپنے آفس سے نکل کر گیٹ کے قریب پہنچا تو اس کا اسسٹنٹ براؤن اس کے پاس آ گیا۔ گیٹ کے قریب ہی ایک اسٹیشن ویگن موجود تھی اور اس کے قریب تین آدمی کھڑے تھے۔ ان تینوں نے کیپٹن میلکم کو دیکھ کر سیلوٹ کیا تو کیپٹن میلکم نے ہاتھ کے اشارے سے ان کے سیلوٹ کا جواب دیا اور خود اسٹیشن ویگن کی

فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ براؤن جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا جبکہ باقی تینوں آدمی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ اسٹیشن ویگن اسٹارٹ ہوئی تو گیٹ پر موجود سیکورٹی گارڈ نے گیٹ کھول دیا اور اسٹیشن ویگن گیٹ سے باہر نکل گئی۔

"سن ریز ہوٹل چلنا ہے"...... کیپٹن میلکم نے کہا تو براؤن نے اثبات میں سر ہلایا اور اسٹیشن ویگن کی رفتار بڑھا دی۔ اسٹیشن ویگن پر جی پی نائن کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا اس لئے اوور سپیڈ ہونا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ تیز رفتاری کی حدوں کو کراس کرتے ہوئے وہ سن ریز ہوٹل پہنچ گئے۔ اسٹیشن ویگن ہوٹل کے داخلی دروازے کے قریب جا کر رک گئی۔ جیسے ہی اسٹیشن ویگن رکی ایک کرخت چہرے والا آدمی اسٹیشن ویگن کے قریب آ گیا۔

"ہاں کرنل شیفرڈ۔ کیا پوزیشن ہے"...... کیپٹن میلکم نے فرنٹ سیٹ سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ وہ تینوں ابھی تک کمرے میں ہی ہیں"...... کرنل شیفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسٹیشن ویگن کے پاس رکو ہم ان تینوں کو لے کر آتے ہیں"...... کیپٹن میلکم نے کہا اور پھر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ سب مسلح تھے اور ان کے سینوں پر جی پی نائن کے بیج لگے ہوئے تھے اس لئے ہال میں موجود لوگوں نے انہیں دیکھا اور سر جھکا لئے۔ وہ سب ہی

جانتے تھے کہ جی پی فائیو، جی پی نائن اور دیگر ایجنسیاں ملک دشمن عناصر کے خلاف کام کرتی ہیں اور ان ایجنسیوں کے اہلکار بہت وسیع اختیارات کے حامل ہیں لہٰذا کوئی بھی ان کے کام میں مداخلت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اب بھی انہیں مسلح اور جارحانہ موڈ میں دیکھ کر ہال میں موجود افراد نے سر جھکا لئے تھے جیسے ہال میں موجود افراد نے انہیں دیکھا ہی نہ ہو۔

وہ پانچوں تیز رفتاری سے چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھے۔ لفٹ میں سوار ہو کر کیپٹن میلکم نے چوتھی منزل کا بٹن پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد لفٹ نے انہیں چوتھی منزل پر پہنچا دیا۔ وہ سب لفٹ سے باہر نکلے اور انہوں نے کمروں کے نمبر دیکھے۔ کمرہ نمبر چار سو اکیس رائٹ سائیڈ پر تھا۔ کیپٹن میلکم نے اپنے ساتھیوں کو ہوشیار رہنے کا حکم دیا اور کمرہ نمبر چار سو اکیس کی طرف بڑھنے لگا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے دروازے پر زور دار لات ماری۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا اس لئے جیسے ہی کیپٹن میلکم نے دروازے کو ٹھوکر ماری دروازہ زور دار آواز کے ساتھ کھل گیا اور وہ پانچوں یکدم ہی اندر داخل ہو گئے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی براؤن نے ایک گیند فرش پر پھینک دی تھی جس سے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کمرے میں تیز بو پھیل گئی۔ یہ تیز بو فوری طور پر بے ہوش کرنے کے لئے تھی اور چونکہ ان پانچوں نے اسٹیشن ویگن میں سفر کے دوران اس گیس کے اینٹی کیپسول استعمال کر لئے تھے اس لئے

اس گیس نے ان پر کوئی اثر نہ کیا جبکہ کمرے میں موجود ایک عورت اور دو مرد فوری طور پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ وہ تینوں ہی کمرے سے نکلنے کے لئے تیار کھڑے تھے کہ یہ لوگ پہنچ گئے۔

"جلدی سے انہیں اٹھاؤ اور ہیڈکوارٹر لے چلو"...... کیپٹن میلکم نے تحکمانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا تو اس کا حکم سنتے ہی اس کے تین ساتھیوں نے کمرے میں بے ہوش تینوں افراد کو کندھوں پر اٹھایا اور نیچے ہال میں پہنچ گئے۔ اس مرتبہ بھی کسی نے انہیں نہیں روکا تھا۔

کیپٹن میلکم اور اس کے ساتھی نہایت اطمینان کے ساتھ چلتے ہوئے اسٹیشن ویگن کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے تینوں بے ہوش افراد کو اسٹیشن ویگن میں ڈالا اور جس تیزی سے وہ ہوٹل کی طرف آئے تھے اسی تیزی سے واپس جانے لگے۔ اسٹیشن ویگن نے کچھ ہی دیر میں انہیں جی پی نائن کے ہیڈکوارٹر پہنچا دیا تھا۔ ہیڈکوارٹر پہنچ کر اسٹیشن ویگن رکی تو کیپٹن میلکم نیچے اتر آیا۔

"ان تینوں کو ڈارک روم میں پہنچا دو اور ڈارک روم کے انچارج سے کہو کہ انہیں کرسیوں سے جکڑ دے۔ میں باس کو رپورٹ کرتا ہوں"...... کیپٹن میلکم نے براؤن سے کہا اور خود میجر شمعون کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

"باس موجود ہیں"...... کیپٹن میلکم نے میجر شمعون کے پی اے سے پوچھا تو اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر کو جنبش دی اور

انٹرکام کا رسیور اٹھا کر میجر شمعون کو کیپٹن میلکم کے آنے کی اطلاع دی اور پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے کیپٹن میلکم کو اندر جانے کا کہا تو کیپٹن میلکم اندر چلا گیا۔ آفس میں پہنچ کر اس نے میجر شمعون کو سیلوٹ کیا۔

''بیٹھو''...... میجر شمعون نے کیپٹن میلکم کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو سر''...... کیپٹن میلکم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تم کوئی خاص خبر لائے ہو''...... میجر شمعون نے کیپٹن میلکم کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ممبران کو ڈارک روم میں پہنچا کر آ رہا ہوں''۔ کیپٹن میلکم نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... میجر شمعون نے اپنی کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ میجر شمعون سپیکنگ''...... میجر شمعون نے بھاری اور رعب دار آواز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ او کے۔ او کے''...... میجر شمعون نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ڈارک روم کے انچارج کا فون تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ تمہارے اسسٹنٹ براؤن نے تین افراد اس کے حوالے کئے ہیں جن میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں''...... میجر شمعون نے کہا۔

''یہ۔ عورت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیا ہے''۔ کیپٹن میلکم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تفصیل بتاؤ کہ یہ تمہارے ہاتھ کیسے لگے اور کیا یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں''...... میجر شمعون نے کہا۔

''سر۔ میں نے اپنے آدمیوں کا جال بچھایا ہوا ہے جن کے ذریعے مجھے اطلاع ملی کہ ہوٹل سن ریز میں تین مشکوک افراد موجود ہیں۔ میں فوری طور پر وہاں پہنچا اور وہاں نصب کئے گئے سسٹم کی بدولت میں نے ان تینوں کی بات چیت سنی۔ بات چیت میں عورت کے ایک ساتھی نے دو تین بار عورت کا نام لیا اور سر۔ میں جانتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ایک عورت ہے جس کا نام جولیا ہے۔ ان کی بات چیت سے میں کنفرم ہو گیا کہ یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ہیں لہٰذا میں انہیں بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر لے آیا۔ پوچھ گچھ کے دوران مزید تسلی بھی ہو جائے گی''...... کیپٹن میلکم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

اس نے جان بوجھ کر جیکی کا نام نہیں لیا تھا۔ اگر وہ جیکی کا نام لیتا تو سارا کریڈٹ جیکی کو چلا جاتا اور اس سے کیپٹن روجر پر بھی اثر پڑنا تھا۔ اس غفلت پر کیپٹن روجر کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا تھا

اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ کیپٹن روجر کو کوئی سزا ملے۔

''ان کے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... میجر شمعون نے میلکم سے پوچھا۔

''سر۔ اپنے باقی ساتھیوں کے بارے میں یہ خود بتائیں گے''۔ کیپٹن میلکم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو ان سے معلومات حاصل کرتے ہیں''...... میجر شمعون نے کہا اور پھر وہ آفس سے نکل کر ڈارک روم کی طرف بڑھنے لگے۔ ڈارک روم کا انچارج بگ مین تھا۔ اس کا قد سات فٹ سے زیادہ تھا۔ جسامت کے لحاظ سے وہ ہاتھی دکھائی دیتا تھا۔ اس کے چہرے پر بے شمار زخموں کے نشانات تھے اور آنکھیں ہر وقت سرخ رہتی تھیں۔ عام آدمی تو اسے دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو جاتا تھا۔ اس نے میجر شمعون اور کیپٹن میلکم کو دیکھ کر سیلوٹ کیا تو دونوں نے ہی اس کے سیلوٹ کو نظرانداز کر دیا اور ڈارک روم میں داخل ہو گئے۔ ڈارک روم میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا اور اس کی دیواروں پر تشدد کے آلات سجے ہوئے تھے۔ ڈارک روم میں دو مرد اور ایک عورت کرسیوں پر جکڑے ہوئے نظر آ رہے تھے اور وہ تینوں ہی بے ہوشی کی حالت میں تھے۔

''ڈارک روم کی لائٹ آن کر دو''...... میجر شمعون نے کہا تو بگ مین سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔ فوراً ہی دو لائٹس روشن ہو گئیں اور بندھے ہوئے افراد واضح طور پر نظر

آنے لگے۔

''انہیں ہوش میں لے آؤ''...... میجر شمعون نے بگ مین کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو بگ مین کیپٹن میلکم کی طرف دیکھنے لگا۔

''انہیں اینٹی گیس کے انجکشن لگاؤ گے تو یہ ہوش میں آ جائیں گے''......کیپٹن میلکم نے کہا تو بگ مین ڈارک روم میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک انجکشن اور ایک سرنج نکالی اور الماری بند کر کے واپس آ گیا۔ پھر اس نے باری باری ان تینوں کو انجکشن لگائے۔ انجکشن لگنے کے چند ہی لمحوں بعد تینوں بے ہوش افراد کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر وہ ہوش میں آ گئے۔ ہوش میں آتے ہی انہوں نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکے۔

''مس جولیا۔ کیسی ہیں آپ''...... ابھی ان کا شعور مکمل طور پر بیدار بھی نہیں ہوا تھا کہ کیپٹن میلکم نے عورت سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

''میں تم سے مخاطب ہوں مس جولیا''......کیپٹن میلکم نے ایک بار پھر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن میرا نام تو انجلی ہے''...... اس عورت نے کہا جو کہ جولیا ہی تھی۔

"اب یہ سب باتیں فضول ہیں مس جولیا۔ میں تمہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو"...... کیپٹن میلکم نے کہا۔

"پاکیشیا۔ کیا تم اس ایشیائی ملک کی بات کر رہے ہو جو کافرستان کا ہمسایہ ملک ہے"...... جولیا نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اے لڑکی۔ تم اس دیو کو دیکھ رہی ہو"...... اس مرتبہ میجر شمعون نے جولیا سے مخاطب ہو کر بگ مین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار بگ مین کی طرف دیکھا اور منہ بنا لیا۔

"اس میں ایسی کون سی خاص بات ہے کہ میں اسے دیکھوں"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس نے میرے سامنے کئی بار بے جان پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیا ہے اور تم تو گوشت پوست کی نازک سی گڑیا ہو"۔ میجر شمعون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہماری کارپوریشن کا چیئرمین ہمارے صدر سے زیادہ حیثیت کا مالک ہے۔ جب اسے پتہ چلے گا کہ اسرائیل میں اس کی کارپوریشن کے ممبران کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے تو اس نے حکومت اسرائیل کے لئے مشکلات کھڑی کر دینی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہماری کارپوریشن اسرائیل کی سیاحت پر ہی پابندی لگا دے"...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اپنے دیگر ساتھیوں کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں

ہیں تو میرا تم سے وعدہ ہے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا"...... میجر شمعون نے جولیا کی دھمکی کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے انہی دو ساتھیوں کے ساتھ یہاں آئی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ صرف تم تین افراد اسرائیل میں مشن مکمل کر لو گے"...... میجر شمعون نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں تم کس مشن کی بات کر رہے ہو۔ ہم تو یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں"...... جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو چاہتا تھا کہ تمہارے ساتھ نرم سلوک کیا جائے لیکن تم خود ایسا نہیں چاہتی"...... میجر شمعون نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تم یقیناً کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہو۔ ہم واقعی ایکریمین انٹرنیشنل ٹورسٹ کارپوریشن کے ممبر ہیں۔ تم چاہو تو ہم تمہاری ہر طرح سے تسلی کرا سکتے ہیں"...... اس مرتبہ تنویر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم کس طرح میری تسلی کراؤ گے"...... میجر شمعون نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ہیڈ آفس ہمارے ٹور سے باخبر ہے"...... تنویر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس طرح سے تو میری تسلی نہیں ہو گی''...... میجر شمعون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان تینوں کے انداز اور گفتگو سے وہ بھی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

''ہماری کارپوریشن کے چیئرمین میرے ذاتی دوست ہیں۔ میں فون پر تمہاری ان سے بات کرا سکتا ہوں''...... خاور نے میجر شمعون سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اچھا۔ کراؤ بات''...... میجر شمعون نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''میرا ایک ہاتھ کھول دو اور مجھے ایک موبائل فون بھی دو''۔ خاور نے کہا۔

''سر۔ ان کی باتوں میں مت آئیں۔ پہلے انہیں اڑا دیں۔ ان کے باقی ساتھیوں کو ہم بعد میں دیکھ لیں گے''...... کیپٹن میلکم نے میجر شمعون سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اور اگر یہ واقعی ایکریمین کارپوریشن کے ممبر ہوئے تو پھر''۔ میجر شمعون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ان کی لاشیں برقی بھٹی میں راکھ ہو جائیں گی۔ ہوٹل سے ان کا ریکارڈ بھی غائب کر دیا جائے گا اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ ایئر پورٹ سے باہر نکل کر سیاح کہاں گئے''...... کیپٹن میلکم نے کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو کیپٹن۔ بگ مین ان تینوں کو گولیوں سے اڑا دو''...... میجر شمعون نے پہلے کیپٹن میلکم اور پھر بگ مین سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو میجر شمعون کا حکم سنتے ہی بگ مین نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور اس کا رخ جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

صفدر اور عمران نے ایک ہی فلائٹ میں سفر کیا تھا۔ صفدر ایکریمیا کے ایک معروف اداکار جان مائیکل کے میک اپ میں تھا۔ عمران نے ایکریمیا میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کے ذریعے جان مائیکل کو کچھ دنوں کے لئے انڈر گراؤنڈ کر دیا تھا جبکہ جان مائیکل کی اسرائیلی ٹیلی ویژن کے لئے ریکارڈنگ بھی تھی۔ عمران نے ریکارڈنگ کا شیڈول بھی صفدر کو دے دیا تھا جبکہ عمران خود یہودی مذہبی پیشواؤں کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

یہ چار یہودی عالموں کا گروپ تھا۔ اس گروپ کے بارے میں بھی عمران کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ نے معلومات فراہم کی تھیں۔ گروپ انچارج پوپ جانسن عمران کے قدوقامت کا تھا اس لئے عمران کو پوپ جانسن کا میک اپ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی تھی۔ پوپ جانسن بھی جان مائیکل کے ساتھ ہی انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا تھا۔

صفدر چونکہ جان مائیکل کے میک اپ میں تھا اس لئے اسے ایئر پورٹ پر ہی وی آئی پی پروٹوکول دیا گیا۔ اسے رسیو کرنے کے لئے اسرائیلی ٹی وی کی گاڑی آئی ہوئی تھی۔ ایئر پورٹ پر اس کی چیکنگ کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ ٹی وی کی گاڑی نے اسے اسرائیل کے معروف فائیو سٹار ہوٹل رائل میں پہنچا دیا تھا۔

ٹی وی ریکارڈنگ چونکہ اگلے روز تھی اس لئے اگلے روز تک وہ فارغ تھا۔ اس دوران اس نے آرام کرنا تھا اور اگر وہ چاہتا تو اسے یروشلم کی سیر کرائی جا سکتی تھی۔ اس کے لئے رائل ہوٹل کی ایک گاڑی مخصوص کر دی گئی تھی جس کے ڈرائیور نے چوبیس گھنٹے کے لئے اس کے حکم کے انتظار میں رہنا تھا۔ اسے ہوٹل کے کمرے میں آئے ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"...... صفدر نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک اٹھارہ انیس سال کی خوبصورت لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے ایک چھوٹی سی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں بلیک ہارس کی ایک بوتل اور ایک گلاس موجود تھا۔ بلیک ہارس پر فورٹی ایئر اولڈ کے الفاظ پرنٹڈ نظر آ رہے تھے۔ لڑکی انتہائی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ دھیمے انداز میں چلتی ہوئی صفدر کے قریب آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے ٹرے میز پر رکھ دی تھی۔

''سر۔ پچھلی بار بھی میں ہی آپ کی میزبان تھی اور چونکہ آپ نے مجھے بہت پسند کیا تھا اس لئے ہوٹل انتظامیہ نے اس بار بھی آپ کی خدمت کے لئے میرا انتخاب کیا ہے''...... لڑکی نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''لاحول ولا قوۃ''...... صفدر نے دل ہی دل میں اس پر لعنت بھیجتے ہوئے کہا۔ لعنت اس نے اس لئے بھیجی تھی کہ اس لڑکی کا لباس بھی اس کے انداز کی طرح بے ہودہ تھا۔

''اچھا۔ میں تو تمہیں بھول چکا ہوں''...... صفدر نے اسے بے نیازی سے کہا۔

''میں جانتی ہوں سر۔ آپ کو مجھ جیسی معمولی لڑکیاں یاد نہیں رہتیں۔ میں آپ کو گزشتہ ملاقات کی تمام باتیں یاد دلا دوں گی۔ مجھے تو ایک ایک بات یاد ہے۔ مجھے یہ بھی یاد تھا کہ آپ کو بلیک ہارس بہت پسند ہے اس لئے میں آپ کے لئے چالیس سالہ پرانی بلیک ہارس لائی ہوں''...... لڑکی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بوتل کھول کر شراب گلاس میں انڈیلنے لگی۔

''سر۔ اگر میں آپ کو یاد نہیں تو میرا نام بھی آپ کو یاد نہیں ہو گا۔ میرا نام مارگریٹ ہے''...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے شراب سے بھرا ہوا گلاس صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے اس کے ہاتھ سے گلاس لیا اور واپس میز پر رکھ دیا۔

''مارگریٹ۔ اس وقت میں تھکا ہوا ہوں۔ سفر سے پہلے میں

نے مسلسل دو دن سیٹ پر شوٹنگ میں گزارے ہیں اس لئے میں کچھ دیر آرام کر لوں پھر تمہیں بلاتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے سر۔ آپ جس وقت بھی طلب کریں گے میں حاضر ہو جاؤں گی۔ جب تک آپ اسرائیل میں ہیں میں صرف آپ کے لئے مخصوص ہوں''...... مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھی اور اس نے سر کو خم دے کر آداب کیا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد صفدر نے شراب سے بھرا گلاس اور بلیک ہارس کی بوتل اٹھائی اور واش روم میں جا کر شراب ضائع کر دی۔ خالی گلاس اور بوتل لا کر اس نے واپس میز پر رکھ دیئے۔ اس کے بعد وہ جولیا، تنویر اور خاور کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ اسرائیل پہنچ کر کس حال میں ہوں گے۔ عمران نے اس سے خود ہی رابطہ کرنا تھا اور یہ رابطہ سیٹلائٹ موبائل فون پر ہونا تھا۔

یہ سیٹلائٹ موبائل فون عمران نے ایکریمیا کی ایک کمپنی سے حاصل کئے تھے اور یہ نمبرز بھی محفوظ ترین تھے۔ ان ایکریمی نمبرز کے عمران نے تین سیٹ حاصل کئے تھے۔ ایک عمران کے پاس تھا، دوسرا صفدر کے پاس اور تیسرا اس نے جولیا کو دیا تھا لیکن جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے ابھی تک اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا تھا اور عمران نے سختی سے تاکید کی تھی کہ رابطہ صرف اشد ضرورت کے تحت ہی کیا جائے۔

صفدر ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو اس نے سیٹ اٹھا کر سکرین پر نمبر دیکھے تو عمران کے نمبر فلیش کر رہے تھے۔ اس نے اوکے کا بٹن پریس کرنے کے بعد موبائل فون کان سے لگا لیا۔

''جان مائیکل سپیکنگ''...... صفدر نے ایکریمی لہجے میں کہا گیا۔

''فلم ڈائریکٹر کینڈی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بھی ایکریمین لہجے میں کہا گیا۔ عمران نے صفدر کو یہی نام بتایا تھا کہ جب تک وہ جان مائیکل کے میک اپ میں رہے گا عمران اس سے اسی نام سے بات کرے گا۔

''یس سر۔ کیسے ہیں آپ۔ موسم کیسا ہے''...... صفدر نے بدستور ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہاں کا موسم بہت اچھا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ اسرائیل پہنچ چکے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ میں اس وقت رائل ہوٹل میں آرام کر رہا ہوں''۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اسرائیلی ٹیلی ویژن کے لئے آپ کی ریکارڈنگ کل سے ہو گی''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ ریکارڈنگ کل سے ہو گی۔ میں کچھ دیر آرام کر کے سیر کے لئے جانا چاہتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''سیر کرنا بہت اچھی بات ہے۔ اچھا یہ بتائیں کہ اس ریکارڈنگ کے لئے ایکریمیا سے جو دوسرے اداکار اسرائیل پہنچے تھے کیا وہ پہنچ

چکے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا ابھی ان سے رابطہ نہیں ہوا۔ میں ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے۔ آپ اپنا کام بروقت مکمل کریں تا کہ یہاں آپ کا شوٹنگ شیڈول متاثر نہ ہو۔ میں دوبارہ بھی آپ کو فون کروں گا''۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے اسے کوڈ ورڈ میں بتایا تھا کہ وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں سے رابطہ کرے اور عمران جلد ہی اس سے دوبارہ رابطہ کر کے اسے آئندہ کا لائحہ عمل بتائے گا۔

صفدر نے موبائل فون میز پر رکھا اور ٹیلی فون پر روم سروس کو کافی لانے کے لئے کہا تو کچھ دیر بعد ویٹر کافی لے آیا۔ اس نے کافی کے برتن میز پر رکھے اور واپس جانے کے لئے مڑا۔

''سنو''...... صفدر نے ویٹر سے کہا تو وہ رک گیا اور اس نے مڑ کر صفدر کی طرف دیکھا۔

''یہ خالی بوتل لے جاؤ اور بلیک ہارس کی ایک بوتل اور لے آؤ''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے سر''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے شراب کی خالی بوتل اٹھائی اور واپس چلا گیا جبکہ صفدر کافی پینے لگا۔ اس دوران ویٹر اسے بلیک ہارس کی ایک بوتل اور دے گیا۔

کافی پینے کے بعد صفدر نے وہ بوتل بھی اٹھا کر واش روم میں

خالی کر دی۔ واش روم سے واپس آ کر اس نے میز سے اپنا موبائل فون اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا لیکن جلد ہی نو رسپانس کا میسج آ گیا۔ اس نے تین چار مرتبہ کوشش کی لیکن ہر بار یہی میسج آیا۔

''جولیا اور اس کے ساتھی کہیں مشکل میں نہ پھنس گئے ہوں''...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور موبائل فون میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ سوچوں میں کھو گیا۔ اس بار عمران نے اسرائیل میں داخل ہونے کا بالکل منفرد انداز اپنایا تھا۔ وہ اور عمران تو محفوظ طریقے سے اسرائیل پہنچ چکے تھے۔ اسے یقین تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی بھی محفوظ طریقے سے اسرائیل پہنچ چکے ہوں گے۔

کرنل ڈیوڈ اور اس کی جی پی فائیو پاگلوں کی طرح انہیں تلاش کر رہی ہو گی۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ اس بار ایک نئی ایجنسی جی پی نائن بھی ان کے خلاف سرگرم عمل ہو گی اور ان دونوں ایجنسیوں کو اسرائیل کے دیگر اداروں کا تعاون بھی حاصل ہو گا۔ ان سب باتوں کے باوجود بھی وہ بہت آرام سے اسرائیل میں داخل ہو گئے تھے اور یہ سب عمران کی اعلیٰ ذہانت کا نتیجہ تھا۔

صفدر کو یقین تھا کہ جب کرنل ڈیوڈ کو اتنے محفوظ طریقے سے ان کی اسرائیل آمد کا پتہ چلے گا تو وہ یقیناً اپنا سر پیٹ لے گا۔ کرنل ڈیوڈ کے بارے میں سوچ کر صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گی۔ اسے ان سوچوں میں گم ہوئے نجانے کتنی دیر گزر گئی۔

اس کی سوچوں کا سلسلہ دروازے پر ہونے والی دستک نے توڑا۔ غالباً دوسری یا تیسری دستک پر وہ چونکا تھا۔

''کون ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''سر۔ میں ہوں مارگریٹ''...... باہر سے مارگریٹ کی آواز سنائی دی۔

''یہ اب کیوں آئی ہے''...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے دروازہ کھول دیا کیونکہ ویٹر کے جانے کے بعد اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔

''کیا بات ہے''...... صفدر نے دروازہ کھول کر سخت لہجے میں کہا تو مارگریٹ کے پیچھے دو اور آدمی بھی تھے۔ انہوں نے صفدر کو اندر دھکیلا اور پھر ان دونوں نے مشین پسٹل صفدر کی کنپٹی سے لگا دیئے۔ وہ تینوں اندر آ گئے اور مارگریٹ نے اندر سے دروازہ بند کر دیا۔

''مارگریٹ۔ یہ کیا بدتمیزی ہے''...... صفدر نے بدستور سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بدتمیزی نہیں ہے یہ فرض شناسی ہے جان مائیکل''۔ مارگریٹ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''فرض شناسی۔ میں سمجھا نہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں سمجھائیں گے''...... مارگریٹ

کے ساتھ آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

''میں تمہارے ساتھ چلوں۔ لیکن کہاں اور کیوں''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جہاں ہم لے چلیں وہاں اور کیوں کا جواب ہم تمہیں وہیں دیں گے''...... اس آدمی نے کہا۔

''میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ میں اسرائیلی ٹیلی ویژن کے مینجنگ ڈائریکٹر سے بات کرتا ہوں کہ وہ اسرائیل کے صدر صاحب کو بتائیں کہ ایکریمی سٹارز کی یہاں یہ عزت افزائی ہو رہی ہے''۔ صفدر نے ترش لہجے میں کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے اپنے موبائل فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن اسی لمحے دوسرے آدمی نے صفدر کو زور سے دھکا دیا تو وہ لڑکھڑا گیا۔ ان دونوں کو ایسا محسوس ہوا جیسے صفدر فرش پر گر رہا ہو لیکن لڑکھڑاتے ہی وہ کسی سپرنگ کی مانند اچھلا اور ان دونوں آدمیوں کے سینوں میں اس کی زوردار ٹانگیں لگیں۔ وہ اچھلے اور صوفے سے ٹکراتے ہوئے صوفے کی پیچھے جا گرے۔

مارگریٹ کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے مارگریٹ کی کنپٹی پر مکا مار۔ اس کے لئے صفدر کا ایک مکا ہی کافی تھا۔ وہ لہرائی اور بے ہوش کر فرش پر گرتی چلی گئی۔ اسی لمحے فائر کا دھماکہ ہوا۔ صفدر ان دونوں کی طرف سے غافل نہیں تھا۔ اسے ان دونوں کی جانب سے اس قسم کی حرکت کی توقع پہلے سے تھی لہٰذا وہ ہوشیار تھا۔ گولی اس کے کان کے قریب سے گزرتی چلی

گئی اور پھر ایک سیکنڈ سے کم عرصے میں اس نے شراب کی خالی بوتل اٹھائی اور وہ دونوں جو اب اٹھ رہے تھے بوتل ان میں سے ایک کے ماتھے پر جا لگی اور اٹھتے اٹھتے وہ دوبارہ گر گیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا۔ دوسرے شخص نے اٹھتے ہی ایک اور فائر صفدر پر کر دیا۔ صفدر نے جھکائی دی اور گولی اسے چھوئے بغیر دیوار میں جا لگی۔ مزید فائر کرنے کا اسے موقع ہی نہ ملا کیونکہ صفدر اچھل کر اس کے قریب پہنچ گیا تھا اور اس کے بوٹ کی نوک اس آدمی کی کنپٹی پر لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے بھی اندھیرا پھیل گیا اور مشین پسٹل اس کے قریب ہی گر گیا مگر صفدر نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مشین پسٹل اٹھا لیا۔ صفدر نے ان دونوں کو کوئی موقع دینا مناسب نہ سمجھا تھا اور اس نے ایک ایک فائر ان دونوں کے سینوں پر کر دیا جس سے وہ دونوں تڑپنے لگے۔

یہ تمام کارروائی محض چند سیکنڈ میں ہو گئی تھی اور ان کے انداز نے صفدر کو بتا دیا تھا کہ یہ لوگ لڑائی بھڑائی کے ماہر نہیں تھے۔ فائرنگ کی آواز سن کر ابھی تک کوئی بھی کمرے میں نہیں آیا تھا کیونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ صفدر نے ان دونوں کا جائزہ لیا اور پھر ان دونوں کی ٹائیاں اتار کر انہیں جوڑا اور مارگریٹ کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

ایک طرف میز پر منرل واٹر کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ صفدر نے وہ بوتل اٹھا کر کھولی اور پانی مارگریٹ کے منہ پر ڈالنے لگا۔ چند

لمحوں بعد مارگریٹ کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو صفدر نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ پھر صفدر نے اسے بالوں سے پکڑا اور صوفے پر پھینک دیا۔

''تم اپنے دونوں ساتھیوں کو دیکھ لو جو اب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو مارگریٹ نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اگر تم نے میرے سوالوں کے صحیح جواب نہ دیئے تو تمہارا انجام ان سے زیادہ برا ہو گا۔ انہیں تو میں نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے تمہیں خنجر سے ہلاک کروں گا اور تمہاری بوٹی بوٹی کر دوں گا''...... صفدر نے ایک بار پھر غراتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں''...... مارگریٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ بس میں ذرا تمہاری ایک آنکھ نکال لوں''...... صفدر نے سفاکانہ لہجے میں اور پھر اس نے خنجر نکالا اور مارگریٹ کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

''ٹھہرو۔ تم تو بہت ہی سنگدل لگ رہے ہو جو مجھ جیسی خوبصورت لڑکی کو بھی اندھا کرنے لگے ہو''...... مارگریٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں بولو تم کون ہو اور یہ دونوں کون ہیں اور تم انہیں میرے

کمرے میں اس طرح کیوں لے کر آئی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''ہمارا تعلق پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے یا ڈاکہ ڈالا ہے جو تم میرے پیچھے آئے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''ہم ہیں تو پولیس ڈیپارٹمنٹ سے لیکن ان دنوں ہم جی پی نائن کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس ہوٹل کے تمام کمروں میں جی پی نائن نے خفیہ کیمرے لگائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ہم ہر مہمان کو چیک کر لیتے ہیں''...... مارگریٹ نے کہا۔

''مجھے تم نے کیسے چیک کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''میں پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہوں لیکن میں وی آئی پی شخصیات کے ساتھ بھی وقت گزارتی ہوں۔ جان مائیکل کے ساتھ میں نے وقت گزارا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ بلیک ہارس اور عورت تو اس کی ساری تھکاوٹ دور کر دیتے ہیں جبکہ تم نے مجھے جانے کا کہہ دیا جس کی وجہ سے میں بہت حیران ہوئی اور میں نے یہی وجہ جاننے کے لئے تمہارے کمرے کو خصوصی طور پر مانیٹر کرنا شروع کر دیا۔ جب تم نے شراب کی بوتل واش روم میں انڈیلی تو مجھے بہت حیرت ہوئی کیونکہ جان مائیکل تو شراب کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں کرتا تھا''...... مارگریٹ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا مگر صفدر خاموش رہا۔

''جی پی نائن کی وجہ سے ہمیں یہاں ایک سپیشل کمرہ ملا ہوا ہے۔ یہاں پرائیویٹ افراد نہیں آتے اس لئے جی پی نائن نے

اپنی ایجنسی کے آدمی یہاں مقرر نہیں کئے کیونکہ یہاں کی مانیٹرنگ صرف رسمی کارروائی ہوتی ہے یا پھر حکومت اپنے جس مہمان کی ویڈیو بنانا چاہے تو اس کی بنا لی جاتی ہے۔ یہاں صرف حکومتی افراد یا حکومتی مہمان ہی ٹھہرائے جاتے ہیں''...... مارگریٹ نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں کہہ رہی تھی کہ جب تم نے شراب ضائع کر دی تو مجھے بہت زیادہ حیرت ہوئی اور میں بہت توجہ سے اپنے کمپیوٹر پر تمہاری حرکات کو دیکھنے لگی اور پھر ریکارڈنگ کرنے لگی۔ تم نے فون پر ایک ایکریمی ڈائریکٹر سے بات بھی کی تھی''...... مارگریٹ نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے مجھے مشکوک کیوں سمجھا اور اپنے ساتھی لے کر یہاں کیوں آ گئیں''...... صفدر نے اس سے پوچھا۔

''تمہاری بڑبڑاہٹ کی وجہ سے۔ یہاں لگے ہوئے مائیک اتنے حساس ہیں کہ چیونٹی کے چلنے کی آواز کو بھی کمپیوٹر پر ریکارڈ کرا دیتے ہیں اور ہم وہ آواز بھی سن لیتے ہیں۔ تمہاری بڑبڑاہٹ کسی اجنبی زبان میں تھی۔ میں نے اپنے ایک ساتھی کو تمہاری بڑبڑاہٹ سنائی تو اس نے بتایا کہ تم نے بڑبڑاتے ہوئے پاکیشیائی زبان استعمال کی ہے جس پر ہم چونک پڑے کیونکہ میجر شمعون نے ہم سے کہا تھا کہ ہم ہوشیار رہیں اور کسی مشکوک ایشیائی کے بارے میں ہمیں خبر مل جائے تو ہم اسے اطلاع کر دیں۔ سو میں نے اور میرے ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ پہلے تمہیں چیک کر لیا جائے اور پھر میجر شمعون کو اطلاع دی جائے''...... مارگریٹ نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گئی جبکہ صفدر کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

''کیا اب بھی اس کمرے کی ریکارڈنگ ہو رہی ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہاں آتے ہوئے میں اس کمرے کی ریکارڈنگ آف کر آئی تھی''...... مارگریٹ نے کہا۔

''یہ میجر شمعون تو کرنل ڈیوڈ سے بھی بڑھ کر احمق ہے''۔ صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم نے کرنل ڈیوڈ کو احمق کہا۔ اگر اسے پتہ چل گیا تو تم اذیت ناک موت مارے جاؤ گے''...... مارگریٹ نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا تو صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یہ حماقت ہی تو ہے کہ میجر شمعون نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے عام سے پولیس ملازمین کی ڈیوٹیاں لگائی ہوئی ہیں''...... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں نے بتایا ہے کہ اس ہوٹل میں صرف حکومتی ارکان یا ان کے مہمان ہی ٹھہرائے جاتے ہیں۔ عام لوگ تو اس ہوٹل میں ٹھہر ہی نہیں سکتے''...... مارگریٹ نے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ کسی حکومتی مہمان کے میک اپ میں بھی تو آ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

"جیسے تم آ گئے ہو"...... مارگریٹ نے جلدی سے کہا۔

"ہاں۔ جیسے میں آ گیا ہوں"...... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی صفدر کی بات ختم ہوئی کمرے میں ایک دھماکہ ہوا اور انتہائی تیز بو پھیل گئی۔ صفدر نے خود کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا جبکہ وہ دو افراد جنہیں صفدر نے گولیاں ماری تھیں وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے قہقہہ لگایا اور پھر ایک نے آگے بڑھ کر مارگریٹ کے ہاتھ کھول دیئے۔ مارگریٹ بھی مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نانسنس۔ میجر شمعون کو احمق کہہ رہا تھا"...... مارگریٹ نے صفدر کو پاؤں کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں ایک بار پھر قہقہے لگانے لگے۔

کرنل ڈیوڈ کا غصہ عروج پر پہنچا ہوا تھا کیونکہ ابھی تک کسی بھی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی بھی رپورٹ نہیں آئی تھی۔ ایکریمیا سے بلیکی کا بھی فون نہیں آیا تھا جس نے ایکریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیا کو دیکھا تھا۔

"یہ سب نکمے لوگ ہیں۔ ان کی وجہ سے میں صدر صاحب کے سامنے شرمندہ ہوتا ہوں۔ مفت کی تنخواہیں لے رہے ہیں یہ سب۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ"...... کرنل ڈیوڈ نے رعب دار آواز

میں کہا۔

''سر۔ ایکریمیا سے بلیکی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیکی کی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ کے غصے میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''نانسنس۔ تم نے ڈائریکٹ مجھے کیوں فون کیا ہے۔ تم نے بلیک مین کو فون کرنا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سر۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو رپورٹ کروں''...... دوسری طرف سے بلیکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ رپورٹ دو۔ کیا رپورٹ دینی ہے۔ نانسنس۔ تمہید باندھنا شروع کر دیتے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ جولیا یکدم غائب ہو گئی ہے اور ہزار کوشش کے باوجود دوبارہ نظر نہیں آئی''...... بلیکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے گرجتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایکریمیا سے نکل گئی ہے''...... بلیکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم فوراً اسرائیل آ جاؤ۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔ سمجھے تم''...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل

پر پٹخ دیا۔

''نانسنس۔ کتنے آرام سے اپنی ناکامی کی رپورٹ دے رہا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دوبارہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی مخصوص کرخت آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اوکلے بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اوکلے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ اوکلے۔ ہاں کہو کیا بات ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے نرم لہجے میں کہا۔

''سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہونے کے شبہ میں تین افراد جی پی نائن کے ہیڈکوارٹر میں لائے گئے ہیں جن میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں''...... دوسری طرف سے اوکلے نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ نیوز۔ تھینک یو اوکلے''...... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ایک مرتبہ پھر اوکلے کا شکریہ ادا کیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر دیا۔ دوبارہ ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کئے اور پھر جلد ہی رابطہ مل گیا۔

''ہیلو۔ کوفر بلیک سپیکنگ''...... دوسری طرف سے لیک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ یس سر۔ حکم سر‘‘...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم ہی مؤدبانہ ہو گیا۔

’’کوفر بلیک۔ جی پی نائن کے ہیڈکوارٹر سے تین افراد کو اغوا کرنا ہے لیکن اس طرح کہ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ یہ کام تم نے کیا ہے‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

کوفر بلیک انڈر ورلڈ کا ڈان تھا اور ہر طرح کی مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث رہتا تھا۔ وہ کرنل ڈیوڈ کا خاص آدمی تھا لیکن اس بات کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ انڈر ورلڈ میں کوفر بلیک کی دہشت تھی اور وہ انتہائی ظالم، سنگدل اور عیار انسان تھا۔ لیکن اس میں ایک خوبی بھی تھی اور وہ یہ کہ وہ انتہائی محبِّ وطن تھا۔ وہ جتنے بھی جرائم کرتا ان میں ملکی مفاد کو ضرب نہیں لگتی تھی اور اس بات کی تاکید اسے کرنل ڈیوڈ نے بھی کی ہوئی تھی۔

’’سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں کوفر بلیک اپنا سر بھی کٹوا سکتا ہے‘‘...... دوسری طرف سے کوفر بلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’سنو۔ تم نے ابھی اور اسی وقت یہ کام کرنا ہے۔ یہ تین افراد جی پی نائن کے ہیڈکوارٹر میں مجرموں کی طرح قید ہیں کیونکہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’اوکے سر۔ میں ابھی اپنے آدمیوں کے ساتھ جی پی نائن کے

ہیڈکوارٹر جاتا ہوں‘‘...... کوفر بلیک نے کہا۔

’’یہ پاکیشیائی ایجنٹ جی پی نائن کے ہیڈکوارٹر کے ڈارک روم میں ہوں گے۔ اور ہاں۔ تم نے ان سے ہوشیار رہنا ہے۔ یہ بہت خطرناک لوگ ہیں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’سر۔ آپ مجھے جانتے تو ہیں۔ میرے سامنے تو آسیب نہیں ٹھہر سکتے یہ بچارے انسانوں کی کیا اوقات ہے‘‘...... کوفر بلیک نے متکبرانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’میں نے یہ بات ایسے ہی نہیں کہہ دی۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ میں تمہیں ان سے ہوشیار رہنے کی تاکید کر رہا ہوں‘‘۔ کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

’’یس سر۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آپ تو واقعی بلاوجہ کوئی بات نہیں کہتے۔ سر۔ میں ان سے ہوشیار رہوں گا‘‘...... کوفر بلیک نے فوراً ہی خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

’’تم ان افراد کو جن میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں اغوا کر کے اپنی نیلی کوٹھی لے جانا۔ جب تم نیلی کوٹھی پہنچ جاؤ تو پھر مجھے فون کر دینا میں تمہاری نیلی کوٹھی پر پہنچ جاؤں گا‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے بات سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

’’یس۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص

لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''اوہ نو۔ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے بے یقینی کے عالم میں کہا اور رسیور بلا ارادہ اس نے کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی کی وجہ سے باہر نکلنے کو ہو رہی تھیں۔

بگ مین نے ٹریگر دبایا تو ایک زور دار دھماکہ ہوا لیکن گولی ان تینوں میں سے کسی کو نہ لگ سکی کیونکہ ٹریگر دباتے ہی وہ خود بھی لہرا گیا تھا اور اس کے لہرانے سے ریوالور کا رخ تبدیل ہو گیا تھا۔ صرف بگ مین ہی لہرا کر فرش پر نہیں گرا تھا بلکہ کیپٹن میلکم اور میجر شمعون بھی لہرا کر فرش پر گر پڑے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔

ان تینوں کے ساتھ ساتھ جولیا، تنویر اور خاور بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان کے بے ہوش ہونے کے چند لمحوں بعد ڈارک روم کا دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے کرسیوں میں جکڑے ہوئے تنویر، خاور اور جولیا کو کرسیوں سے الگ کیا اور انہیں اٹھا کر باہر لے آئے۔ باہر بھی کئی افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

اس عمارت میں ایک طرف اسٹیشن ویگن موجود تھی۔ ان افراد

نے جولیا، تنویر اور خاور کو اسٹیشن ویگن میں ڈال دیا۔ اسی لمحے دو افراد اور بھی ان کے قریب آ گئے۔ اسٹیشن ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک شخص موجود تھا۔ وہ سب بھی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی اسٹیشن ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور عمارت کے بیرونی دروازے کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رکی تو اسٹیشن ویگن سے ایک آدمی نیچے اترا اور اس نے بیرونی گیٹ کھول دیا۔ اسٹیشن ویگن گیٹ سے باہر نکلی تو اس شخص نے گیٹ بند کیا اور دوبارہ اسٹیشن ویگن میں سوار ہو گیا۔

جیسے ہی وہ شخص اسٹیشن ویگن میں سوار ہوا تو اسٹیشن ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ ویگن کے شیشے بلیک کلر کے تھے اس لئے باہر سے وین کے اندر نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ اسٹیشن ویگن تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور اسٹیشن ویگن بری طرح لہرائی۔ ڈرائیور نے ویگن کو قابو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن پھر بھی ویگن فٹ پاتھ پر چڑھ گئی اور ایک کوٹھی کی باؤنڈری وال سے جا ٹکرائی۔ گو کہ ٹکر بھی شدید تھی اور وہ سب بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے لیکن انہوں نے سنبھلنے میں دیر نہ لگائی۔ سوائے ڈرائیور کے باقی سب نے اسلحہ سنبھالا اور اسٹیشن ویگن سے نیچے کھسک گئے۔

ڈرائیور اسلحہ اٹھانے یا سنبھلنے کے قابل نہیں رہا تھا کیونکہ فرنٹ ونڈ سکرین ٹوٹ کر اس کے چہرے، گردن اور سینے میں لگی تھی جس

سے وہ شدید زخمی ہو کر بے ہوش ہو گیا تھا اور اب آخری سانسیں لے رہا تھا۔ دیگر افراد بھی زخمی ہوئے تھے لیکن ان کے زخم زیادہ گہرے نہیں تھے۔

انہوں نے نیچے اتر کر چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن انہیں کوئی بھی ذی روح نظر نہ آیا۔ چاروں طرف اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد انہوں نے اسٹیشن ویگن کے ٹائروں کی طرف دیکھا تو اگلا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ حادثہ پیش آیا تھا۔

''باس۔ اب کیا کریں۔ یہاں تو ابھی ایمبولینس اور پولیس پہنچ جائے گی''...... ایک آدمی نے دوسرے سے کہا۔

''کوفر بلیک کے ہوتے ہوئے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم رابرٹ کو اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں ڈال دو اور ٹائر تبدیل کرو''...... باس نے کہا جو کہ کوفر بلیک تھا۔ اس کا حکم سنتے ہی فوراً دو آدمی اسٹیشن ویگن کے اندر گئے اور انہوں نے ڈرائیور کو اٹھا کر ویگن کے پچھلے حصے میں ڈال دیا۔ ڈرائیور کی سانسیں اب بند ہو چکی تھیں۔ اسی دوران انہیں سائرن کی آواز بھی سنائی دینے لگی اور پھر جلد ہی دو گاڑیاں جن میں سے ایک ایمبولینس اور دوسری پولیس کی گاڑی تھی ان کے قریب پہنچ کر رک گئیں۔

''سر۔ آپ کو مدد کی ضرورت ہے''...... ایک پولیس آفیسر نے گاڑی سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

''ہماری ویگن کا ٹائر برسٹ ہو گیا ہے لیکن ہم سب او کے

ہیں۔ تھینک یو''...... کوفر بلیک نے پولیس آفیسر سے کہا تو پولیس آفیسر نے اسٹیشن ویگن کے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔

''میں سپیشل ایجنسی کا آفیسر ہوں۔ آپ کو ہمارے معاملات میں دخل اندازی سے باز رہنا چاہئے''...... کوفر بلیک نے پولیس آفیسر کو اسٹیشن ویگن کے اندر جھانکنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے خشک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایک کارڈ بھی نکال کر دکھا دیا۔

''سوری سر''...... پولیس آفیسر نے معذرت کرتے ہوئے کہا اور پھر واپس اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

''سر۔ آپ زخمی ہیں۔ آپ ڈریسنگ تو کرا لیں''...... ایمبولینس سے ایک ڈاکٹر نے نیچے اتر کر کہا جبکہ پولیس کی گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔

''یہ زخم نہیں ہیں بلکہ معمولی سی خراشیں ہیں۔ شکریہ''...... کوفر بلیک نے کہا۔

''سر۔ آپ انجکشن تو لگوا لیں۔ معمولی چوٹ لگنے کی صورت میں بھی انجکشن ضرور لگوا لینا چاہئے''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''ہمارے محکمے کا جو ڈاکٹر ہے وہ آپ سے زیادہ قابل ہے۔ ہم اس سے انجکشن لگوا لیں گے۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں''۔ کوفر بلیک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''او کے سر۔ جیسے آپ کی مرضی''...... ڈاکٹر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور واپس ایمبولینس میں بیٹھ گیا اور اگلے ہی لمحے

ایمبولینس آگے بڑھ گئی۔

''ابھی تک تم سے ایک ٹائر تبدیل نہیں ہوا۔ نانسنس''...... کوفر بلیک نے غراتے ہوئے اپنے آدمیوں سے کہا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے ہاتھ چلانے لگے۔ چند منٹوں میں ہی انہوں نے ٹائر بدل دیا۔ پھر جیسے ہی وہ اسٹیشن ویگن کے دروازے پر پہنچے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور وہ سب لٹو کی مانند گھومتے ہوئے فٹ پاتھ پر گر گئے۔

''جلدی کرو تنویر۔ نکل چلو یہاں سے''...... جولیا کی آواز سنائی دی تو اسی لمحے اسٹیشن ویگن کا انجن سٹارٹ ہوا اور ویگن ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹی اور پھر اگلے ہی لمحے وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔

اسٹیشن ویگن کی رفتار خطرناک حد تک تیز تھی لیکن شاید اس پر کوئی مخصوص نشان بھی بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے اگلے چوک پر موجود ٹریفک کانسٹیبل نے انہیں روکنے کی کوشش نہ کی۔

''اسٹیشن ویگن میں تو میک اپ باکس بھی موجود ہے''...... خاور نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید میک اپ باکس موجود تھا۔

''اسلحہ اور میک اپ باکس سنبھال لو۔ ہم نے جلد ہی اس ویگن کو چھوڑنا ہے''...... جولیا نے کہا تو سب نے ایک ایک ریوالور سنبھال لیا جبکہ مشین پسٹل ان کے پاس پہلے سے موجود تھے۔ کچھ

دور جانے کے بعد تنویر کو سائیڈ میں ایک گلی نظر آئی۔

''میں گلی کے قریب ہی اسٹیشن ویگن روکنے لگا ہوں۔ ہم نے اس گلی میں داخل ہو کر کسی گھر میں گھسنا ہے۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے اسٹیشن ویگن روک دی کیونکہ وہ گلی کے قریب پہنچ چکے تھے۔ تنویر، جولیا اور خاور جلدی سے نیچے اترے اور گلی میں داخل ہو گئے۔ گلی میں کوئی بھی نہیں تھا اور اس گلی سے ایک اور گلی بھی نکلتی نظر آ رہی تھی۔ وہ سب اس دوسری گلی میں اور پھر تیسری گلی میں داخل ہو گئے۔ اس گلی میں انہیں ایک دروازے پر تالا لگا ہوا دکھائی دیا تو ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر تینوں نے گلی میں آگے پیچھے دیکھا اور اس کے بعد وہ تینوں دروازے پر چڑھ کر مکان کے اندر داخل ہو گئے۔

''ہم نے یہاں کا مقامی میک اپ کر کے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے''...... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں کمروں کی طرف بڑھے۔ کمروں کو تالے لگے ہوئے تھے لیکن یہ تالے کھولنا ان کے لئے مشکل کام نہیں تھا۔ انہیں اس گھر سے اپنے ناپ کے لباس بھی مل گئے تھے اور پھر انہوں نے جلد ہی مقامی میک اپ کر لیا۔

''یہاں سے کچھ فاصلے پر ٹیکسی اسٹینڈ ہے۔ ہم نے الگ الگ یروشلم کالونی پہنچنا ہے۔ یروشلم کالونی کے پہلے چوک میں ہم نے

اکٹھے ہونا ہے اور پھر اس کالونی کی کسی کوٹھی پر قبضہ کرنے کے بعد آئندہ کے بارے میں لائحہ عمل تیار کرنا ہے''...... جولیا نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''او کے۔ اب ہمیں اس نئے میک اپ کے مطابق اپنے نئے نام بھی رکھ لینے چاہئیں''...... خاور نے کہا۔

''میرا نام مارتھا ہے۔ تنویر رابرٹ اور تم فریک ہو''...... جولیا نے فوراً ہی نام تجویز کرتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے کمروں کو دوبارہ تالے لگائے اور وہ ایک ایک کر کے ٹیکسی اسٹینڈ پہنچے اور الگ الگ یروشلم کالونی پہنچ گئے۔ پہلے جولیا پہنچی تھی۔ وہ ایک کولڈ ڈرنک شاپ پر کھڑی ہو کر کولڈ ڈرنک پینے لگی۔ چند لمحوں بعد خاور اور تنویر بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے آئی کوڈ میں ایک دوسرے سے بات کی اور پھر خاور اور تنویر کالونی کی ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ یہ کالونی جدید اور بڑی کوٹھیوں پر مشتمل تھی۔ تنویر اور خاور گلی میں داخل ہوئے تو چند لمحوں بعد جولیا بھی اس گلی میں آ گئی۔ انہوں نے گلی کے دونوں طرف دیکھا تو گلی سنسان تھی۔ شام ہو چکی تھی اور گلی کی سٹریٹ لائٹس آن کر دی گئی تھیں۔

''یہ کوٹھی مناسب رہے گی''...... جولیا نے ایک کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو تنویر اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے جبکہ جولیا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا

اور ایک مسلح اور فوج کی وردی میں ملبوس آدمی باہر نکل آیا۔

''جی فرمائیے''...... گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

''مجھے تمہارے صاحب سے ملنا ہے۔ میری ان سے ڈیٹ فکس ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مس۔ آپ تو بہت جلد آ گئی ہیں۔ سینما کا دوسرا شو تو رات بارہ بجے ختم ہوتا ہے۔ صاحب تو بارہ بجے کے بعد آئیں گے''۔ گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ میں تو دوسرے شہر سے آئی ہوں۔ میں اب کہاں جاؤں۔ ہماری ڈیٹ بھی فون پر فکس ہوئی تھی''...... جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

''آپ چاہیں تو صاحب کا انتظار کر سکتی ہیں۔ میں آپ کو ڈرائینگ روم میں بٹھا دیتا ہوں''...... گارڈ نے کہا۔

''گھر میں صاحب کی بیگم وغیرہ تو نہیں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اگر صاحب کی بیگم گھر پر ہوتیں تو کیا وہ آپ کو ڈیٹ پر بلاتے''...... گارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم مجھے ڈرائینگ روم میں بٹھا دو۔ میں ان کے آنے کا انتظار کرتی ہوں''...... جولیا نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔ گارڈ بھی مڑا اور جیسے ہی وہ مڑا اس کی کنپٹی پر ایک دھماکہ ہوا اور وہ لہرا گیا۔ یہ دھماکہ تنویر کے مکے کا تھا جو غیر محسوس طریقے سے گیٹ کے

قریب پہنچ چکا تھا اور پھر جیسے ہی گارڈ مڑا تھا تنویر نے اس کی کنپٹی پر مکا جڑ دیا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی خاور اور تنویر نے اسے کیبن میں لٹایا اور پھر گیٹ اندر سے بند کر دیا۔

''کوٹھی کی تلاشی لو۔ شاید کوٹھی میں اور کوئی نہیں ہے''...... جولیا نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ مختلف کمروں کی تلاشی لینے لگے اور پھر کچھ دیر بعد واپس آ گئے۔

''پوری کوٹھی خالی ہے مس جولیا''...... خاور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے اندر لے چلو۔ اس سے کوٹھی اور اس کے مالک کے بارے میں پوچھتے ہیں''...... جولیا نے تنویر سے کہا تو تنویر نے گارڈ کو اٹھایا اور پھر اسے ایک کمرے میں لے آئے۔ کمرے میں آ کر اس نے گارڈ کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے اور پھر تنویر نے اس کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر اسے ہوش آ گیا۔

ہوش میں آتے ہی گارڈ نے اٹھنے کی کوشش کی تو تنویر نے اس کے گھٹنے پر زوردار لات ماری اور وہ درد سے بلبلا اٹھا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ چونکہ فرش پر کوئی قالین وغیرہ نہیں تھا اس لئے اسے ناک پر چوٹ لگی اور اس کی ناک سے خون بہنے لگا جبکہ اس دوران خاور کچن سے چھری اور نمک پاٹ اٹھا لایا تھا۔

"اس کا منہ بند کرو۔ میں اسے زخم لگا کر اس کے زخموں پر نمک چھڑکتا ہوں"...... خاور نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کمرے کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے فکر مت کرو۔ اس کی چیخیں اس کمرے سے باہر نہیں جائیں گی"...... جولیا نے سفاکانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میرا قصور کیا ہے۔ تم مجھ پر کیوں تشدد کرنا چاہتے ہو"۔ بندھے ہوئے گارڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم فوجی وردی میں کیوں ہو"...... خاور نے اس سے پوچھا۔

"ایک فوجی کو وردی میں ہی ہونا چاہئے"...... گارڈ نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم فوجی ہو تو یہاں کیا کر رہے ہو"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ جھک تو نہیں مار رہا"...... گارڈ نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو اس کے طنز پر تنویر کو غصہ آ گیا اور اس نے زور دار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔

"اب اگر طنزیہ لہجے میں بات کی تو یہ چھری گردن پر پھیر دوں گا۔ سمجھے"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور چھری اس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

"تم نے مجھ سے کہا تھا کہ صاحب سینما کے دوسرے شو کے

اختتام پر رات بارہ بجے کے بعد آئے گا جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ تمہارا صاحب سینما کا مالک یا سینما کا ملازم ہے"...... جولیا نے گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرا صاحب گلیکسی سینما کا اسسٹنٹ منیجر ہے"...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ سینما کا اسسٹنٹ منیجر ہے تو تمہارا صاحب کیسے ہو گیا۔ تم تو فوجی ہو"...... خاور نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ وہ سینما فوج کا ہے۔ اس کی تمام انتظامیہ فوجی ہے اور چونکہ وہ حساس سینما ہے اس لئے حکومت نے اس کے افسران کے گھروں پر بھی سیکورٹی انتظام کئے ہوئے ہیں"...... گارڈ نے انہیں بتایا تو وہ تینوں ہی چونک پڑے۔

"حساس سینما ہے۔ کیا مطلب ہے تمہارا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اب یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ میں تو حساس اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہاں سخت نگرانی ہوتی ہے اور آج کل تو یہ سختی اور بھی بڑھ گئی ہے"...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ ایک سینما کی اتنی سخت نگرانی کیوں ہو رہی ہے"۔ خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے کہا نا کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو چھوٹا سا فوجی ہوں۔ شاید افسروں کو معلوم ہو"...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تمہارے صاحب کا نام کیا ہے اور فوج میں اس کا عہدہ کیا ہے‘‘...... تنویر نے پوچھا۔

’’میرے صاحب کا نام میجر رالف ہے اور سینما منیجر کے طور پر جو کام کر رہے ہیں وہ میجر راڈک ہیں۔ میرے صاحب سے وہ سینئر ہیں‘‘...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’میرے خیال میں ہمیں باقی باتیں میجر رالف سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں‘‘...... جولیا نے تنویر اور خاور سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

’’اب یہ ہمارے کسی کام کا نہیں۔ کیوں نا اسے آف کر دیا جائے‘‘...... تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ارے۔ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا کہ آخر میرا قصور کیا ہے‘‘۔ گارڈ نے خوفزدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’دیکھو۔ اگر تم ہمیں سینما کے متعلق کوئی کام کی بات بتا دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے‘‘...... اس مرتبہ خاور نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

’’میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں کچھ بھی نہیں جانتا‘‘...... گارڈ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

’’اگر تمہیں کچھ معلوم نہیں ہے تو پھر تمہارے زندہ رہنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں‘‘...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے چھری اٹھا لی۔

جولیا نے گارڈ کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات کے سوا کچھ نہیں تھا اور پھر تنویر نے چھری والا ہاتھ بلند کر لیا۔

’’ٹھہرو‘‘...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ یکدم رک گیا۔

’’اس نے ابھی تک ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اس لئے اسے مارنا بے کار ہے۔ تم اسے ہاف آف کر دو‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’تھینک یو مس‘‘...... گارڈ نے جولیا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

’’باتیں بھی بناتے ہو‘‘...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے گارڈ نے کنپٹی پر ایک زور دار مکا مار دیا۔ دوسرے مکے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔ گارڈ ایک ہی مکا کھا کر بے ہوش ہو گیا تھا۔

’’ابھی تو آٹھ بجے ہیں اور میجر رالف کے آنے میں کافی وقت ہے‘‘...... جولیا نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

’’مس جولیا۔ مجھے تو بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ اس کوٹھی کے کچن کی تلاشی لیتے ہیں۔ امید ہے کچھ نہ کچھ کھانے کو مل ہی جائے گا‘‘...... خاور نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم کچن کی تلاشی لو اور کھانے پینے کی جو بھی چیز ملے اٹھا کر لے آؤ‘‘...... جولیا نے کہا تو خاور کمرے سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے کھانے کا کافی سامان اٹھایا

ہوا تھا۔

''مس جولیا۔ کیا آپ کے پاس موبائل فون ہے جو عمران صاحب نے آپ کو دیا تھا'' ...... خاور نے جولیا سے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ یقیناً جی پی نائن والوں نے نکال لیا ہوگا'' ...... جولیا نے کہا۔

''پھر ہم عمران اور صفدر سے رابطہ کیسے کریں گے'' ...... خاور نے پریشان لہجے میں کہا۔

''ان سے رابطہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم مشن مکمل کر کے پاکیشیا پہنچ جائیں گے تو چیف ان سے خود ہی رابطہ کر لے گا''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نجانے وہ کس حال میں ہوں گے۔ اسرائیل پہنچے بھی ہوں گے یا نہیں'' ...... خاور نے فکرمند لہجے میں کہا۔

''ارے۔ وہ کوئی دودھ پیتے بچے تو نہیں ہیں جو تم ان کے لئے پریشان ہو رہے ہو'' ......تنویر نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کہتے تو تم ٹھیک ہو۔ سارا اسرائیل مل کر بھی اکیلے عمران کا مقابلہ نہیں کرسکتا'' ...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انہی باتوں کے دوران انہوں نے کھانے پینے کی چیزیں ختم کر دیں اور ایک بار پھر باتوں میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً پونے بارہ بجے جولیا نے گھڑی دیکھی۔

''پونے بارہ بج چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں گیٹ کے

قریب کیبن میں چل کر بیٹھنا چاہئے'' ...... جولیا نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا'' ...... خاور نے کہا اور پھر وہ تینوں گیٹ کے قریب بنے ہوئے کیبن میں آ کر بیٹھ گئے۔ کیبن میں ایک کرسی اور ایک بنچ رکھا ہوا تھا۔ پھر تقریباً بارہ بج کر چالیس منٹ پر انہیں گیٹ کے سامنے ایک کار رکنے کی آواز سنائی دی تو وہ یکدم چوکنے ہو گئے۔ کار کے رکتے ہی ہارن بجا تو خاور نے جلدی سے اٹھ کر گیٹ کھولا اور خود گیٹ کے پیچھے ہو گیا۔ کار اندر داخل ہوئی اور آگے بڑھ گئی۔ چند فٹ آگے جا کر کار رک گئی۔ اس دوران تنویر اور جولیا غیرمحسوس انداز میں کار کے قریب پہنچ گئے۔ پھر جیسے ہی میجر رالف کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا ان دونوں نے اسے چھاپ لیا اور وہ آواز نکالے بغیر ہی بے ہوش ہو گیا۔

اس دوران خاور بھی کوٹھی کا مین گیٹ بند کر کے ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ تنویر نے میجر رالف کو کندھے پر اٹھایا اور اندر کمرے میں لے آیا۔ کمرے میں گارڈ ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ تنویر نے میجر رالف کو ایک صوفے پر پٹخ دیا اور پھر خود گارڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے گارڈ کی نبض چیک کی۔

''یہ ہوش میں آنے والا ہے'' ......تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اسے ہوش میں لانے کی ضرورت نہیں'' ...... جولیا نے کہا تو

تنویر نے آگے بڑھ کر گارڈ کی کنپٹی پر ایک اور مکا مار دیا جبکہ جولیا نے گارڈ کی نبض چیک کی۔

''اب یہ ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا''...... جولیا نے گارڈ کی نبض چیک کرتے ہوئے کہا۔

''ہم نے میجر رالف کو باندھنا ہے۔ تم ایک رسی بھی ڈھونڈو''۔

جولیا نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ جولیا گارڈ اور میجر رالف کی نگرانی کے لئے وہیں رک گئی تھی تاکہ اگر وہ ہوش میں آنے لگیں تو وہ انہیں ہوش میں آنے سے پہلے ہی بے ہوش کر دے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں واپس آ گئے۔ تنویر کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا رسی کا بنڈل تھا اور پھر ان دونوں نے مل کر میجر رالف کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ دیئے اور پھر پاؤں بھی رسی سے باندھ دیئے۔

''اب اسے ہوش میں لے آؤ''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر نے ایک زور دار تھپڑ بے ہوش میجر رالف کے منہ پر جڑ گیا جس سے میجر رالف کا منہ ہل کر رہ گیا۔ تنویر نے اسے دوسرا اور پھر تیسرا تھپڑ مار دیا۔ چوتھے تھپڑ پر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ تنویر نے ایک اور زور دار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔

''تھپڑ مار مار کر میرا منہ لال کر دیا ہے۔ تمہیں اور کوئی کام نہیں

ہے''...... میجر رالف نے درد کی شدت سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم میجر رالف ہو اور تم گلیکسی سینما کے اسسٹنٹ مینجر ہو۔ گلیکسی سینما جہاں حکومت کے ایک اہم پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے''۔ تنویر نے میجر رالف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب ٹھیک ہے لیکن تم لوگ کون ہو''...... میجر رالف نے کہا۔

''ہمارا تعلق جی پی فائیو سے ہے۔ چونکہ تم نے اس خفیہ پراجیکٹ کی تفصیلات دشمنوں کو فراہم کی ہیں اس لئے ہم تم سے تفتیش کرنے آئے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ کچھ دیر پہلے ہی میری کرنل ڈیوڈ سے ملاقات ہوئی ہے۔ اگر انہیں میرے بارے میں کوئی غلط اطلاع ملی ہوتی تو انہوں نے مجھے فوراً شوٹ کر دینا تھا''...... میجر رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کرنل صاحب سے تمہاری ملاقات کہاں ہوئی تھی''...... تنویر نے پوچھا۔

''گلیکسی سینما میں۔ وہ وہاں سیکورٹی کا جائزہ لینے کے لئے آئے ہوئے تھے''...... میجر رالف نے کہا۔

''تمہارے بارے میں ہم نے اب تک انہیں رپورٹ نہیں دی۔ ہم اپنا اطمینان کر لینے کے بعد انہیں رپورٹ پیش کریں گے تاکہ ہماری اطلاع اگر بوگس ہو تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہو''...... جولیا

نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر انہیں ایسی اطلاع دے دی جائے چاہے وہ بوگس ہی کیوں نہ ہو تو وہ متعلقہ آدمی کو فوراً گولی مار دیتے ہیں۔ مگر ہم چونکہ خود سرکاری ملازم ہیں اس لئے سرکاری ملازمین کا خیال رکھتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''شکریہ۔ آپ لوگوں نے میرا خیال رکھا۔ آپ یقین مانیں میں نے کسی بھی دشمن کو کوئی اطلاع نہیں دی اور میں کیا اطلاع دوں گا مجھے تو خود معلوم نہیں ہے کہ میجر راڈک کی کوٹھی میں کسی خفیہ پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ میجر راڈک نے اس بارے میں مجھے کبھی نہیں بتایا''...... میجر رالف نے کہا۔

''کیا واقعی تمہیں بالکل معلوم نہیں ہے''...... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ واقعی مجھے بالکل معلوم نہیں ہے۔ صرف اندازہ ہے کہ وہاں کسی سائنسی پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور ان دنوں حکومت نے گلیکسی سینما کی سیکورٹی ریڈ الرٹ کر دی ہے اور آج کرنل ڈیوڈ بتا رہے تھے کہ یہاں گلیکسی سینما میں پاکیشیائی ایجنٹ آ سکتے ہیں''۔ میجر رالف نے کہا تو ان تینوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اس کا مطلب تھا کہ قدرت نے ان کی مدد کی تھی اور انہیں صحیح مقام پر پہنچا دیا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہم باقی میٹنگ میجر راڈک سے کر لیں''۔ جولیا

نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میجر راڈک کی کوٹھی کا ایڈریس بتاؤ''...... تنویر نے میجر رالف سے پوچھا۔

''گلیکسی سینما کی حدود میں یہ کوٹھی ہے لیکن میجر راڈک تو اس وقت نہیں ملے گا''...... میجر رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں''...... تنویر نے پوچھا۔

''کرنل ڈیوڈ نے میجر راڈک کو سختی سے منع کر دیا ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے اپنی ملاقاتوں اور دیگر مصروفیات کو ترک کر دیں''۔ میجر رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تم سے تو مل سکتے ہیں نا''...... تنویر نے کہا۔

''جی ہاں۔ لیکن دن میں اس وقت تو وہ مجھ سے بھی نہیں ملیں گے''...... میجر رالف نے کہا۔

''ہم جس سے ملنا چاہیں اس سے با آسانی مل سکتے ہیں۔ ہمارا تعلق جی پی فائیو سے ہے۔ عام فوج سے نہیں ہے۔ سمجھے تم''۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا مگر میجر رالف نے کوئی جواب نہ دیا۔

''اسے بھی فی الحال ہاف آف کر دو''...... جولیا نے تنویر سے کہا تو اس نے فوراً ہی میجر رالف کی کنپٹی پر اپنا بھرپور مکا مار دیا اور دوسرے لمحے میجر رالف ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔

''اب کیا کرنا ہے مس جولیا''...... میجر رالف کے بے ہوش ہونے کے بعد خاور نے پوچھا۔

''تمہارا قد وقامت میجر رالف سے ملتا جلتا ہے۔ تم اس کا میک اپ کر لو اور اس کی وردی پہن لو جبکہ تنویر اس گارڈ کی صرف وردی پہن لے۔ ہم ابھی میجر راڈک کی کوٹھی پر چل رہے ہیں اور میرا دل کہتا ہے کہ ہم کامیابی کے قریب ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ میک اپ باکس تو پچھلے گھر میں رہ گیا ہے۔ ہمیں اندازہ ہوتا تو ہم میک اپ باکس ساتھ لے آتے۔ اب مارکیٹ جانا پڑے گا''...... تنویر نے کہا۔

''میک اپ باکس بے شک پچھلے گھر میں رہ گیا ہے لیکن میک اپ کا تمام سامان میں اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال کر لے آئی ہوں۔ ویسے یہ ہینڈ بیگ بھی مجھے پچھلے گھر سے مل گیا تھا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنا ہینڈ بیگ ان کی طرف بڑھا دیا۔

''ویری گڈ۔ یہ تو آپ نے بہت اچھا کیا ہے''...... تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ سیکرٹ ایجنٹ کو آئندہ پیش آنے والے حالات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ یہ سامان ہینڈ بیگ میں ڈالتے ہوئے میں نے سوچا تھا کہ اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اب آپ بھی عمران کی طرح پیشگی اقدامات کرنے لگی ہیں''۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ عمران ہم سے بہت آگے ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر کا منہ بن گیا۔

''اچھا تم جلدی سے میک اپ کر لو تاکہ ہم جلد از جلد روانہ ہو سکیں''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں میک اپ کرنے لگے۔

''مس جولیا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور قدرت نے ہمیں اتفاق سے صحیح جگہ پر پہنچا دیا ہے''۔ میک اپ کرنے کے دوران خاور نے کہا۔

''ایسے ہی اتفاقات پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور چونکہ اس وقت عمران لیڈر ہوتا تھا اس لئے کامیابی کا سارا کریڈٹ عمران کو چلا جاتا تھا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے تنویر۔ سارا زمانہ عمران کی صلاحیتوں کا معترف ہے۔ اگر عمران صاحب میں صلاحیتیں نہ ہوتیں تو چیف اس پر اتنا اعتماد نہ کرتا''...... خاور نے کہا۔

''تم تو ہر وقت اس کے گن گاتے رہتے ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا تو جولیا اور خاور مسکرانے لگے۔ پھر چند لمحوں بعد ان کے میک اپ مکمل ہو گئے۔ جولیا اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں بھی کمرے سے باہر آ گئے لیکن اب انہوں نے فوجی وردیاں پہن رکھی تھیں۔

وہ تینوں میجر رالف کی سرکاری گاڑی کے قریب آ گئے۔ تنویر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ خاور نے کوٹھی کا گیٹ کھولا اور گاڑی گیٹ سے باہر آنے کے بعد خاور نے

گیٹ دوبارہ بند کر دیا۔ اس کے بعد خاور گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور گاڑی آگے بڑھنے لگی۔ چونکہ وہ کئی بار یروشلم آ چکے تھے اس لئے یہاں کے راستے اور اہم مقامات کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتے تھے۔

تنویر نے گلیکسی سینما دیکھا ہوا تھا اس لئے گاڑی گلیکسی سینما کی طرف بڑھ رہی تھی۔ میجر رالف کی کوٹھی سے انہیں مشین پسٹل بھی مل گئے تھے۔ مشین پسٹل اور فالتو راؤنڈز اب ان کی جیبوں میں تھے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ گلیکسی سینما پہنچ گئے۔ سینما کا مین گیٹ بند تھا اور گیٹ پر چار سیکورٹی اہلکار کھڑے تھے۔ یہ اہلکار پرائیویٹ سیکورٹی کی وردیوں میں تھے لیکن حقیقت میں یہ اسرائیلی آرمی سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسے ہی گاڑی گیٹ کے قریب پہنچی سیکورٹی اہلکاروں نے انہیں زوردار سیلوٹ کیا۔

''حکم سر''...... ایک اہلکار نے خاور کے قریب پہنچتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں ایک انتہائی اہم معاملے میں میجر راڈک سے ملنے آیا ہوں''۔ خاور نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ میں ان سے پوچھ لوں''...... سیکورٹی اہلکار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ گیٹ کا ذیلی دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ گیٹ جالیوں کا بنا ہوا تھا اور سیکورٹی اہلکار انہیں نظر آ رہا تھا۔ وہ گیٹ کے قریب ہی بنے ٹکٹ ہاؤس میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد

وہ ٹکٹ ہاؤس سے باہر آیا تو ایک فون سیٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔

''سر۔ میجر صاحب سے آپ خود بات کر لیں''...... سیکورٹی انچارج نے فون کا رسیور خاور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو خاور نے اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

''لیس میجر رالف۔ آپ اس وقت کیسے تشریف لائے ہیں''۔ دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا۔

''سر۔ میں ایک انتہائی اہم معاملہ ڈسکس کرنے آیا ہوں''۔ خاور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سیکورٹی انچارج بتا رہا ہے کہ تمہارے ساتھ کچھ اور افراد بھی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لیس سر۔ ایک تو میرا سیکورٹی گارڈ ہے۔ دوسری مس مارتھا ہیں اور انہوں نے ہی وہ معاملات آپ کے سامنے پیش کرنے ہیں''۔ خاور نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے تسلی کر لی ہے کہ معاملہ واقعی اہم ہے اور مس مارتھا کوئی فراڈ تو نہیں''...... دوسری طرف سے میجر راڈک نے محتاط لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ میں نے ہر طرح سے تسلی کر لی ہے''...... خاور نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ رسیور سیکورٹی انچارج کو دو''...... میجر راڈک نے کہا تو خاور نے رسیور واپس سیکورٹی انچارج کی طرف بڑھا دیا اور اس

نے رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

"اوکے سر"...... سیکورٹی انچارج نے بات سننے کے بعد رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر دوسرے سیکورٹی اہلکار کو گیٹ کھولنے کا اشارہ کیا تو اس نے گیٹ کھول دیا اور پھر تنویر نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

سینما کی عقبی سمت ایک راستہ جاتا تھا۔ تنویر نے گاڑی اس طرف بڑھا دی۔ راستے میں انہیں کئی مسلح سیکورٹی اہلکار نظر آ رہے تھے اور پھر کچھ دور انہیں ایک کوٹھی بھی نظر آ گئی۔ گاڑی کوٹھی کی طرف بڑھنے لگی۔ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر تنویر نے گاڑی روک دی۔ اس گیٹ پر بھی دو مسلح سیکورٹی اہلکار موجود تھے۔ میجر رالف کی گاڑی دیکھ کر وہ گاڑی کے قریب آئے اور پھر خاور کو میجر رالف کے میک اپ میں دیکھ کر انہوں نے سیلوٹ کیا۔ خاور نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو دونوں سیکورٹی اہلکار قریب آ گئے۔

"یس سر"...... ایک اہلکار نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"گیٹ کھولو۔ میجر راڈک میرا انتظار کر رہے ہیں"...... خاور نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔ ہمیں حکم مل چکا ہے"...... سیکورٹی اہلکار نے کہا اور پھر اس نے گاڑی کے اندر کا جائزہ لینے کے لئے گاڑی میں جھانکا اور اسی لمحے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز نکلی جو گاڑی کے اندر گئی اور گاڑی میں تیز بو پھیل گئی اور اس بو نے ان تینوں کو ہی فوری طور پر بے ہوش کر دیا۔

دنیا بھر کے یہودی پوپ جانسن کی دل سے عزت کرتے تھے کیونکہ پوپ جانسن یہودیوں کا بہت بڑا عالم اور مذہبی پیشوا تھا۔ خود اسرائیل کے صدر بھی اس کا دل سے احترام کرتے تھے۔ عالم اور مذہبی پیشوا ہونے کی وجہ سے صدر سے زیادہ اس کا احترام کیا جاتا تھا اور اب یہ تمام احترام عمران کو مل رہا تھا کیونکہ عمران پوپ جانسن کے میک اپ میں تھا اور میک اپ اس نے اتنا جدید کیا ہوا تھا کہ کسی بھی سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اس وقت عمران تین جونیئر پوپس کے ساتھ صدارتی محل میں موجود تھا۔ چونکہ وہ ایکریمیا کا دورہ کر کے آئے تھے اس لئے صدر اسرائیل نے ان کی خصوصی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ تین جونیئر پوپس میں سے پوپ رابرٹسن صدر اسرائیل کا کزن بھی تھا۔

"عزت مآب پوپ جانسن۔ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔

کیا آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیں گے''...... پوپ رابرٹسن نے عمران سے کہا اور اس وقت صدر صاحب بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے بھی رابرٹسن کی بات سن لی تھی۔ صدر صاحب کو دیکھ کر ان چاروں نے اٹھ کر ان کا استقبال کرنا چاہا۔

''آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیوں مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔ آپ چاروں مرتبے میں مجھ سے بڑے ہیں''...... صدر اسرائیل نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گئے۔

''میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو کچھ دیر انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی۔ میں دراصل ہاٹ لائن پر ایکریمیا کے پریذیڈنٹ سے بات کر رہا تھا''...... صدر صاحب نے واقعی شرمندہ لہجے میں کہا۔

''جناب صدر۔ آپ سے ملاقات ہمارے لئے اعزاز کی بات ہے''...... عمران نے جو کہ پوپ جانسن کے میک میں تھا کہا۔

''عزت مآب پوپ جانسن۔ آپ کی دعاؤں سے ہی ہمارا ملک سلامت ہے اور ترقی کر رہا ہے۔ آپ کی دعاؤں کی ڈھال نہ ہوتی تو مسلمانوں نے ہمیں بہت پہلے نیست و نابود کر دیا ہوتا''...... صدر اسرائیل نے نہایت ہی احترام بھرے لہجے میں کہا۔

''انشاء اللہ۔ تمہیں بہت جلد نیست و نابود ہونا ہے''...... عمران نے دل میں کہا۔

''یہ تو پوری قوم کی دعائیں ہیں صدر صاحب۔ میں کیا اور میری حیثیت کیا''...... عمران نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''آپ عزت مآب پوپ جونیئر رابرٹسن کو خواب کی تعبیر بتانے والے تھے''...... صدر نے کہا۔

''جی ہاں۔ محترم رابرٹسن۔ آپ نے کیا خواب دیکھا''۔ عمران نے کہا۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ پوری دنیا پر آسمان سے سرخ پتھر برسنے والے ہیں لیکن ایک کالے پتھر کی وجہ سے وہ رکے ہوئے ہیں اور پھر میں نے دیکھا کہ پوری دنیا پر اسرائیل کا جھنڈا لہرا رہا ہے''...... رابرٹسن نے عمران کو اپنا خواب سناتے ہوئے کہا۔

''یہ تو بہت ہی خاص خواب لگتا ہے محترم رابرٹسن۔ مجھے آگہی کرنا پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''عزت مآب پوپ جانسن۔ آپ آگہی کیجئے۔ ہم اس خواب کی تعبیر جاننا چاہتے ہیں''...... سرخ پتھروں کا سن کر صدر اسرائیل نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''آپ مجھے چند منٹ دیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ صوفے سے اٹھ کر قالین پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تقریباً پانچ منٹ تک وہ اسی حالت میں بیٹھا رہا اور پھر وہ اٹھا اور واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔

''میری آگہی بتاتی ہے کہ ہمارا ملک ایک ایسا ہتھیار ایجاد کر رہا ہے جس میں کوئی سرخ چیز جیسے سرخ مٹی یا سرخ پتھر استعمال ہو رہا ہے۔ اگر ہمارا ملک یہ ہتھیار بنا لیتا ہے تو پھر پوری دنیا پر یہودیوں

کی حکومت قائم ہو جائے گی''...... عمران نے کہا تو صدر صاحب اسے عقیدت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

پوپ جانسن خواب کی تعبیر بتانے میں عالمی شہرت رکھتے تھے۔ وہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ صدر صاحب پہلے ہی ان کے عقیدت مند تھے اور اب جو تعبیر انہوں نے بتائی تھی اسے سن کر تو ان کی عقیدت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔

''عزت مآب پوپ جانسن۔ واقعی اسرائیل ریڈ سٹونز سے ایک ہتھیار بنا رہا ہے۔ آپ کا علم سچا ہے لیکن یہ بتائیں کہ وہ کالا پتھر کیا ہے''...... صدر صاحب نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کوئی بہت بڑی رکاوٹ ہے جو اس جگہ ہے جہاں یہ ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ اگر آپ ہم چاروں کو وہ جگہ دکھا دیں تو پھر ہو سکتا ہے کہ میں اس رکاوٹ کے بارے میں آگہی حاصل کر سکوں۔ یہاں بیٹھ کر میں اس رکاوٹ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا''۔ عمران نے کہا۔

''جی بالکل۔ لیبارٹری میں آپ کا جانا ہمارے لئے باعث برکت ہو گا''...... صدر صاحب نے کہا۔

''اب آپ جس وقت کا حکم دیں گے ہم حاضر ہو جائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم آج رات دو بجے لیبارٹری چلے چلتے ہیں''...... صدر صاحب نے عمران سے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں''...... عمران نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

اس وقت صدارتی محل کے ایک ملازم نے انہیں آ کر بتایا کہ کھانا لگ چکا ہے تو وہ پانچوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ لیبارٹری میں داخلے کا ایسا ذریعہ بن جائے گا۔ یہ محض اتفاق ہی تھا کہ جونیئر پوپ رابرٹسن کو ایک خواب دکھائی دیا تھا اور عمران نے بات بنا لی تھی۔ بصورت دیگر تو ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں داخلہ ممکن نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کے بارے میں جو معلومات ملی تھیں وہ تو یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ اس میں داخل کیسے ہو گا اور اب اتنی آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ بن گیا تھا۔ عمران دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا جس نے اس کے لئے یہ راستہ خود ہی بنا دیا تھا۔

صفدر کو ہوش آیا تو اس نے خود کو رسی سے بندھے ہوئے پایا۔
کمرے میں اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔ صفدر نے رسی کا جائزہ لیا۔ اس نے اپنی چھوٹی انگلی کے ناخن کو کچھ بڑھا کر اس کے ایک سائیڈ کو بلیڈ کی طرح تیز کیا ہوا تھا اور اس ناخن میں اس نے ایسا کیمیکل بھی لگا دیا تھا جو ٹرانسپیرنٹ تھا اور ناخن کی دھار کو تیز رکھتا تھا۔ یہ کیمیکل عمران نے اسے دیا تھا۔ اس نے اپنے اس ناخن سے رسی کو کاٹنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ہاتھ کی رسی کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہاتھ کی رسی کٹتے ہی اس نے پاؤں کی رسی بھی کھول لی۔ اسی لمحے اسے دروازے پر آہٹ سنائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے لیکن آواز پیدا کیے بغیر دروازے کے قریب پہنچ گیا۔
دروازہ کھلا اور مشین گن سے مسلح ایک شخص اندر آیا۔ صفدر اس پر عقاب کی مانند جھپٹا اور اگلے ہی لمحے اس شخص کی گردن کی ہڈی

ٹوٹ گئی۔ صفدر نے اس کی مشین گن تو پکڑ لی لیکن اسے فرش پر گرنے دیا۔ فرش پر گر کر وہ تڑپ رہا تھا لیکن صفدر نے اس کے تڑپنے کو نظرانداز کر دیا اور آہستگی سے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ یہ ایک گیلری تھی جس کے دونوں اطراف میں کمرے تھے لیکن گیلری میں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ صفدر کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ ابھی ایک قدم ہی چلا تھا کہ ایک کمرے سے ایک آدمی باہر نکلا۔ اس نے صفدر کو دیکھا تو وہ چونکا اور اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن جیب سے ہاتھ باہر نکالنے کی حسرت اس کے دل میں ہی رہ گئی کیونکہ صفدر کی مشین گن سے شعلے نکلے اور وہ شخص چیختا ہوا نیچے گرا اور ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی مانند تڑپنے لگا۔
فائرنگ کی آواز سن کر کئی کمروں کے دروازے کھلے اور ان دروازوں سے کئی افراد باہر نکلے مگر انہیں حالات جاننے کا موقع ہی نہ ملا۔ مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور ان کی چیخوں سے گیلری گونج اٹھی۔ جتنے بھی افراد کمروں سے باہر نکلے تھے وہ سب مشین گن کی گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔
گیلری کے سامنے والے حصے میں تین مسلح افراد دکھائی دیئے۔ ان تینوں کے ہاتھ میں مشین گنیں تھیں لیکن صفدر نے انہیں فائر کرنے کا موقع نہ دیا۔ اس نے زمین پر لوٹ لگائی اور رول ہوتے ہوئے ان تینوں پر فائرنگ کر دی۔ وہ تینوں ہی موت کا رقص کرنے لگے۔ صفدر رولنگ کرتے ہوئے گیلری سے باہر نکل آیا۔

اس نے اپنی مشین گن پھینکی اور تڑپتے ہوئے تین آدمیوں کی مشین گنوں میں سے ایک کی مشین گن اٹھالی۔ سامنے پلاٹ بنے ہوئے تھے۔ ایک جگہ پارکنگ شیڈ بنا ہوا تھا جس کے نیچے کئی گاڑیاں موجود تھیں اور اس کے بعد جہازی سائز کا گیٹ نظر آ رہا تھا۔

صفدر کو چند مسلح افراد گیلری کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ صفدر نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا اور فائر کھول دیا۔ تین چار افراد تو فائرنگ کی زد میں آ گئے جبکہ دو تین نے نیچے گر کر اپنی جان بچائی لیکن یہ جان زیادہ دیر کے لئے نہیں بچی تھی کیونکہ صفدر زمین پر رولنگ کرتے کرتے یکدم فضا میں اچھلا تھا اور اسی اچھل کے دوران اس نے زمین پر گرنے والوں پر فائر کھول دیا تھا۔ اس فائرنگ کے ساتھ ہی ان کی چیخیں بھی بلند ہوئی تھیں۔

اس وقت صفدر پر چھت سے فائرنگ ہونے لگی لیکن صفدر تو اس وقت چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے زمین پر رولنگ کرنے لگا۔ اس رولنگ کے دوران اس نے چھت پر بھی فائرنگ کی تھی لیکن اس فائرنگ کے نتیجے میں کوئی چیخ بلند نہیں ہوئی تھی۔ صفدر رولنگ کرتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ مین گیٹ پر کوئی نہیں تھا۔ وہ شاید پہلے ہی صفدر سے مقابلے میں مارے جا چکے تھے۔

صفدر پر اب بھی چھت سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر مشین گن کا رخ چھت کی طرف کر کے فائرنگ کی۔ ایک

لمحے کے لئے چھت پر سے کی جانے والی فائرنگ میں تعطل پیدا ہوا اور اسی ایک لمحے کا فائدہ صفدر نے اٹھایا۔ اس نے ذیلی دروازہ کھولا اور ایک سیکنڈ سے بھی پہلے وہ سڑک پر آ گیا۔ مشین گن اس نے دروازے سے گزرتے ہوئے اندر ہی پھینک دی تھی۔ باہر سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ لوگ اس بلڈنگ سے بہت دور چلے گئے تھے۔ صفدر نے ارد گرد کا جائزہ لینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اسے سامنے ایک گلی نظر آ رہی تھی اور وہ دوڑتا ہوا اس گلی میں داخل ہو گیا۔ دوڑتے دوڑتے اس نے جمپ لگایا اور ہوا میں اڑتا ہوا ایک کوٹھی کی باؤنڈری وال پر پہنچا اور اگلے ہی لمحے وہ دوسری طرف کود گیا۔ اس طرف مہندی کی باڑ لگی ہوئی تھی۔

صفدر نے جھک کر چاروں طرف کا جائزہ لیا تو کچھ فاصلے پر اسے گٹر کا ڈھکن دکھائی دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی اس علاقے کی تلاشی شروع ہو جائے گی لیکن فی الحال کچھ دیر کے لئے اسے پناہ بھی چاہئے تھی اور اس پناہ کے لئے اس کی نظریں گٹر کے اس ڈھکن پر جم گئی تھیں۔ اسے وہاں بیٹھے تین چار منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اسے مختلف آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ تیزی سے گٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے گٹر کے ڈھکن کو پکڑ کر زور دار جھٹکا دیا تو ڈھکن اوپر اٹھ آیا۔ صفدر نے گٹر کا جائزہ لیا تو ایک سیڑھی نیچے جا رہی تھی۔ اس نے کچھ سوچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا تو اسے جیب میں رکھا ہوا ایک سکہ مل گیا۔ صفدر فوراً ہی سیڑھیوں پر آ گیا۔

چند سیڑھیاں نیچے اتر کر اس نے سکہ ایک جگہ ایڈجسٹ کیا اور پھر ڈھکن کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ سکے کی وجہ سے بہت ہی معمولی سا خلا رہ گیا تھا جس سے تازہ ہوا اور روشنی اندر آ رہی تھی۔

صفدر اس خلا سے ناک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اسے گٹر میں گھسے ایک منٹ ہی گزرا ہو گا کہ اسے بیل کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد اسے گیٹ کھلنے کی آواز بھی سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بھاری بوٹوں کی اور تیز تیز بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ صفدر دم سادھے گٹر کی سیڑھیوں پر کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد جو آوازیں گھر کے اندر کی طرف گئی تھیں اب باہر کی طرف جاتی ہوئی سنائی دیں۔ صفدر کو باہر گلی میں بھی کافی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور پھر یہ آوازیں دور ہوتی چلی گئیں۔

کچھ دیر انتظار کے بعد صفدر نے ڈھکن پر دباؤ ڈالا تو گٹر کا ڈھکن اوپر اٹھ گیا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر ایک مرتبہ پھر کوٹھی کا جائزہ لیا۔ وہاں اب بھی کوئی نہیں تھا۔ صفدر گٹر سے باہر نکل آیا اور اس نے ڈھکن دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ وہیں مہندی کی باڑ کی اوٹ میں ہی بیٹھ گیا۔ ان لوگوں نے باڑ کے ارد گرد کی بھی تلاشی لی تھی لیکن گٹر کی طرف کسی کا بھی دھیان نہیں گیا تھا اور ویسے بھی کوئی سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اس طرح بند گٹر میں رہ سکتا ہے۔ اس لئے تلاشی کے لئے آنے والے اس کوٹھی سے مطمئن ہو کر چلے گئے تھے۔

صفدر ابھی مزید کچھ دیر اس جگہ پر رہنا چاہتا تھا تاکہ اس کی تلاش میں آنے والے اس علاقے سے مطمئن ہو کر چلے جائیں۔ ویسے بھی اب شام ہو چکی تھی اور کچھ ہی دیر میں رات ہونے والی تھی اور صفدر رات کے وقت باآسانی اس علاقے سے نکل سکتا تھا۔ صفدر مہندی کی باڑ میں دبکا بیٹھا تھا کہ اچانک اسے پینٹ کی جیب میں حرکت محسوس ہوئی تو وہ یکدم اچھل پڑا۔ پھر اسے خوشگوار حیرت محسوس ہوئی کیونکہ یہ حرکت موبائل فون کے وائبریٹ کرنے سے پیدا ہو رہی تھی۔

موجودہ حالات کی وجہ سے اس کا ذہن موبائل فون کی طرف گیا ہی نہیں تھا۔ اسے اغوا کرنے والے میجر شمعون کے آدمیوں نے اس کی تلاشی نہیں لی تھی۔ صفدر نے اپنے موبائل فون کو وائبریشن پر سیٹ کیا ہوا تھا اور ایسا کرنے کے لئے اسے عمران نے ہی کہا تھا۔ اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل فون نکالا اور کال رسیو کر کے کان سے لگا لیا۔

"یس۔ صفدر سپیکنگ"...... صفدر نے دھیمی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں ہو صفدر"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب۔ مجھے جی پی نائن کے آدمیوں نے اغوا کر لیا تھا۔ اب میں ان کے ہیڈکوارٹر سے فرار ہو چکا ہوں۔ میں جس

علاقے میں چھپا ہوا ہوں۔ اس علاقے کی جی پی نائن کے آدمی تلاشی لے رہے ہیں اس لئے میں کچھ دیر بعد اس علاقے سے نکلوں گا''...... صفدر نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو تمہارا جولیا اور اس کے ساتھیوں رابطہ نہیں ہوا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا بھی ان سے رابطہ نہیں ہوا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ مشن تکمیل کے قریب ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان سے جلد از جلد رابطہ ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مشن تکمیل کے مراحل میں ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم ایسا کرو کہ ٹھیک بارہ بجے لاپاز ہوٹل کے مین گیٹ سے سیدھے ہاتھ پر تقریباً چھ سو فٹ کے فاصلے پر پہنچ جانا۔ وہاں تمہیں نیلے رنگ کی ایک ٹیوٹا کرولا کھڑی نظر آئے گی۔ میں تمہیں اسی کار میں ملوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں انشاء اللہ بارہ بجے لاپاز ہوٹل پہنچ جاؤں گا''...... صفدر نے کہا۔

''او کے۔ بارہ بجے یاد رکھنا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو صفدر نے موبائل سیٹ پر ہی ٹائم دیکھا تو آٹھ بجنے والے تھے۔ صفدر نے وہیں دبکے رہنے کا فیصلہ

کیا۔ اب اس سے زیادہ محفوظ جگہ اس کے لئے اور کوئی نہیں تھی۔

تقریباً رات دس بجے تک وہ وہیں بیٹھا رہا اور پھر وہ آہستہ سے اٹھا اور دبے قدموں چلتا ہوا اس کوٹھی کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اطمینان سے باہر نکل آیا۔ اس نے گلی کے دونوں طرف نظر دوڑائی تو وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ وہ گلی سے نکل کر روڈ پر آ گیا۔ روڈ پر بھی اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔ وہاں سے کچھ دور سپر مارکیٹ تھی۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا مارکیٹ پہنچ گیا۔ اس کی پینٹ کی دوسری جیب میں اس کا والٹ بھی موجود تھا جس میں کرنسی موجود تھی۔ اس نے ایک دکان سے میک اپ کا سامان اور اپنے لئے نیا لباس خریدا۔

''اس کا بل بنا دیں''...... صفدر نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سر۔ آپ جان مائیکل ہی ہیں نا''...... کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں اس دکان کا مالک ہوں اور آپ میرے فیورٹ اداکار ہیں۔ اب میں آپ سے بل تو نہیں لے سکتا''...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

''شکریہ۔ لیکن بل تو آپ کو لینا پڑے گا''...... صفدر نے کہا اور والٹ سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"اگر آپ نے زبردستی کی تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گا اور آئندہ آپ کی فلمیں اور ڈرامے نہیں دیکھوں گا"...... کاؤنٹر مین نے ناراض لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ تھینکس"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نوٹ واپس والٹ میں رکھ لیا۔ اس دوران کاؤنٹر مین نے ایک ڈائری نکال لی۔

"آٹوگراف پلیز"...... کاؤنٹر مین نے ڈائری صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے پین کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا مگر اس کی جیب میں پین نہیں تھا اس لئے کاؤنٹر مین نے پین بھی اس کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے پین لے کر ڈائری پر جان مائیکل کے دستخط کئے اور پھر وہ اس مارکیٹ سے باہر آ گیا۔ اس کا اس حلیئے میں رہنا اس کے لئے انتہائی خطرناک تھا اس لئے وہ قریبی ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ اس نے ہوٹل کے واش روم میں اپنا نیا میک اپ کیا اور لباس تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔ اب وہ مقامی میک اپ میں تھا۔ وہ پیدل چلتا ہوا دوسرے علاقے میں آ گیا۔ اس نے اپنے موبائل فون پر وقت دیکھا تو گیارہ بجے تھے۔

عمران کے دیئے ہوئے وقت میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس نے کھانا کھانے کا پروگرام بنا لیا۔ کھانے کا سوچ کر وہ ایک ہوٹل میں داخل ہوا اور جب وہ کھانے سے فارغ ہو کر باہر نکلا تو ساڑھے گیارہ بج چکے

تھے۔ وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ ایک ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گیا۔

"لاپاز ہوٹل"...... صفدر نے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور پھر اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ جب وہ لاپاز ہوٹل کے سامنے اترا تو بارہ بجنے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور سڑک کے کنارے بنے ہوئے کولڈ ڈرنکس کے ایک کیبن پر پہنچ گیا۔ اس نے کولڈ ڈرنک لی اور سپ کرنے لگا۔ بوتل ختم کرنے میں اس نے چار منٹ لگا دیئے تھے۔ پھر اس نے بوتل کی قیمت ادا کی اور لاپاز ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اسے نیلے رنگ کی ٹیوٹا کار بھی نظر آ گئی جو وہاں رک رہی تھی۔ صفدر کار کے قریب پہنچا اور اس نے کار کا فرنٹ گیٹ کھولا اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران موجود تھا جس نے ابھی تک پوپ جانسن کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ دونوں نے مختصر طور پر ایک دوسرے کو اپنے حالات بتائے اور پھر عمران نے کار ایک ہوٹل کی بیک سائیڈ پر روک دی۔ اس طرف کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دونوں کار کی پچھلی سیٹ پر آ گئے۔ عمران نے جو جدید میک اپ کیا ہوا تھا وہ وہی میک اپ صفدر کا بھی کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں صفدر جونیئر پوپ رابرٹسن کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

جولیا، تنویر اور خاور کو ہوش آیا تو انہوں نے خود کو کرسیوں پر رسی سے بندھا ہوا پایا۔ ایک آدمی کرسی پر ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور انہیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس آدمی کے دائیں بائیں دو دو مسلح افراد کھڑے تھے۔

‘‘تو تمہیں ہوش آ گیا پاکیشائی ایجنٹوں’’...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

‘‘پاکیشائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ میں تو میجر رالف ہوں’’۔ خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘میجر رالف اور اس کا گارڈ بندھی ہوئی حالت میں اپنی کوٹھی سے برآمد ہو چکے ہیں’’...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

‘‘تم کون ہو’’...... اس مرتبہ تنویر نے بات کرتے ہوئے پوچھا۔

‘‘میرا نام ہے بلیک مین۔ میرے نام کی طرح میرا دل بھی بہت سیاہ ہے۔ میں انسانوں کو اس قدر اذیت دیتا ہوں کہ وہ چیخ چیخ کر موت مانگتے ہیں لیکن میں موت کو ان کے قریب نہیں جانے دیتا’’...... بلیک مین نے اپنے لہجے کو خوفناک بناتے ہوئے کہا تو ان تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ انہیں مسکراتا دیکھ کر بلیک مین کو غصہ آ گیا۔

‘‘تم۔ تم مجھ پر ہنس رہے ہو۔ بلیک مین پر۔ کرنل ڈیوڈ کے اسسٹنٹ پر’’...... بلیک مین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

‘‘نہیں سر۔ ہم آپ پر تو نہیں ہنس رہے۔ ہم تو اپنی قسمت پر ہنس رہے ہیں۔ ہماری قسمت نے ہمیں آپ کے قدموں میں لا کر پھینک دیا ہے’’...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن بلیک مین تنویر کے طنز کو محسوس نہ کر سکا بلکہ وہ تنویر کی بات سن کر خوش ہو گیا۔

‘‘تم مجھے جانتے ہو’’...... بلیک مین نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

‘‘جی ہاں۔ آپ کی دہشت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ بلیک مین کا نام سن کر بڑے سے بڑا ایجنٹ لرزنے لگتا ہے’’۔ تنویر نے کہا۔

‘‘ویری گڈ۔ تم بہت اچھی باتیں کرتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ نرمی کروں گا۔ تمہیں میں آسان موت ماروں گا۔ انہیں بعد میں

اذیتیں دے دے کر ماروں گا''...... بلیک مین نے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''تم مشین پسٹل سے مرنا پسند کرو گے یا مشین گن سے یا تمہارے لئے ریوالور کی گولی ٹھیک رہے گی''...... بلیک مین نے تنویر سے ایسے پوچھا جیسے وہ اس سے کھانے کا مینو پوچھ رہا ہو۔

''میں ایک نہایت ہی اہم بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں لیکن آپ کے کان میں''......تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کان میں۔ وہ کس لئے۔ ایسے ہی بات کر دو''...... بلیک مین نے کہا۔

''مجھے آپ لوگوں نے خود باندھا ہے۔ آپ مجھ سے ڈریں تو نہیں''......تنویر نے کہا۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں۔ بلیک مین تم سے ڈر رہا ہوں''...... بلیک مین نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ قہقہہ لگانے کے بعد وہ مشین پسٹل ہوا میں اچھالتا ہوا تنویر کے پاس پہنچ گیا۔

''لو۔ میرے کان میں بتاؤ وہ بات جو تم بتانا چاہتے ہو''۔ بلیک مین نے کان اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ اڑتا ہوا اپنے چاروں ساتھیوں سے جا ٹکرایا۔ وہ چاروں بھی لڑکھڑا کر فرش پر جا گرے۔

تنویر، جولیا اور خاور ان باتوں کے دوران صفدر کی طرح اپنے تیز دھار ناخنوں کی مدد سے اپنی رسیاں کاٹ چکے تھے اور اسی لمحے

تنویر نے بلیک مین کو اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر پھینک دیا تھا۔ پھر جتنی دیر میں بلیک مین اور اس کے ساتھی اٹھ کر کھڑے ہوتے تنویر اور اس کے ساتھیوں نے اپنے پاؤں کی رسیاں کھول لی تھیں۔ یہ رسیاں انہوں نے پلک جھپکنے میں کھول لی تھیں۔ بلیک مین اور اس کے ساتھی کھڑے ہو ہی رہے تھے کہ وہ تینوں ان سے آ کر ٹکرائے اور وہ پانچوں دوبارہ فرش پر گر گئے۔ ایک سیکنڈ میں تنویر نے ایک مشین گن اٹھائی اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ پانچوں افراد ہی لقمہ اجل بن گئے۔

چونکہ یہ انوسٹی گیشن روم تھا اس لئے.انہیں یقین تھا کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہو گا۔ کمرے کی ساخت بھی یہی بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ انہوں نے ایک ایک مشین گن اور ایک ایک مشین پسٹل اٹھا لیا۔ تنویر نے کمرے میں موجود الماری کو کھول کر دیکھا تو الماری میں اسے صرف اذیت رسانی کے آلات نظر آئے۔ اس کے بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ ان کے سامنے ایک برآمدہ تھا اور برآمدے میں کئی مسلح افراد موجود تھے۔ ایک طرف کمروں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔ کچھ فاصلے پر ایک جگہ درجنوں کاریں کھڑی تھیں اور پھر تھوڑی دور مین گیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ مین گیٹ پر بھی مسلح افرادنظر آ رہے تھے۔

جیسے ہی وہ تینوں کمرے سے باہر نکلے برآمدے میں موجود مسلح افراد نے انہیں دیکھ لیا۔ انہیں دیکھ کر وہ چونکے اور انہوں نے مشین

گنیں سیدھی کرنے کی کوشش کی لیکن تنویر اور اس کے ساتھیوں نے انہیں اس کا موقع ہی نہ دیا۔ ان تینوں کی مشین گنوں سے شعلے نکلے اور وہاں موجود افراد گولیوں کی زد میں آ گئے۔ فائرنگ ہوتے ہی وہاں ہنگامہ ہو گیا۔ گیٹ پر موجود افراد بھی اس طرف بھاگ کر آنے لگے جبکہ کمروں میں سے بھی افراد نکل کر وہاں آنے لگے۔

ان تینوں کی مشین گنوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ ان پر بھی باقاعدہ فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ وہ تینوں ہی زمین پر رولنگ کرتے ہوئے فائرنگ کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے لاشوں کے انبار لگ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں سب کا صفایا ہو گیا۔ انہوں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو انہیں کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ اب وہ کرالنگ رولنگ کرتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے ہی وہ گیٹ کے قریب پہنچے انہوں نے مشین گنیں پھینک کر مشین پسٹل ہاتھوں میں پکڑ لئے اور پھر اگلے ہی لمحے وہ گیٹ سے باہر تھے۔ جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر نکلے ایک ویگن ان کے قریب ایک جھٹکے سے رکی اور اس کا گیٹ کھل گیا۔

''اگر آپ تنویر اور اس کے ساتھی ہیں تو اندر آ جائیں''۔ ویگن سے ایک آدمی نے جھانکتے ہوئے کہا تو وہ سب ویگن میں سوار ہو گئے اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

''عمران صاحب۔ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں داخل ہوتے وقت ہمارا میک اپ چیک ہو سکتا ہے اور ہماری جیبوں میں جو سامان ہے اسے تو مشینیں آسانی سے چیک کر لیں گی چاہے ہم صدر اسرائیل کے ساتھ ہی کیوں نہ ہوں''...... صفدر نے عمران سے کہا۔

''میں نے ان مشینوں کا توڑ سائنسی بنیادوں پر ہی کیا ہے اس لئے تم فکر نہ کرو۔ ان کی جدید سے جدید مشین بھی ہمیں چیک نہیں کر سکے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا ذہن کمال کا ہے۔ آپ اسرائیل کے صدر کے ساتھ ان کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں داخل ہو رہے ہیں''...... صفدر نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس میں میرا کیا کمال ہے۔ سب راستے اسی نے بنائے ہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے جولیا، تنویر اور خاور کی فکر ہو رہی ہے۔ ان سے رابطہ ہی نہیں ہو رہا"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ ان سے موبائل فون پر رابطہ رہے گا لیکن لگتا ہے کہ اسرائیل پہنچتے ہی ان کا موبائل فون ان سے چھن گیا ہے۔ بہرحال فکر نہ کرو۔ میں نے ایک گروپ کے ذمے لگا دیا ہے۔ یہ لوگ جی پی نائن یا جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر میں ہی کیوں نہ ہوں وہ گروپ انہیں وہاں سے نکال لائے گا"...... عمران نے کہا تو صفدر نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"ڈیڑھ بج چکا ہے"...... صفدر نے عمران کی توجہ وقت کی طرف دلاتے ہوئے کہا۔ ڈیڑھ بجے دوسرے دو جونیئر پوپس نے بھی عمران کے کمرے میں آنا تھا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو صفدر نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو دونوں جونیئر پوپس موجود تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔ انہیں دیکھ کر عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ہوٹل کے مین گیٹ پر انہیں لینے کے لئے صدارتی محل سے ایک گاڑی آئی ہوئی تھی۔ وہ اس گاڑی میں سوار ہوئے اور ابھی دو بجنے میں دس منٹ باقی تھے کہ وہ صدارتی محل پہنچ گئے۔

ٹھیک دو بجے وہ صدر صاحب کی مخصوص گاڑی میں بیٹھ کر ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کا راستہ گلیکسی سینما کے مینجر کی کوٹھی سے جاتا تھا۔ وہاں اس وقت

ایمرجنسی نافذ تھی کیونکہ صدر صاحب خود آ رہے تھے۔ مختلف راستوں اور مراحل سے گزر کر چاروں مذہبی رہنما اور صدر اسرائیل ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کے مین حصے میں پہنچ گئے جہاں ڈاکٹر ویلز نے انہیں پراجیکٹ کے بارے میں بتایا۔

"میں وہ ریڈ سٹون دیکھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے صدر اسرائیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ ڈاکٹر صاحب عزت مآب پوپ جانسن کو ریڈ سٹونز لا کر دکھائیے"...... صدر صاحب نے پہلے عمران اور پھر ڈاکٹر ویلز سے کہا۔

"اوکے سر۔ کیا تمام ریڈ سٹونز لا کر دکھاؤں"...... ڈاکٹر ویلز نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ بالکل"...... عمران نے ڈاکٹر ویلز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کو چند لمحے انتظار کرنا پڑے گا۔ میں ریڈ سٹونز لے کر آتا ہوں"...... ڈاکٹر ویلز نے کہا اور پھر عمران کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کر ایک طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً دو منٹ بعد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک باکس موجود تھا۔ اس نے وہ باکس عمران کے سامنے رکھ دیا اور باکس کا ڈھکن کھولا۔ باکس میں چھوٹے چھوٹے ریڈ سٹونز موجود تھے۔ پھر اچانک ہی نجانے کیا ہوا کہ وہاں تیز بو پھیلی اور وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے۔ ان سب

کے بے ہوش ہوتے ہی عمران اٹھ کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں ماسٹر کمپیوٹر رکھا ہوا تھا اور جس سے تمام سائنسی سسٹم کنٹرول ہو رہا تھا۔

عمران نے کمپیوٹر کو چند کمانڈ دے کر وہ تمام نظام آف کر دیا اور پھر وہ پہلے والے کمرے میں آ گیا جہاں صفدر ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے پر صدر اسرائیل کا میک اپ کر چکا تھا اور ان کے کپڑے بھی پہن چکا تھا اور اپنے کپڑے انہیں پہنچا چکا تھا۔ عمران نے ریڈ سٹونز کا باکس اٹھایا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر صدر صاحب کی خصوصی گاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں وہ گاڑی میں سوار ہو رہے تھے۔ ان کے گاڑی میں سوار ہوتے ہی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

صدر اسرائیل ڈاکٹر ویلز کے آفس میں ہی کرسی پر بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی اور پھر مسلسل بجتی چلی گئی۔ مسلسل بجنے والی بیل نے صدر اسرائیل کے تاریک ذہن کو روشن کر دیا اور وہ چونک کر اٹھے۔ انہوں نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ سب لوگ ہی کرسیوں پر بے ہوش تھے جبکہ پوپ جانسن اور جونیئر پوپ رابرٹسن غائب تھے۔ انہوں نے فون کی طرف دھیان دیا اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’میں جانتا ہوں کہ آپ اسرائیل کے صدر بول رہے ہیں‘‘۔ دوسری طرف سے چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’آپ کون بول رہے ہیں‘‘...... صدر صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

’’حقیر فقیر کو آپ علی عمران کے نام سے بخوبی جانتے ہیں‘‘۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

''علی عمران۔ تم جس دن ہماری کسی ایجنسی کے ہاتھ لگ گئے اس دن عبرت کا نشان بن جاؤ گے''...... صدر صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ اور آپ کی ایجنسیاں واقعی باکمال صلاحیتوں کی مالک ہیں۔ اس مرتبہ میرے تین ساتھی جی پی فائیو کے قابو میں آ گئے تھے اس لئے وہاں موجود جی پی فائیو کے تمام افراد کا صفایا ہو گیا اور اب میرے وہ تین ساتھی میرے سامنے موجود ہیں اور ہم اپنے ریڈ سٹونز کے ساتھ واپس جا رہے ہیں''...... دوسری طرف سے عمران کی طنزیہ آواز سنائی دی تو اسرائیل کے صدر چونک پڑے۔

''واپس جا رہے ہیں اور وہ بھی ریڈ سٹونز کے ساتھ''...... صدر صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے اپنے ہاتھ سے تو مجھے ریڈ سٹونز دیئے ہیں اور آپ حیران بھی ہو رہے ہیں''...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو صدر صاحب کے سر میں دھماکے ہونے لگے۔

''اوہ۔ اوہ۔ پوپ جانسن کے میک میں تم تھے۔ نہیں۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو ہماری سائنسی مشینیں فوراً بتا دیتیں''۔ صدر نے چلاتے ہوئے کہا۔

''آج تک آپ کا کرنل ڈیوڈ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو یہ مشینیں میرا کیا بگاڑیں گی''...... عمران کی طنزیہ آواز سنائی دی تو صدر اسرائیل

بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ گئے۔

''اگر آپ بے ہوش ہونے لگے ہیں تو یہ پروگرام ملتوی کر دیں اور فوری طور پر ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری سے باہر نکل جائیں اور اپنے جتنے سائنس دانوں کو بچا سکتے ہیں بچا لیں کیونکہ اب یہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری نہیں رہے گی۔ اب سے ٹھیک دس منٹ بعد یہ لیبارٹری بلاسٹ ہو جائے گی''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو صدر اسرائیل کے چہرے پر بوکھلاہٹ پیدا ہو گئی اور رسیور ان کے ہاتھ سے گر گیا اور انہوں نے کمرے سے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

ختم شد

خیر وشر کی ابدی جنگ پر مبنی عمران سیریز میں تہلکہ خیز ناول

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول فیس

مصنف
ارشاد العصر جعفری

- شیطان کا وہ چہرہ جسے جو بھی انسان دیکھتا وہ شیطان بن جاتا۔ وہ سنسنی خیز لمحات جب شیطانی چہرہ عمران کے سامنے آ گیا۔ کیا عمران بھی شیطان بن گیا ——؟
- شیطان عفریت نے سلیمان کی شہ رگ پر اپنے خونی دانت گاڑ دیئے۔ کیا سلیمان زندہ بچ سکا ——؟
- مگھومل۔ شیطان کا پجاری، جس نے شیطان کا بڑا نائب بننے کے لئے عمران کو قربان کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکا؟
- وحشت و بربریت کا وہ منظر جب مگھومل نے جولیا کو شیطان کے بت کے سامنے قربان کر دیا۔ عمران اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھا۔
- وادی خار۔ ایک ایسی وادی جہاں شیطانی مخلوق کا راج تھا۔
- وادی خار تک رسائی کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی لیکن اس وادی میں جانا عمران کے لئے موت و حیات کا مسئلہ تھا۔ کیا عمران اس وادی میں داخل ہو سکا ——؟
- صفدر، تنویر اور جوزف کو موت کی کشمکش میں چھوڑ کر عمران، جولیا کی زندگی بچانے کے لئے وادی خار میں داخل ہو گیا۔ کیا وہ جولیا کی جان بچانے میں کامیاب ہو سکا ——؟

دل دہلا دینے والے خوفناک و بھیانک واقعات، ہنگامہ خیز لمحات، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک ایسا ناول جو فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573